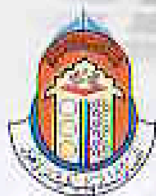
اولیاء اللہ کی پہچان

تالیف

ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی





تخریج و فوائد: حافظ حامد محمود الخضری، حافظ ابو بکر

تقدیم: محدث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۝ الذین امنوا وکانوا یتقون ۝
لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ

اولیاء اللہ کی پہچان



تالیف:
ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

تخریج واضافہ:
حافظ حامد محمود الخضری حافظ ابوبکر

تقدیم:
شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ



انصار السنہ پبلیکیشنز۔ لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور 7357587



نام کتاب: **اولیاء اللہ کی پہچان**

تالیف: **ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی**

تخریج واضافہ: **حافظ حامد محمود الخضری** **حافظ ابوبکر** تقدیم: شیخ الحدیث **عبداللہ ناصر رحمانی** حفظہ اللہ

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابومومن منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: 042-7357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217

TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511

E-Mail: darussalamny@hotmail.com

Web Site: www.darussalamny.com



فہرست مضامین

شیطان اور اس کے دوست



تقریظ

إِنَّ الْـحَـمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ، وَنَسْتَعِيْنُهٗ ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِـنْ شُـرُوْرِ أَنْـفُسِـنَـا ، وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران : ۱۰۲)

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ (النساء : ۱)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب : ۷۰ـ ۷۱)

أَمَّـا بَـعْـدُ : فَـإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْیُ مُـحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، أَلضَّلَالَةُ فِي النَّارِ . “

یہ کتاب جو زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچی ہے، ”اولیاء اللہ کی پہچان“ کے نام سے موسوم ہے۔ ”اولیاء“ ...... ”ولی“ کی جمع ہے، ”ولی“ کا معنی قریب ہے۔ اور اصطلاحِ شرع میں ”اولیاء“ سے مراد وہ مخلص اہلِ ایمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور گناہوں سے

اجتناب کی وجہ سے اس سے قریب ہو جاتے ہیں یعنی مومن جب ایمان اور عمل صالح پر کار بند ہوتا ہے، اور شرک اور دوسرے گناہوں سے دُور رہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے۔

﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۞ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ۞ ﴾ (یونس: ٦٢، ٦٣)

''آگاہ رہو! بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ کوئی غم، جو لوگ ایمان لائے تھے اور اللہ سے ڈرتے تھے۔''

بارگاہِ الٰہی میں ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ فرمائیں:

﴿ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ۞ ﴾ (یونس: ٦٤)

''ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوش خبری ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کے وعدوں میں تبدیلی نہیں آتی ہے۔ یہی سب سے عظیم کامیابی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں دنیا اور آخرت دونوں جگہ اپنی رحمت، رضا مندی اور جنت کی خوش خبری دی ہے۔ امام ترمذی نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَه.)) [1]

''دنیاوی زندگی میں بشارت سے مراد نیک خواب ہے جو مسلمان دیکھتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، اولیاء والصالحین جو اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں، معبودانِ باطلہ کی نفی کرتے ہیں اور صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے پاس موت کے وقت فرشتے آتے ہیں، اور انہیں اطمینان دلاتے ہیں کہ جو زندگی اب آنے والی ہے، اس کے بارے میں آپ لوگ مطمئن رہیے، اور دنیا میں آپ لوگوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا تھا،

[1] سنن ترمذی، کتاب الرؤیا، رقم: ٢٢٧٣ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٧٨٦.

اسے پاکر اب خوش ہو جایئے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَٰئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾﴾

(حٰم السجدہ: ۳۰ ۔ ۳۲)

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس (عقیدہ توحید اور عمل صالح) پر جمے رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور غم نہ کرو، اور اس جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست اور مددگار رہے، اور آخرت میں بھی رہیں گے، اور وہاں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی تمہارا نفس خواہش کرے گا، اور ہر وہ چیز جس کی تم تمنا کرو گے، بڑے معاف کرنے ولے، بے حد رحم کرنے والے اللہ کی جانب سے تمہاری میزبانی ہوگی۔''

حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

''فرشتے مومنوں سے جان کنی کے وقت کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں آپ کے ساتھ رہے ہیں، آپ کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، اور اللہ کے حکم سے آپ کی حفاظت کرتے رہے ہیں، اور قیامت کے دن بھی ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ قبروں میں اور صور اسرافیل کے وقت آپ کے مونس ہوں گے۔ قبروں سے اُٹھائے جانے کے وقت آپ کو اطمینان دلائیں گے، اور ہم آپ کو پل صراط پار کرا کے جنت تک پہنچا دیں گے۔

اور جنت میں آپ لوگوں کو ہر وہ چیز ملے گی جسے آپ کا دل چاہے گا، اور جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، یہ تمام نعمتیں آپ کے غفور رحیم رب کی

طرف سے آپ کے میزبانی کے لیے ہوں گی۔" (تفسیر ابن کثیر، تحت هذه الآية)

مزید فرمایا:

﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾

(الانبياء: ١٠٣)

"وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کر سکے گی، اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ برگزیدہ بندے ایسے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء، قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء بھی بارگاہِ الٰہی میں ان کا مقام دیکھ کر اُن پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں جن کی آپس میں محبت صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ رشتہ داری اور مالی لین دین کی وجہ سے۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور (سے مزین) ہوں گے، اور وہ نور (کے ٹیلوں) پر ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف زدہ ہوں گے، انہیں کوئی غم نہیں ہوگا، جب تمام لوگ غم زدہ ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾﴾

(یونس: ٦٢)

"خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے، اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں۔" [1]

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے، اور پھر اہل زمین کے دلوں میں ان کی محبت کو

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب البیوع، رقم: ٣٥٢٧۔ السنن الکبریٰ للنسائی، تفسیر سورۂ یونس، رقم: ١١٢٣٦۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٥٣٧۔ ابن حبان نے اس کو "صحیح" کہا ہے۔

ڈال دیتا ہے۔اہل زمین ان سے محبت کرنا شروع کردیتے ہیں، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا اَحَبَّ اللّٰـهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيْلَ : إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا ، فَأَحْبِبْهُ ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ، فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ اَهْلِ السَّمَاءِ ، اِنَّ اللّٰـهَ يُحِبُّ فُلَانًا ، فَأَحِبُّوْهُ ، فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ .)) ❶

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔''

اور جو کوئی اولیاء اللہ سے دشمنی رکھے، اللہ تعالیٰ اُس سے اعلانِ جنگ کرتا ہے، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ .)) ❷

''جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے، میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔''

آخرت میں اولیاء اور صالحین دیدارِ الٰہی کی نعمت عظمیٰ کے مستحق ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوں گے۔ چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

❶ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم: ۳۲۰۹ ۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، رقم: ۲٦۳۷۔ مؤطا امام مالك : ۲/۹۵۳، رقم: ۱۷۱۰.

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم: ٦۵۰۲ ۔ صحیح ابن حبان: ۲/۵۸، رقم: ۳٤۷۔ السنن الکبریٰ، للبیهقی : ۱۰/۲۱۹.

فرمایا: ''اللہ عزوجل جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم تیرے حکم کے سامنے بار بار سر تسلیم خم کر کے دوہری سعادت چاہتے ہیں، ہر قسم کی بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے: اے رب! ہم خوش کیوں نہ ہوں، تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ عطا کروں؟ وہ کہیں گے: اس سے بہتر کیا ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے اپنی رضا و خوشنودی تمہیں دے دی۔ اب میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔'' [1]

روزِ قیامت اولیاء اللہ اور عباد اللہ الصالحین شفاعت کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو شرفِ قبولیت بخشے گا، جیسا کہ احادیث سے واضح ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے قلوب اور دل تقویٰ کی کانیں ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ .)) [3]

''اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی، بے نیاز اور گمنام ہو۔''

اور اگر وہ کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو وہ اسے ضرور پورا کرتا ہے، سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٌ بِالْأَبْوَابِ ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ)) [4]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ٧٥١٨ ـ صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، رقم: ٢٨٢٦ـ مسند احمد: ٨٨/٣.

[2] صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ٧٤٣٧ ـ مسند احمد: ١٦/٣.

[3] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم: ٢٩٦٥ـ مسند احمد: ١٦٨/١ـ شعب الایمان، للبیهقی، رقم: ١٠٣٧٠.

[4] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٢٦٢٢ـ شعب الایمان، للبیهقی، رقم: ١٠٤٨٢.

''کتنے ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پراگندہ حال ہوتے ہیں، جنہیں دروازوں (کے باہر) سے ہی منع کر دیا جاتا ہے (مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا یہ مقام ہوتا ہے کہ) اگر وہ کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا لیں تو وہ اسے ضرور پورا فرما دیتا ہے۔''

علماء نے لکھا ہے کہ ولی مستجاب الدعوات ہوتا ہے، یعنی اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولیاء اللہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

((إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ .)) [1]

''جنہیں دیکھ کر اللہ عزوجل یاد آ جائے۔''

افسوس صد افسوس! علمائے سوء اور بدعتی پیروں نے اپنی طمع نفسانی اور دنیا طلبی کی غرض سے ہمارے سادہ لوح عوام کو اپنے مکروفریب کے جال میں پھانس کر توحید وسنت پر خوب پردہ ڈالا اور شرک و بدعت، کفر و ضلالت کو اس طرح چمکانے کی کوشش کی کہ اپنے زعم باطل میں توحید کے آفتاب کو اس کے سامنے مدہم بنا دیا۔

افسوس! آج کلمۂ توحید کے پڑھنے والے توحید کے دشمن ہو رہے ہیں، اور بزرگوں کے بارے میں ایسے عقیدے رکھتے اور ان کی قبروں پر ایسے کام کر رہے ہیں جو بت پرست، اپنے بتوں کے مندروں میں کرتے تھے۔ سخت حیرت اور بے حد تعجب کا مقام ہے کہ شرک کو اسلام اور کفر کو ایمان سمجھ لیا گیا۔

آج کے پیشتر کلمہ گو اور مسلمان کہلانے والے اپنے بزرگانِ دین کے ساتھ وہی کچھ کر رہے ہیں جو مشرکین مکہ کیا کرتے تھے، علامہ محمود آلوسی حنفی رقم طراز ہیں:

---

[1] السنن الكبرى، للنسائي، رقم: ١١٢٣٥ ـ كتاب الزهد، لابن المبارك: ٧٢/١، رقم: ٢١٧ ـ الأحاديث المختارة: ١٠٨/١٠، رقم: ١٠٥ ـ مجمع الزوائد: ٧٨/١٠.

''ہم نے بہت سے مسلمانوں کو دیکھا جو مشرکین کی اس صفت کے ساتھ موصوف ہیں، یعنی جس طرح مشرکین مکہ توحید کے بیان سے کڑھتے اور اپنے معبودوں کے ذکر سے خوش ہوتے تھے، اسی طرح موجودہ مسلمان بھی ان مُردہ بزرگوں کے حالات وکرامات کے تذکروں سے خوش ہوتے ہیں، جن سے حاجات طلب کرتے ہیں اور جنہیں فریاد رَسی کے لیے پکارتے ہیں، اور حکایات کاذبہ اور خرافاتِ باطلہ کے سننے سے خوش ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے اعتقاد اور ہوائے نفس کے موافق ہوتی ہیں، اوران واعظوں کو سرآنکھوں پر بٹھاتے ہیں جو ان حکایتوں کو نقل کرتے ہیں، لیکن توحید الٰہی کے ذکر سے کڑھتے اور تنگ دل ہوتے ہیں، اور جو شخص یہ بیان کرے کہ اللہ تعالیٰ نظام عالم کو خود چلاتا ہے کسی کے سپرد نہیں کر رکھا، تو اس سے بھر پور نفرت کرتے ہیں اور اسے بُرے بُرے القابات سے نوازتے ہیں۔'' (تفسیر روح المعانی: ۱۱/۱۳)

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ:

﴿وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝﴾ (الزمر: ٤٥)

''اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، جب اُن کے سامنے صرف ایک اللہ کا ذکر آتا ہے تو اُن کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں، اور جب اللہ کے سوا غیروں کا ذکر آتا ہے، تو یکا یک خوشی سے وہ کھل اُٹھتے ہیں۔''

قارئین کرام! بعض نے بارہ اماموں کو، ایک گروہ پنجتن پاک کو اور صوفیاء کائنات کے ذرّے ذرّے کو اللہ مانتے ہیں۔ اور بعض تو ایسے لوگوں کو اپنا ہادی و مرشد اور الٰہ بنا لیتے ہیں جن کو اپنی ہوش نہیں ہوتی، زندگی میں کبھی نماز کے قریب نہیں گئے ہوتے، اور طہارت تک کی بھی فکر نہیں ہوتی۔ (العیاذ باللہ)

﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾﴾ (الأعراف: ١٧٩)

''ان کے دل ایسے ہیں جن سے (دین اور آخرت کی باتیں) نہیں سمجھتے، اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے (ہدایت کا راستہ) نہیں دیکھتے، ان کے کان ایسے ہیں جن سے (حق بات) نہیں سنتے، یہ لوگ چار پائے جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ، یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔''

اس کتاب میں ہمارے دوستوں نے انہی حقائق پر روشنی ڈالنے کی سعی کی ہے کہ اوّلاً: اولیاءاللہ اور اولیاء الشیطان میں فرق کیا جائے، اور ثانیاً: اولیاء کو ان کے مقام و مرتبہ پر فائز کیا جائے، ان کے مقام و مرتبہ میں نہ کمی کی جائے، اور نہ زیادتی:

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ﴾ (النساء: ١٧١)

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو۔''

غور فرمائیں! نبی آخر الزمان، سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ غلو سے کس طرح منع فرماتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے اس پر اکتفا نہیں کیا کہ اپنے آپ کو ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کہلائیں، بلکہ یہ بھی حکم دیا کہ لوگ ان کے ''بندہ'' ہونے کی شہادت بھی دیں، آپ علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ.)) [1]

''تم میری تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرو، جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کے

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الحدود، رقم: ٦٨٣٠۔ شرح السنة، رقم: ٣٦٨١۔ مسند احمد: ٢٣/١، رقم: ١٥٤.

سلسلہ میں غلو سے کام لیا، میں اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔"

پس رب، رب ہے...... نبی، نبی ہے......ولی، ولی ہے...... اور شہید، شہید ہے۔ اس کتاب میں انہی حقائق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ.

یہ مبارک عمل ہمارے انتہائی قریبی دوستوں ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ، اور حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کی جہد جمیل ہے۔ علمی مواد ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی صاحب نے جمع کیا۔ جب کہ اس کی تہذیب، ترتیب، اضافہ جات اور علمی تخریج علی منہج المتقدمین الاخ فی اللہ حافظ حامد محمود الخضری نے کی۔ کتاب کا مواد قرآن مجید، صحیح احادیث اور اقوال سلف پر مبنی ہے۔ لہٰذا ہم اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اُمید واثق ہے کہ یہ علمی مجموعہ بہت سوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔ فجزاهم الله عنا وعن المسلمين خير الجزاء، وأسعدهم في الدارين، ووفقهم لمزيد ما فيه حبه رضاه.

اللہ کے حضور دعا ہے کہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، اور اسے قبولِ حسن عطا فرمائے۔ مؤلفین و جملہ معاونین و مساعدین اور ناشر کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: انصار السنہ پبلی کیشنز۔ لاہور



پہلا حصہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے ولی

باب نمبر 1

معرفتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، حقیقی معبود صرف ایک اللہ ہے، اس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں ہے۔ صرف اللہ ہی معبودِ برحق ہے، اس کے سوا سب معبود باطل ہیں۔ وہ آسمان و زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد سے اور اُن اوصاف سے پاک ہے جو مشرک بیان کرتے ہیں۔

آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ کی حمد بیان کرتی ہیں۔ اللہ کے سب نام اچھے ہیں، اور اللہ لہو و لعب اور عبث کاموں سے بری ہے۔ اللہ تھکان، اونگھ اور نیند سے بری ہے۔ اللہ کا وعدہ سچا اور پورا ہونے والا ہے۔ اللہ ظلم سے بری ہے، اور بُری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ اللہ بھولتا نہیں۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، اس کو فنا نہیں۔ اللہ کا کلام حق ہے۔ اور دنیا میں کوئی آنکھ اللہ کو نہیں پا سکتی، اللہ کھانے پینے سے بَری ہے۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا، اور اللہ کسی قوم سے اپنی دی ہوئی نعمت اس وقت تک نہیں چھینتا جب تک وہ قوم کفرانِ نعمت کی بیماری میں مبتلا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کلام اور طریق میں تبدیلی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے سب اعمال کی خبر ہے اور وہ انکی حرکات و سکنات کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی حمد کا مستحق ہے، اور اس کے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے کاموں کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کو ہر کام اور ہر شے کا علم ہے، اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو جانتا ہے، کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری سب باتوں کو جانتا ہے، جو ہم ظاہر کرتے یا چھپاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے

حالات سے واقف ہے۔سب کام اللہ ہی کے حکم سے ہوتے ہیں،فرشتے بھی اللہ کے حکم سے اترتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کو حکم دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بہتر حاکم ہے اوراس کا حکم کوئی نہیں ٹال سکتا۔

اللہ تعالیٰ استہزاء، مکر اور تمسخر کی سزا دیتا ہے۔اللہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے، اللہ بندوں کو آسانی اور نیکی والی راہ بتلاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے دین میں تنگی نہیں رکھی، وہ اپنے بندوں کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے۔اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔اللہ تعالیٰ جنت،مغفرت اور سلامتی کے گھر کی طرف بلانے اور گناہ بخشنے والا ہے۔

اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول اور خطائیں معاف فرماتا ہے۔اللہ مصیبتوں،سختیوں سے نجات دینے والا اور اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے، اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔اللہ کی رحمت اس کے غصے پر حاوی ہے۔اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال اور ظلموں پر پکڑتا تو روئے زمین پر کوئی جاندار زندہ نہ چھوڑتا اور بہت جلد انہیں عذاب دیتا۔مومنوں پر اللہ خاص رحمت وفضل اور محبت کرنے والا ہے۔اللہ ہر شے کا کارساز اور اپنے بندوں کا نگہبان ہے۔اللہ خوف کو امن سے بدلنے پر قادر ہے، اللہ زمین کو پانی سے محروم کرنے پر قادر، بلکہ اللہ چاہے تو سب کو مار کر ایک نئی مخلوق پیدا کردے۔اللہ چاہے تو لوگوں کو زمین میں دھنسا دے یا اُن پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادے، اللہ بندوں پر عذاب بھیجنے اور لوگوں کو غرق کردینے پر قادر ہے۔اللہ کو کوئی عاجز کرنے والا نہیں۔اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز چھپی ہوگی تو اللہ اس کو نکال کر لاموجود کرے گا۔اللہ کے ہاں ساری دنیا کو پیدا کرنا، مارنا اور پھر اُٹھانا ایسا ہی ہے، جیسا ایک جان کو پیدا کرنا، مارنا اور دوبارہ زندہ کرنا ہے۔اللہ کا ہر کام پلک جھپکنے سے پہلے یعنی ’’کن‘‘ کہنے سے ہوجاتا ہے۔مشرق ومغرب اور زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیوں کا مالک اللہ ہی ہے۔اللہ جس قدر چاہتا ہے، زیادہ یا کم، بہتر یا بے حساب رزق دینے والا ہے۔

اللہ کسی کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا، اور اُس کے پاس دنیا وآخرت کا اجر عظیم موجود

ہے۔ ہر نعمت اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور ان نعمتوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا، ابن آدم کس کس نعمت کی ناشکری کرے گا؟

ہدایت اور گمراہی سب اللہ ہی کی طرف سے ہے، جسے چاہے گمراہ کرے، جسے چاہے ہدایت دے۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اللہ مومنوں کو سیدھی راہ پر لگاتا اور منافقوں اور کافروں کی گمراہی بڑھاتا ہے۔ اللہ بدکاروں، ظالموں، کافروں، جھوٹوں، زیادتی کرنیوالوں اور متکبروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اللہ نیک راہ بیان کیے بغیر کسی کو گمراہ نہیں کرتا، اور کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔

اللہ جسے چاہے لڑکا، جسے چاہے لڑکی، اور جسے چاہے دونوں دیتا ہے، اور جسے چاہے کچھ نہ دے، یہ سب صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اللہ جس پر چاہے رحم کرے، اور جسے چاہے عذاب دے۔ اللہ جسے چاہے عزت دے، اور جسے چاہے ذلت دے۔ اللہ جس پر چاہے احسان کرے اور اس کی توبہ قبول کرے۔ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت وفضل سے رسالت کے لیے چن لے، فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے دے۔ اللہ کے کلمات تمام دریاؤں کی سیاہی اور تمام درختوں کی قلموں سے لکھے جائیں، تب بھی ختم نہ ہوں، اللہ بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ کے لشکر کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اللہ بڑی برکت والا ہے۔ اللہ کی مثل کوئی چیز نہیں اور نہ ہی کوئی اللہ کا ہم نام ہے۔ اللہ بڑی شان اور بڑے درجے والا ہے۔ اللہ عرش پر مستوی ہے۔ اور اس کی کرسی زمین وآسمان پر محیط ہے۔ قیامت کو اللہ کے سامنے کوئی نہ بول سکے گا۔ اللہ ہر روز نئی شان میں ہے۔ اللہ سے سب اہل آسمان وزمین مانگتے ہیں، لیکن اُس کے ہاں کمی نہیں ہوتی۔ اللہ کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ اللہ کے فیصلے میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ اور اُس کی پکڑ سخت ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں۔ ہر چیز کا انجام اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے، ہر چیز اللہ کی

مطیع ہے۔آسمان وزمین کی ہر ہر مخلوق اس کے سامنے سربسجود ہے۔اللہ کے حکم کے بغیر موت نہیں آسکتی۔انسان کی مشیت اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔اللہ جس کی چاہے مدد کرتا ہے، اور مدد اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔اللہ آیتیں، مثالیں اور حدیں بیان فرماتا ہے۔اللہ انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے،اورحق کو باطل پر غالب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کی ذات عقولِ انسانیہ سے بالاتر ہے۔اللہ وہ ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں۔اللہ ہی ہے جو رات کو دن اور دن کو رات سے بدلتا ہے، اور اللہ ہی ہے جو آسمانوں سے بارش برساتا ہے۔اور زمین سے دانہ اُگاتا ہے۔اللہ ہی ہے جو نور السموت والارض ہے۔اللہ ہی ہے جس نے اپنی ذاتِ پاک پر رحمت کو لکھ رکھا ہے۔اللہ ہی ہے جس نے ہمارے آقا و مولیٰ، سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی معرفت اور محبت عطا فرمائے۔آمین



باب نمبر 2

اسمائے حسنیٰ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت

1۔ اَللّٰہُ: معبودِ حقیقی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (الحشر: ۲۲)

''وہی اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں۔''

2۔ اَلرَّحْمٰنُ: حد سے زیادہ مہربان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۱۰﴾﴾

(بنی اسرائیل: ۱۱۰)

''کہہ دیجیے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو، تمام اچھے نام اللہ کے ہیں۔ اور اپنی نماز نہ بہت بلند آواز سے پڑھ، اور نہ اسے بالکل پست کر، اور اس کے درمیان کا راستہ اختیار کر۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ ۚ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾﴾ (الفرقان: ۶۰)

''ان سے جب بھی کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تو حکم دے رہا ہے، اور اس (تبلیغ) نے ان کی نفرت میں مزید اضافہ کر دیا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مشرکین مکہ کے لیے اللہ کے صفاتی نام رحمٰن و رحیم نامانوس تھے، اور بعض آثار میں آتا ہے کہ بعض مشرکین نے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے یا رحمٰن و رحیم کے الفاظ سنے، تو کہا کہ ہمیں تو یہ کہتا ہے کہ صرف اللہ کو پکارو اور خود دو معبودوں کو پکار رہا ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔''

''رحمٰن رحیم اللہ کی صفات اور اسمائے حسنیٰ میں سے ہیں، لیکن اہل جاہلیت اللہ کو ان ناموں سے نہیں پہچانتے تھے، جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ نے معاہدے کے آغاز پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھوایا تو مشرکین مکہ نے کہا: ہم رحمٰن و رحیم کو نہیں جانتے، لہٰذا ''باسمك اللهم'' لکھو۔''[1]

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۣ ﴿۳۳﴾﴾

(ق : ۳۳)

''اور جو رحمٰن سے بغیر دیکھے ڈر گیا، اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔''

3۔ الرَّحِيْمُ : نہایت رحم کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾﴾ (یوسف : ۵۳)

[1] سیرت ابن هشام: ۳۱۷/۲.

''میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا۔ بیشک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے۔ یقیناً میرا رب بڑی بخشش اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ ﴾ (حجرات: ۱۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمانوں سے بچو، بیشک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو، اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ سو اس سے تم نفرت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۱۰ ﴾ (النسا: ۱۱۰)

''اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے بخشش چاہے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔''

مزید فرمایا:

﴿ وَإِذَا جَآءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (الانعام: ٥٤)

''اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، تو آپ یوں کہہ دیجیے کہ تم پر سلامتی ہے۔ تمہارے رب نے رحم کرنا اپنے آپ پر لازم کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں جہالت سے برا کام کر بیٹھے، پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو یقیناً وہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝ ﴾

(هود: ٩٠)

''تم اپنے رب سے استغفار کرو، اور اسی کی طرف جھک جاؤ، یقین مانو کہ رب بڑی مہربانی والا، اور بہت محبت کرنے والا ہے۔''

ایک اور جگہ قرآن میں یوں مذکور ہے:

﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾ (احقاف: ٨)

''کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود گھڑ لیا ہے، آپ فرمادیں! اگر میں نے اسے خود گھڑ لیا ہے تو مجھے اللہ سے (بچانے کا) تم کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے، وہ ان باتوں کو زیادہ جاننے والا ہے، جن میں تم مشغول ہوتے ہو، وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ کے طور پر کافی ہے، اور وہی بے حد بخشنے والا، نہایت

مہربان ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝﴾

(النمل: ١١)

”لیکن جو لوگ ظلم کریں، پھر اس کے عوض نیکی کریں اس برائی کے پیچھے، تو میں بھی بخشنے والا اور مہربان ہوں۔“

عبدالرحمٰن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ رحمت، احسان، سخاوت اور کرم کی صفات سے متصف ہے، اس کی رحمت وعطا لامحدود ہے، جو اس کی حکمت کے مطابق ہر موجود کو حاصل ہے، اس میں مومنوں کو وافر اور کامل تر حصہ نصیب ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ﴾

(الاعراف: ١٥٦)

”میری رحمت ہر شے کو محیط ہے، میں اسے ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے۔“

تمام نعمتیں اور احسان اس کی رحمت اور اس کے جودوکرم کا مظہر ہیں اور دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اس کی رحمت کے نشان ہیں۔“ (تفسیر السعدی)

4۔ اَلْمَلِكُ : حقیقی بادشاہ

کائنات کا حقیقی بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہے، قرآن اس کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾ (الزخرف: ٨٥)

''اور وہ بہت برکت والا ہے، وہ جس کے پاس آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی ہے، اور اس کی بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے، اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے، اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴾ (انفطار: ۱۹)

''جس دن کوئی شخص کسی شخص کا مالک نہ ہوگا (کچھ بھلا نہ کر سکے گا)، اس دن حکم اللہ ہی کا ہوگا۔''

5۔ اَلْقُدُّوْس: پاک، نہایت پاکیزہ، ہر عیب اور نقص سے پاک

اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں میں سے ایک نام ''القدوس'' بھی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴾ (الجمعه: ۱)

''اللہ کا پاک ہونا بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، (جو) بادشاہ ہے، بہت پاک ہے، سب پر غالب ہے، کمال حکمت والا ہے۔''

6۔ اَلسَّلَامُ: سلامتی والا، سلامتی دینے والا، سراسر سلامتی

قرآنِ مجید کی متعدد آیاتِ کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ سلامتی والا ہے، ذیل میں ہم چند آیات ذکر کرتے ہیں:

﴿ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴾ (یٰس: ۵۸)

''مہربان پروردگار کی طرف سے انھیں سلام کہا جائے گا۔''

﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾﴾ (الانبياء: ٦٩)

"ہم نے کہا: اے آگ! تو ابراہیم پر سراسر ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔"

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾﴾ (النحل: ٣٢)

"فرشتے اس حال میں ان کی (روح) قبض کرتے ہیں جو کہ پاک ہوتے ہیں، کہتے ہیں: سلام ہو تم پر جنت میں داخل ہو جاؤ اس کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔"

7۔ اَلْمُؤْمِنُ: امن دینے والا، ایمان دینے والا، تصدیق کرنے والا:

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی حقیقی امن دینے والی ہے۔ درج ذیل آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں:

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴿٧﴾﴾

(الحجرات: ٧)

"اور جان لو کہ بے شک تم میں اللہ کا رسول موجود ہے، اگر وہ بہت سے کاموں میں تمھارا کہا مان لے تو یقیناً تم مشکل میں پڑ جاؤ، اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا، اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا، اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنا دیا، یہی لوگ راہ راست پر گامزن ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ﴾

(المجادلہ: ۲۲)

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر کہ وہ اس سے دوستی رکھتے ہوں، جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں، یا ان کے بھائی ہوں، یا ان کے کنبے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے، اور انھیں اپنی طرف سے ایک روح کیساتھ قوت بخشی ہے اور وہ انہیں (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اس سے راضی، یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو، اللہ کا گروہ ہی (دو جہان میں) کامیاب ہونے والا ہے۔''

8۔ اَلْمُهَيْمِنُ: نگہبانی کرنے والا، محافظ، نگران

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ ﴾ (المائدہ: ۴۸)

''اور ہم نے آپ ﷺ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے، سو ان کے درمیان فیصلہ کریں اس سے جو اللہ نے نازل کیا، اور ان کی خواہشات کی پیروی

نہ کر اس سے ہٹ کر جو حق میں سے تیرے پاس آیا ہے۔''

9۔ اَلْعَزِيْزُ: سب پر غالب، غلبہ دینے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سب پر غالب ہے، اور غلبہ دینے والی ہے۔ قرآنِ مجید کی درج ذیل آیات اس حقیقت کو کھول کر بیان کرتی ہیں:

﴿الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٤٠﴾﴾ (حج : ٤٠)

''یہ وہ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے، گرجے اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ویران کر دی جاتیں جہاں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا، اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا، بڑے غلبے والا ہے۔''

﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٧٤﴾﴾ (حج : ٧٤)

''انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی (جیسے) اس کی قدر کرنے کا حق تھا، بیشک اللہ قوت والا، سب پر غالب ہے۔''

﴿الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿١﴾﴾ (ابراھیم : ١)

''الـر، یہ ایک کتاب ہے، ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے تاکہ آپ لوگوں کو

نکالیں ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے اُجالوں کی طرف، غالب، خوبیوں والے اللہ کے راستہ کی طرف۔''

10۔ اَلْجَبَّارُ : ملانے والا، زور آور، بلند وبالا، بڑا زبردست

خلاق دو عالم اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ ﴾

(الحشر : ٢٣)

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زور آور اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔''

11۔ اَلْمُتَكَبِّرُ : بڑائی والا، تکبر والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ ﴾

(الحشر : ٢٣)

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زور آور اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔''

12۔ اَلْخَالِقُ : پیدا کرنے والا، اندازہ کرنے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی خالق حقیقی ہے، اس کے علاوہ کوئی خالق نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿١١﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾﴾ (الاعراف: ١١، ١٢)

''اور البتہ ہم نے تمہیں پیدا کیا، اور پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی، پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے، وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: جب میں نے تجھے حکم دیا تو تجھے کس نے منع کیا کہ تو سجدہ نہ کرے؟ وہ بولا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا، اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٧﴾﴾

(آل عمران: ٤٧)

''وہ بولی: اے میرے رب! مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ جبکہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا، اس نے کہا: اسی طرح اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے، جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کو کہتا ہے ''ہو جا'' پس وہ ہو جاتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٥٩﴾﴾ (آل عمران: ٥٩)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال ہو بہو آدم کی مثال ہے، جسے مٹی سے پیدا

کر کے کہہ دیا، ہو جا، پس وہ ہو گیا۔"

13۔ اَلْبَارِیُٔ: پیدا کرنے والا، ایجاد کرنے والا، جان ڈالنے والا، زندگی دینے والا:

قرآن اس امر کی یوں صراحت کرتا ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝﴾

(البقرہ : ٥٤)

"اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! بے شک تم نے بچھڑے کو اپنے پکڑنے کے ساتھ اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، پس تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو، پس اپنے آپ کو قتل کرو، یہ تمھارے لیے تمھارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے، تو اس نے تمھاری توبہ قبول کر لی، بے شک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔

14۔ اَلْمُصَوِّرُ: صورت بنانے والا

﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝﴾ (آل عمران : ٦)

"جو رحموں میں تمھاری صورت بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔"

15۔ اَلْغَفَّارُ: خوب بخشنے والا، ڈھانپنے والا، باربار بخشنے والا، ہر گناہ بخش دینے والا، گناہوں کو سدا بخشنے والا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵ ﴾ (الزمر : ۵)

''اس نے نہایت اچھی تدبیر سے آسمانوں اور زمین کو بنایا، وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے، اور اس نے سورج چاند کو تابع کر رکھا ہے۔ ہر ایک مقررہ مدت کے لیے چل رہا ہے۔ خوب سن لو! وہی سب پر غالب اور نہایت بخشنے والا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی معاف کرنے کی صفت ہمیشہ سے معروف ہے، اور بندوں کے گناہ بخش دینا سدا سے اس کی شان ہے، ہر کوئی اس کی معافی اور مغفرت کا محتاج ہے، جس طرح اس کی رحمت اور اس کے کرم کے بغیر کسی کو چارہ نہیں۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص معافی کے ذرائع اختیار کرے گا اسے ضرور بخش دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝۸۲ ﴾

(طٰہٰ : ۸۲)

''میں بہت بخشنے والا ہوں، اس کو، جو توبہ کرے، ایمان لائے، نیک عمل کرے، پھر ہدایت پر قائم رہے۔'' (تفسیر السعدی: ۱/ ۴۶)

16۔ اَلْقَھَّارُ : بہت زیادہ زبردست، سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا، سب پر غلبہ پانے والا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭحَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾﴾

(الانعام : ٦١)

''اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے، اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے، تو ہمارے فرشتے اس کی (روح) قبض کر لیتے ہیں، اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰي وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَاۗءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾﴾ (الاعراف : ۱۲۷)

''اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں۔ اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کیے رہیں۔ فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے، اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے، اور یقیناً ہم ان پر قابو رکھنے والے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر اپنی صفت قہاریت کو یوں بیان کیا:

﴿يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ڬ لَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ

اَلْیَوْمَ ؕ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ (مومن : ١٦)

''جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے ان میں سے کوئی اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گا۔ آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ کی جو ایک ہے، بہت دبدبے والا۔''

17۔ اَلْوَهَّابُ : بہت زیادہ دینے والا، سب کچھ عطا کرنے والا

اللہ تعالیٰ کے دلکش اور مسحور کن ناموں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾﴾ (ابراهیم : ٣٩)

''تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾﴾ (صٓ : ٣٥)

''اس نے کہا: اے میرے رب! تو مجھے بخش دے۔ اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما دے، جو میرے بعد کسی کو سزاوار (میسر) نہ ہو، بیشک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔''

18۔ اَلرَّزَّاقُ : رزق دینے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ فِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾ (الذاریات : ٢٢)

''آسمان ہی میں تمھارا رزق ہے، اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔''

شانِ رزاقیت فقط پروردگارِ عالم کے ساتھ مخصوص ہے۔ ذیل میں ہم چند آیات ذکر کرتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝٥٨﴾ (الذاريات : ٥٨)

”بے شک اللہ تو خود ہی رازق ہے، بڑی عزت والا اور زبردست ہے۔“

﴿وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝١٤٢﴾ (الانعام : ١٤٢)

”اور چوپاؤں میں کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین سے لگے ہوئے، کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا، اور شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝١٧٢﴾ (البقرہ: ١٧٢)

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں، اور تم اللہ کا شکر کرو، اگر صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔“

﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝١١﴾ (الجمعة : ١١)

”اور اللہ ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔“

19۔ اَلْفَتَّاحُ : خوب کھولنے والا، مدد کرنے والا، مشکل کشا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝٢٩﴾

(السجدة: ٢٩)

”آپ فرما دیں! فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان (لانا) نفع نہ دے گا، اور نہ انھیں مہلت دی جائے گی۔“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾﴾

(الاعراف : ٩٦)

''اور اگر بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے، اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے تکذیب کی، تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔''

ایک جگہ فرمایا:

﴿فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾﴾

(الشعرا: ١١٨)

''پس تو مجھ میں اور ان میں کوئی قطعی فیصلہ کر دے، اور مجھے اور میرے باایمان ساتھیوں کو نجات دے۔''

نیز فرمایا:

﴿قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٦﴾﴾ (السبا: ٢٦)

''کہہ دیجیے! اللہ سب کو اکٹھا کرے گا پھر ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا، وہی فیصلہ کرنے والا، سب جاننے والا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اسم ''الفتاح'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ شرعی احکام کے ذریعے سے، تقدیر کے فیصلوں کے ذریعے، اور جزا اور سزا کے ذریعے سے اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے، وہ اپنے لطف و کرم سے سچے لوگوں کی چشم بصیرت کو

کھول دیتا ہے، ان کے دل اپنی معرفت، محبت اور اپنی طرف جھکاؤ کے لیے کھول دیتا ہے، اپنے بندوں کے لیے رحمت کے اور طرح طرح کے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے، انہیں وہ اسباب مہیا فرماتا ہے جن سے انہیں دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب ہو جائے، ارشاد ہے:

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②﴾ (فاطر : ۲)

''اللہ لوگوں کے لیے جو رحمت کھولتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور جسے روک لے اس کے بعد اس (رحمت) کو کوئی نہیں بھیج سکتا۔'' (تفسیر السعدی، تحت هذه الآية)

20۔ اَلْعَلِيْمُ: وسیع علم والا

قرآنِ مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے اپنی اس صفت کو بیان کیا ہے۔ ذیل میں ہم چند آیات کو ذکر کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی یہ صفت آشکارا ہوتی ہے:

﴿وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ⑧①﴾ (الانبياء : ۸۱)

''ہم نے تند و تیز ہوا کو سلیمانؑ کے تابع کر دیا جو اس کے فرمان کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھی جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی، اور ہم ہر چیز سے باخبر اور دانا ہیں۔''

﴿وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ④②﴾

(الرعد: ۴۲)

''ان سے پہلے لوگوں نے بھی اپنی مکاری میں کمی نہ کی تھی لیکن تمام تدبیریں اللہ ہی کی ہیں۔ جو شخص جو کچھ کر رہا ہے اللہ کے علم میں ہے کافروں کو ابھی معلوم ہو

جائے گا کہ اس جہان کی جزا کس کے لیے ہے۔“

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۖ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸﴾

(النحل : ۲۸)

”وہ کافر جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے، فرشتے جب ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں اس وقت وہ جھک جاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم برائی نہیں کرتے تھے۔ کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔“

﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝۱۹﴾ (المومن : ۱۹)

”وہ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور جو وہ سینوں میں چھپاتے ہیں۔

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۶﴾ (جن : ۲۶)

”وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔“

21۔ اَلْقَابِضُ : روزی کو تنگ کرنے والا، قبض کرنے والا

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۴۵﴾

(البقرہ: ۲۴۵)

”کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض، پھر وہ اسے اس کے لیے کئی گنا زیادہ بڑھا دے، اللہ تنگی (بھی) دیتا ہے اور فراخی (بھی) دیتا ہے، اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“

22۔اَلْبَاسِطُ: روزی کو کشادہ کرنے والا، فراخ کرنے والا، پھیلانے والا

ارشادِ ربانی ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾

(البقرہ: ۲۴۵)

''ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پس وہ اسے اس کے لیے کئی گنا زیادہ بڑھادے، اللہ تنگی اور فراخی کرتا ہے، اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝﴾ (شوریٰ: ۲۷)

''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے، لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے، وہ اپنے بندوں سے پورا خبردار، اور خوب دیکھنے والا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝﴾ (الرعد: ۲۶)

''اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے، اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے، اور وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے ہیں، حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں تھوڑے سے سامان کے علاوہ کچھ نہیں۔''

کسی کو اگر دنیا کا مال زیادہ مل رہا ہے باوجود یکہ وہ اللہ کا نافرمان ہے تو یہ مقام فرحت

ومسرت نہیں کیونکہ یہ مہلت ہے، پتہ نہیں کب یہ مہلت ختم ہو جائے اور نافرمان بندہ کب اللہ تعالیٰ کے شکنجے میں آ جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ دنیا کی حیثیت آخرت کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے کوئی آدمی اپنی انگلی سمندر میں ڈال کر نکالے اور دیکھے سمندر کے پانی کے مقابلے میں اس کی انگلی میں کتنا پانی آیا ہے۔ ❶

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''رسول اللہ کا گزر بکری کے مردہ بچے کے پاس سے ہوا تو اسے دیکھ کر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ مردہ بکری کا بچہ اپنے مالکوں کے نزدیک اس وقت حقیر تھا جب انہوں نے اسے پھینکا۔'' ❷

23۔ اَلْخَافِضُ: نیچے کرنے والا، پست کرنے والا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝٨٨﴾ (الحجر : ۸۸)

''آپ ہرگز اپنی نظریں نہ اٹھائیں (آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں) ان چیزوں کی طرف جو ہم نے ان کے مختلف قسم کے لوگوں کو فائدہ اٹھانے کے لیے دی ہیں، اور نہ ان پر غم کریں، اور آپ اپنا بازو مومنوں کے لیے جھکا دیں۔''

24۔ اَلرَّافِعُ: اونچا کرنے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بندے کو رفعتوں اور بلندیوں سے ہم کنار کرتی ہے۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامة

❷ سنن ترمذی، باب ما جاء فی ھوان الدنیا، رقم: ۲۳۲۰۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۹٤٠۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤﴾ (انشراح : ٤)

''اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝١٠﴾ (فاطر: ١٠)

''جو شخص عزت چاہتا ہے، پس عزت سب اللہ کے لیے ہے۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام، اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے، اور جو لوگ برائیوں کی خفیہ تدبیریں کرتے ہیں، ان کے لیے سخت عذاب ہے، اور ان لوگوں کی خفیہ تدبیر ہی برباد ہوگی۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''عمل صالح کلمات طیبات کو اللہ کی طرف بلند کرتا ہے، یعنی محض زبان سے اللہ کا ذکر کچھ نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل صالح یعنی احکام وفرائض کی ادائیگی نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کو حکمت طیبات پر بلند فرماتا ہے اس لیے کہ عمل صالح سے ہی اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اس کا مرتکب فی الواقع اللہ کی تسبیح وتحمید میں مخلص ہے (گویا قول عمل کے بغیر اللہ کے ہاں بے حیثیت ہے۔)'' (فتح القدير : ٢/٤٦١، ٤٦٢.)

25۔ اَلْمُعِزّ: عزت دینے والا

عزت دینے والا اللہ ہے، اور کوئی عزت دینے والا نہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ يَقُوْلُوْنَ لَىٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸ ﴾

(المنافقون : ۸)

’’یہ کہتے ہیں کہ اگر اب لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا۔ سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے، اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان دراوں کے لیے ہے، لیکن یہ منافق بے علم ہیں۔‘‘

نیز اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝۱۳۹ ﴾

(النساء : ۱۳۹)

’’جو لوگ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا وہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ بیشک ساری عزت اللہ ہی کے لیے ہے۔‘‘

26۔ اَلْمُذِلُّ : ذلت دینے والا، حقیر کرنے والا، ذلیل کرنے والا

ذلت و رسوائی سے دو چار کرنے والا بھی اللہ ہی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۶ ﴾ (آل عمران : ۲۶)

’’آپ کہہ دیجیے کہ اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے، اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے، اور تو جسے چاہے عزت دے، اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَ مَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿١٨﴾ ﴾ (حج : ۱۸)

''کیا تو نے نہیں دیکھا؟ کہ اللہ کے لیے سجدہ کرتا ہے جو (بھی) آسمانوں میں اور جو (بھی) زمین میں ہے، اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سے انسان (بھی)۔ اور بہت سے وہ ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے، اور جسے اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ اور بیشک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

27۔ اَلسَّمِيْعُ: بہت سننے والا، ہر آواز کو سننے والا

ارشاد فرمایا:

﴿ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿١﴾ ﴾ (المجادلہ : ۱)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

ایک مقام پر یوں ہے:

﴿ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ

عَلِيْمٌ ﴿٢٠٠﴾ (الاعراف : ٢٠٠)

''اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ سے پناہ طلب کرو۔ یقیناً سب کچھ سننے والا، اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

28۔ اَلْبَصِيْرُ : بہت دیکھنے والا، ہر چیز ہر جگہ دیکھتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠﴾﴾ (آل عمران : ٢٠)

''پس اگر یہ بھی تابعدار بن جائیں تو یقیناً وہ ہدایت والے ہیں، اور اگر یہ روگردانی کریں تو آپ پر صرف پہنچا دینا ہے، اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٢٧﴾﴾ (شوریٰ: ٢٧)

''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے، لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے پورا خبردار ہے، اور خوب دیکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ عالی ہے:

﴿وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿١٧﴾﴾ (بنی اسرئیل: ١٧)

''ہم نے نوح کے بعد بھی بہت سی قومیں ہلاک کیں، اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی پوری خبر رکھنے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

29۔ اَلْحَكَمُ: حاکم، فیصلہ کرنے والا اور حکم چلانے والا

قرآنِ مجید میں متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ کی صفت حاکمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم چند مقامات کا ذکر کرتے ہیں:

﴿أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾﴾ (الانعام : ١١٤)

"تو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور منصف تلاش کروں ؟ اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل (واضح) کتاب نازل کی ہے، اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے (اہل کتاب) وہ جانتے ہیں کہ یہ تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کی گئی ہے، سوتم ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾﴾ (یونس : ١٠٩)

"اور آپ اس کی اتباع کرتے رہیے جو کچھ آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے، اور صبر کیجیے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کردے، اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا

تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ (المائدہ : ٤٤)

''بے شک ہم نے نازل کی توراۃ، جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس کے مطابق ہمارے انبیاء فیصلہ کرتے تھے ان کے متعلق جو فرماں بردار تھے ان لوگوں کے لیے جو یہودی بنے، اور رب والے، اور علماء (بھی) اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ بنائے گئے تھے، اور اس پر گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو، اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے، پس وہی لوگ کافر ہیں۔''

30۔ اَلْعَدْلُ : انصاف کرنے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾﴾

(النحل : ٩٠)

''اللہ تعالیٰ عدل، بھلائی واحسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

31۔ اَللَّطِيْفُ: نرمی ومہربانی کرنے والا، لطف وکرم کرنے والا، باریک بین

اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾﴾ (الملك : ١٤)

''کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے، اور وہی تو ہے جو نہایت باریک بین ہے

اور کامل خبر رکھنے والا ہے۔‘‘

ایک مقام پر لقمان علیہ السلام کی زبانی ارشاد فرمایا:

﴿ يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۱۶ ﴾

(لقمان : ١٦)

’’پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو، پھر وہ بھی خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا، اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین، کامل خبر رکھنے والا ہے۔‘‘

32۔ اَلْخَبِيْرُ : خبر رکھنے والا، خبردار، مکمل باخبر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸ ﴾ (حشر : ١٨)

’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے، اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ ﴾ (النور : ٣٠)

’’مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، بے شک اللہ اس سے پوری طرح

خبردار ہے جو وہ کرتے ہیں۔"

33۔ اَلْحَلِیْمُ : بڑے تحمل والا، بردبار

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: ٤٤)

"ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سبھی اس کی تسبیح کرتے ہیں، اور کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کیساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں، وہ بے شک ہمیشہ سے بڑا بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔"

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ ﴾ (التغابن : ١٧)

"اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے تو وہ اسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھادے گا، اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑا قدرداں، بڑے تحمل والا ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ ﴾ (البقرہ: ٢٦٣)

"اچھی بات اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف پہنچانا ہو، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار (حلم والا) ہے۔"

34۔ اَلْعَظِيْمُ : سب سے بڑا، عظمت والا

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ .... وَ لَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾﴾ (البقرہ: ۲۵۵)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہمیشہ سے زندہ اور قائم رکھنے والا ہے...... اور ان دونوں (زمین و آسمان) کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ وہ بلند و برتر، عظمت والا ہے۔"

35۔ اَلْغَفُوْرُ : بخشنے والا۔ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا

ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾﴾ (النساء : ۴۸)

"بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے، اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے، اور جو شخص کسی کو اللہ کا شریک بناتا ہے یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔"

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾﴾ (بنی اسرائیل : ۲۵)

"جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا رب بخوبی جانتا ہے، اگر تم نیک ہو تو وہ تو رجوع کرنے والوں کو ہمیشہ سے بخشنے والا ہے۔"

36۔ اَلشَّكُوْرُ : قدر دان

اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی قدر دان ہے۔ قرآن اس کا تذکرہ یوں کرتا ہے:

﴿لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾﴾

(فاطر: ۳۰)

"تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے، اور اپنے فضل سے انھیں زیادہ بھی دے بیشک وہ بڑا بخشنے والا، نہایت قدردان ہے۔"

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾﴾

(شوریٰ: ۲۳)

"یہی وہ ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور (سنت کے مطابق) عمل کیے تو کہہ دیجیے! کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا البتہ محبت رشتہ داری کی، جو شخص کوئی نیکی کرے ہم اس کے لیے اس کی نیکی میں اور نیکیاں بڑھادیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا (اور) بہت قدر دان ہے۔"

37۔ اَلْعَلِيُّ: بہت بلند، عالی شان

قرآن میں مذکور ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾﴾

(الشوریٰ: ۵۱)

"ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ، یا پردے کے

پیچھے سے، یا کسی فرشتہ کو بھیجے، اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ بے حد بلند (اور) کمال حکمت والا ہے۔''

38۔ اَلْکَبِیْرُ: سب سے بڑا

کبریائی کا مستحق بھی فقط پروردگارِ عالم ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ ﴾ (لقمان : ٣٠)

''یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے، اور اللہ کے سوا جنھیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب کچھ باطل ہے، اور اللہ ہی عالی شان اور کبریائی والا ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ ﴾ (الحج : ٦٢)

''یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے، اور بیشک اللہ ہی بلندی والا اور سب سے بڑا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ ﴾ (مومن : ١٢)

''یہ (عذاب) تمہیں اس لیے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کر جاتے تھے، اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے، پس اب حکومت اللہ بلند و بزرگ ہی کی ہے۔''

39۔ اَلْحَفِيْظُ : حفاظت کرنے والا، محافظ

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی ہی حقیقی محافظ ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهِۦٓ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّى قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُۥ شَيْـًٔا ۚ إِنَّ رَبِّى عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾﴾

(هود: ٥٧)

''پھر اگر تم اعراض کرو، پس میں تم میں جو پیغام تمھیں پہنچانے کے لیے بھیجا گیا تھا، پہنچا چکا۔ اب میرا رب تمھارے علاوہ دوسروں کو تمھارا جانشین بنائے گا، اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ اور میرا رب یقیناً ہر چیز پر محافظ ہے۔''

ایک اور جگہ یوں فرمایا:

﴿قَالَ هَلْ ءَامَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَآ أَمِنتُكُمْ عَلَىٰٓ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَٱللَّهُ خَيْرٌ حَٰفِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٦٤﴾﴾ (يوسف: ٦٤)

''(یعقوب نے) کہا کیا میں تم پر ویسا ہی اعتبار کروں جیسے اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تھا، پس اللہ بہترین حفاظت کرنے والا، اور وہ سب رحم کرنے والے سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

40۔ اَلْمُقِيْتُ : ہر چیز پر نظر رکھنے والا، مقتدر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَّن يَشْفَعْ شَفَٰعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُۥ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن يَشْفَعْ شَفَٰعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُۥ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ مُّقِيتًا ﴿٨٥﴾﴾

(النساء: ٨٥)

''جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا، اور

جو بدی کی سفارش کرے اس کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت (نظر) رکھنے والا ہے۔"

41۔ اَلْحَسِیْبُ: حساب لینے والا، کافی ہونے والا

اللہ تعالیٰ اس امر کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝۳ ﴾

(الطلاق : ۳)

"اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔"

ایک جگہ فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝۱۷۳ ﴾

(آل عمران: ۱۷۳)

"وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لیے ہیں تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔"

ایک جگہ اپنے جلد حساب لینے کو یوں بیان فرمایا:

﴿ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

فَإِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ (آل عمران : ١٩)

"بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے، اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد آپس کی سرکشی اور حسد کی بنا پر ہی اختلاف کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ جو بھی کفر کرے، اللہ تعالیٰ اس کا جلد حساب لینے والا ہے۔"

مزید فرمایا:

﴿ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ ۗ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ ﴾ (الاحزاب : ٣٩)

"جو اللہ کا پیغام پہنچایا کرتے تھے اور اسی سے ڈرتے تھے، اور اللہ کے سوا اور کسی سے مطلق نہیں ڈرتے تھے، اور حساب لینے کو اللہ ہی کافی ہے۔"

42۔ اَلْجَلِيلُ : بزرگی والا، مطلق بے پرواہ

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَ الْإِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ ﴾ (رحمن : ٧٨)

"آپ کا رب جو بڑی بزرگی اور عزت والا ہے۔"

43۔ اَلْكَرِيمُ : بہت کرم کرنے والا، بہت سخاوت کرنے والا، عزت والا

ایک مقام پر اپنی صفت کریمیت کو یوں بیان کیا:

﴿ يٰأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴿٦﴾ ﴾ (الا نفطار : ٦)

"اے انسان تجھے اپنے بہت کرم کرنے والے رب سے کس نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔"

44۔ اَلرَّقِیۡبُ : نگہبان، نگرانی کرانے والا، محافظ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا قُلۡتُ لَهُمۡ اِلَّا مَاۤ اَمَرۡتَنِىۡ بِهٖۤ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبَّكُمۡ‌ۚ وَكُنۡتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا مَّا دُمۡتُ فِيۡهِمۡ‌ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِىۡ كُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِيۡبَ عَلَيۡهِمۡ‌ؕ وَاَنۡتَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۱۱۷﴾﴾ (المائدہ : ۱۱۷)

''میں نے تو رب سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو، جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اُٹھالیا تو ہی ان پر مطلع رہا، اور تو ہر چیز پر شاہد ہے۔''

45۔ اَلۡمُجِیۡبُ : دعا قبول کرنے والا، جواب دینے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ''مجیب الدعوات'' ہے۔ قرآن اس کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ‌ؕ اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ‌ۙ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لِىۡ وَلۡيُؤۡمِنُوۡا بِىۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾﴾

(البقرہ: ۱۸۶)

''اور جب پوچھیں تم سے (اے محمد ﷺ) میرے بندے میرے بارے میں، تو آپ کہہ دیں کہ میں تو بہت ہی قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ جب وہ پکارتا ہے، لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں، اور مجھ پر یقین رکھیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔''

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ رَبِّىۡ قَرِيۡبٌ مُّجِيۡبٌ ﴿۶۱﴾﴾ (ھود: ٦١)

''بلاشبہ میرا پروردگار قریب ہے، دعا قبول کرنے والا ہے۔''

46۔ اَلْوَاسِعُ : کشادہ اور وسعت والا

ارشاد فرمایا:

﴿وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (البقرہ: ۱۱۵)

''اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کے ہیں، تم جدھر بھی رُخ کرو گے ادھر ہی اللہ کا رُخ ہے۔ بلاشبہ اللہ بڑی وسعت والا، اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ...... ﴾ (النجم: ۳۲)

''جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں سوائے چھوٹے گناہوں کے۔ بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بہت وسیع ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴾

(النساء: ۱۳۰)

''اور اگر دونوں میاں بیوی الگ ہو جائیں تو اللہ اپنی مہربانی سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت و کشادگی والا اور حکمت والا ہے۔''

47۔ اَلْحَكِيْمُ : بڑی حکمت والا، دانا بینا

﴿وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ

سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٧﴾

(لقمان : ٢٧)

''اور اگر یہ ہو کہ زمین میں جو بھی درخت ہیں قلمیں بن جائیں، اور سمند اس کی سیاہی (بن جائیں) اور اس کے بعد سات سمندر (اور ہوں) تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔ بیشک اللہ غالب، حکمت و دانائی والا ہے۔''

﴿وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۗ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۗ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾﴾

(الا نفال : ٦٣)

''ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اس نے ڈالی ہے۔ زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارے کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے۔ بے شک وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

بعض قرآنی مقامات پر ''علیم حکیم، حکیم خبیر، تواب حکیم، واسع حکیم، حکیم حمید، علی حکیم''وغیرہ بھی آیا ہے۔

عبدالرحمٰن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا: ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٥٠﴾﴾ (المائدہ : ٥٠) ''یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟''

وہ کسی چیز کو بے مقصد پیدا کرتا ہے، نہ بے فائدہ کوئی قانون جاری فرماتا ہے، دنیا و آخرت میں اسی کا فیصلہ نافذ ہے، تینوں طرح کے حکم اسی کے لیے ہیں اور ان میں اس کا کوئی شریک نہیں یعنی شریعت (اور احکام نافذ کرنے) میں بھی بندوں کے درمیان وہی فیصلہ کرتا ہے، تقدیر میں بھی اور جزا و سزا میں بھی، حکمت کا

مطلب ہے "ہر چیز کو اس کے مقام و مرتبہ پر رکھنا۔" (تفسیر السعدی، ص: ٤٥)

48۔ اَلْوَدُوْدُ: بہت محبت کرنے والا، بھلائی چاہنے والا، دوستی کرنے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۞﴾

(هود : ٩٠)

"اور تم اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ۔ بے شک میرا رب نہایت رحم والا، بہت محبت (کرنے) والا ہے۔"

مزید فرمایا:

﴿وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۞﴾ (البروج : ١٤)

"وہ بڑا بخشنے والا، بہت محبت (کرنے) والا ہے۔"

49۔ اَلْمَجِيْدُ: بڑی شان والا، بڑے مرتبے والا، بزرگی والا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۞﴾ (هود: ٧٣)

"انھوں (فرشتوں) نے کہا: کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا، بڑی شان و مرتبے والا ہے۔"

50۔ اَلْبَاعِثُ: مردوں کو اٹھانے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۞﴾ (البقره : ٥٦)

''پھر ہم نے تمہیں تمہارے مرنے کے بعد زندہ کیا تا کہ تم شکر کرو۔''

نیز فرمایا:

﴿وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴾ (الحج : ۷)

''اور یہ کہ قیامت قطعاً آنے والی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔''

51۔ اَلشَّهِيْدُ : گواہ

ارشاد فرمایا:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (آل عمران : ۱۸)

''اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

مزید فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴾ (نساء: ۳۳)

''یقیناً اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔''

52۔ اَلْحَقُّ : سچا

اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾ ﴾ (النساء : ١٧٠)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر رسول آ گیا ہے سو تم ایمان لاؤ تا کہ تمہارے لیے بہتری ہو، اور اگر تم کافر ہو گئے اللہ ہی کی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا (اور) کمال حکمت والا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ إِلَّآ أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ ﴿١٧﴾ ﴾

(الاحقاف : ١٧)

''بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے، وہ جواب دیتا ہے کہ یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں۔''

مزید فرمایا:

﴿ أَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَإِنْ يَّشَإِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۗ وَ يَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۚ إِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٤﴾ ﴾ (شوریٰ : ٢٤)

''کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اللہ پر جھوٹ گھڑ لیا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے، اور اللہ تعالیٰ اپنی باتوں سے جھوٹ کو مٹا دیتا ہے، اور سچ کو ثابت رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے۔''

53۔ اَلْوَکِیْلُ : کارساز، کام بنانے والا، بگڑی سنوارنے والا، مختارِ کل

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۗ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾ ﴾

(بنی اسرائیل : ٦٥)

''میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں، وکیل ہونے کے لحاظ سے تیرا رب کافی ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾﴾ (ھود: ۱۲)

''آپ تو محض ڈرانے والے ہیں۔ اور ہر چیز پر مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾﴾ (حج: ٦٢)

''یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق (سچا) ہے، اور اس کے سوا جسے یہ پکارتے ہیں وہ باطل (جھوٹ) ہے۔ اور بلاشبہ اللہ ہی بلند و برتر اور سب سے بڑا ہے۔''

54۔ اَلْقَوِیُّ: طاقت ور، بہت قوت والا

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾﴾

(البقرہ: ١٦٥)

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو بنا لیتے ہیں، جن سے اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں، حالانکہ جو لوگ ایمان لائے وہ سب سے زیادہ محبت اللہ سے رکھنے والے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے، جب کہ اللہ کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

سخت عذاب دینے والا ہے۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۴۰﴾

(الحج : ٤٠)

"اور یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے گا۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور اور سب پر غالب ہے۔"

اور فرمایا:

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝۶۶﴾ (هود: ٦٦)

"بے شک تیرا رب بڑا طاقت والا، قوی اور غالب ہے۔"

55۔ اَلْمَتِيْنُ : زبردست قوت والا

ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝۵۸﴾ (الذاريات : ٥٨)

"بیشک اللہ ہی بے حد رزق دینے والا، قوت والا، نہایت مضبوط ہے۔"

56۔ اَلْوَلِيُّ : اصل دوست، مددگار، کارساز

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝۳۴﴾

(حٰمٓ السجده : ٣٤)

"نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کا بھلائی سے دفاع کرو، پھر تمہارا دشمن ایسا ہو جائے گا جیسے دِلی دوست۔"

مزید چند آیاتِ مبارکہ ملاحظہ ہوں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ ہی حقیقی کارساز ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کام بنانے والا نہیں۔

﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَ هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ (الشوریٰ: ۹)

"یا انھوں نے اللہ کے علاوہ اور کارساز بنا رکھے ہیں، اللہ ہی اصل کارساز ہے وہی مُردوں کو زندہ کرے گا، اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝﴾ (الاعراف: ۱۹۶)

"بے شک میرا یار ومددگار اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے۔ اور وہ نیکوکاروں کا یارومددگار ہے۔"

سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾ (البقرہ: ۲۵۷)

"ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے، اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔"

57۔ اَلْحَمِيْدُ: تعریف کے لائق، تعریف کیا گیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۲۶۷﴾﴾

(البقرہ : ۲۶۷)

''اے ایمان والو! تم خرچ کرو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے جو تمہارے لیے زمین سے نکالی ہے، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں! اگر آنکھیں بند کرلو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑا بے پروا، اور بے حد خوبیوں والا ہے۔''

نیز قرآن میں (حمید) کا مطلب ہے کہ کائنات کی ہر چیز اس کی تعریف کرتی ہے، اور یہ نام اس انداز میں بیان ہوا ہے، حمید مجید، حکیم، حمید، عزیز حمید، غنی حمید، ولی حمید، وغیرہ وغیرہ

58۔ اَلْمُحْصِیُ : شمار کرنے والا، احاطہ کرنے والا، گننے والا

ارشاد فرمایا:

﴿لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾﴾ (الجن : ۲۸)

''تا کہ وہ معلوم کرلے کہ تحقیق انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے ہیں، اور اس نے ان تمام چیزوں کا احاطہ کر رکھا ہے جو کچھ ان کے پاس ہے، اور ہر شے کو گن کر شمار کر رکھا ہے۔''

﴿وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ

وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾

(الکھف : ۴۹)

''اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا، پس تو مجرموں کو دیکھے گا ڈرنے والے ہوں گے وہ اس سے جو اس میں درج ہوگا، اور کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! اس کتاب کو کیا ہے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑتی ہے اور نہ بڑی (ہر حرکت جو ہم نے کی تھی) مگر اس نے اسے ضبط کر رکھا ہے، اور انھوں نے جو کچھ کیا تھا اسے موجود پائیں گے۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔''

59۔ اَلْمُبْدِئُ: پہلی بار پیدا کرنے والا، ابتداء کرنے والا

ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾﴾

(العنکبوت : ۲۰)

''کہہ دیجیے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابتداء مخلوق کی پیدائش کی، پھر اللہ تعالیٰ ہی دوسری نئی پیدائش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷﴾﴾

(السجدہ : ۷)

''جس نے اچھا بنایا ہر چیز کو جو اس نے پیدا کی، اور انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے کی۔''

﴿ اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۱۹ ﴾ (العنكبوت : ١٩)

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح خلقت کی ابتدا کرتا ہے پھر کس طرح اعادہ کرتا ہے۔ یقیناً یہ (اعادہ) اللہ پر سہل ہے۔''

60۔ اَلْمُعِيْدُ : دوبارہ پیدا کرنے والا

ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳۴ ﴾ (يونس : ٣٤)

''کہہ دیجیے! کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو پیدائش کی ابتدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ بناتا ہے، کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔''

61۔ اَلْمُحْيِيْ : زندہ کرنے والا

﴿ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۶۸ ﴾ (المومن : ٦٨)

''وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے، پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے ''ہو جا'' سو وہ ہو جاتا ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۵۰ ﴾ (الروم: ٥٠)

''پس آپ رحمت الٰہی کے آثار دیکھیں کہ زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

62۔ اَلْمُمِیْتُ : موت دینے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭحَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾﴾

(الانعام : ٦٣،٦١)

''وہ اپنے بندوں پر پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگران فرشتے بھیجتا ہے حتیٰ کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی جان لے لیتے ہیں، اور وہ ذرّہ بھر کوتاہی نہیں کرتے۔''

نیز فرمایا:

﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾﴾ (البقرہ: ٢٨)

''تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو حالانکہ تم مُردہ تھے، اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مار ڈالے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٥﴾﴾ (آل عمران: ١٤٥)

''بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کوئی جاندار نہیں مر سکتا، مقرر شدہ وقت لکھا ہوا ہے، دنیا کی چاہت والوں کو ہم کچھ دنیا دے دیتے ہیں، اور آخرت کا ثواب چاہنے والوں کو ہم وہ بھی دیں گے۔ اور احسان ماننے والوں کو ہم بہت جلد نیک بدلہ دیں گے۔''

نیز قرآن میں ہے:

﴿اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝﴾ (الحجر: ۲۳)

''بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں، اور ہم ہی وارث ہیں۔''

63۔ اَلْحَیُّ : ہمیشہ زندہ رہنے والا

ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ﴾ (البقرہ: ۲۵۵)

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ ہمیشہ سے زندہ اور قائم رکھنے والا ہے۔''

64۔ اَلْقَیُّوْمُ : قائم رکھنے والا، سنبھالنے والا

﴿وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝﴾
(طٰهٰ: ۱۱۱)

''اور سب چہرے اس زندہ رہنے والے، قائم رکھنے والے کے لیے جھک جائیں گے، اور یقیناً ناکام ہوا جس نے بڑے ظلم کا بوجھ اٹھایا۔''

65۔ اَلْوَاجِدُ : ہر چیز کا پالنے والا

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝﴾ (النور: ۳۹)

''اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا، ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے۔ اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔''

66۔ اَلْمَجِیْدُ : بزرگی اور بڑی شان والا

اللہ عزوجل کے اسماءِ حسنیٰ میں سے '' اَلْمَجِیْدُ '' بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی عظمت و کبریائی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿١٥﴾ ﴾

(البروج: ١٤-١٥)

''اور وہ بڑا معاف کرنے والا، محبت کرنے والا ہے۔ وہ عرش والا، بڑی عظمت والا ہے۔''

67۔ اَلْوَاحِدُ: اکیلا، تن تنہا

ارشاد فرمایا:

﴿ وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾ ﴾ (النحل : ٥١)

''اور اللہ نے فرمایا: دو معبود نہ بناؤ۔ معبود تو صرف وہی اکیلا ہے۔ پس تم صرف مجھی سے ڈرو۔''

68۔ اَلْاَحَدُ : صرف اکیلا، یکتا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ﴿٣﴾ وَ لَمْ

يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿٤﴾ ﴾ (الاخلاص)

"کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ ہی کوئی اس کے برابر کا ہے۔"

69۔ اَلصَّمَدُ: بے نیاز، بے پروا، مستغنی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ ﴾ (الاخلاص: ١، ٢)

"کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔"

70۔ اَلْقَادِرُ: قدرت رکھنے والا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا ﴾ (الانعام: ٦٥)

"کہہ دیجیے! اللہ قدرت والا ہے کہ وہ تم پر تمھارے اوپر سے تمھارے پاؤں کے نیچے سے، تم پر کوئی عذاب مسلط کر دے یا تمھیں فرقے فرقے بنا دے۔"

71۔ اَلْمُقْتَدِرُ: پوری قدرت والا، اقتدار والا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ ﴾

(القمر: ٤٢)

"انہوں نے ہماری آیتوں (احکام اور نشانیوں) کو جھٹلایا تو ہم نے انھیں (اس طرح) پکڑا (جیسے) ایک غالب اور صاحب قدرت کی پکڑ (ہوتی ہے)۔"

72۔ اَلْمُقَدِّمُ: آگے کرنے والا، پہل کرنے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾﴾ (یٰس: ۱۲)

"بیشک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے، اور ہم لکھتے ہیں ان کے عمل جو انہوں نے آگے بھیجے، اور جو انہوں نے پیچھے نشان چھوڑے۔ اور ہر شے کو ہم نے ایک واضح کتاب (لوحِ محفوظ) میں ضبط کر رکھا ہے۔"

مزید فرمایا:

﴿قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾﴾

(ق: ۲۸)

"اللہ فرمائے گا: میرے ہاں مت جھگڑو، میں تمھیں پہلے ہی اس کی خبر دے چکا ہوں۔"

73۔ اَلْمُؤَخِّرُ: پیچھے کرنے والا

ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾﴾ (هود: ۱۰۴)

"اور ہم نے ایک معینہ مدت کے لیے اسے مؤخر کیا ہے یعنی پیچھے کر دیا ہے۔" [1]

74۔ اَلْاَوَّلُ: سب سے اول، پہلا، ازل سے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] اللہ کا یہ نام سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی اسماء اللہ الحسنیٰ، رقم: ۳۵۰۷ اور مستدرک حاکم میں آیا ہے۔

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③﴾

(الحدید : ۳)

”وہی پہلے ہے، اور سب سے پیچھے، اور ظاہر ہے، اور چھپا ہوا ہے، اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

75۔ اَلْاٰخِرُ: سب کے بعد، پیچھے، آخری، ابد تک

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③﴾

(الحدید : ۳)

”وہی پہلے ہے، اور سب سے پیچھے، اور ظاہر ہے، اور چھپا ہوا ہے، اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

76۔ اَلظَّاهِرُ: سب سے ظاہر، سامنے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③﴾

(الحدید : ۳)

”وہی پہلے ہے، اور سب سے پیچھے۔ اور ظاہر ہے، اور چھپا ہوا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ۚ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ⑳﴾ (لقمان : ۲۰)

”کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کیا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے،

اور جو کچھ زمین میں ہے، اور تم پر اپنی ظاہر اور پوشیدہ نعمتیں پوری کر دی ہیں، اور لوگوں میں بعض (ایسے ہیں) جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی علم، بغیر کسی ہدایت اور بغیر کسی، روشن کتاب کے۔"

77۔ اَلْبَاطِنُ: پوشیدہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا سکھلائی تھی:

((أَنْـتَ الْاَوَّلُ لَيْـسَ قَبْـلَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْس بَعْدَكَ شَـيْءٌ ، وَأَنْـتَ الـظَّـاهِـرُ فَلَيْس فَوْقَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ ، اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ .)) ❶

"اے اللہ! تو ہی اوّل ہے، تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ہی بلند ہے، تجھ سے اوپر کچھ نہیں۔ تو ہی باطن ہے، تیرے علاوہ کچھ نہیں۔ میرا قرض چکا دے اور فقر سے غنی کر دے۔"

78۔ اَلْوَالِيُ: مالک

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے:

﴿ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ⑪ ﴾

(الرعد : ١١)

"اس کے مقرر کیے ہوئے نگران، بندے کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی لگے ہوئے ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، بے شک اللہ نہیں بدلتا

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ٦٨٨٩ ـ سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، رقم: ٥٠٥١.

کسی قوم کی حالت یہاں تک کہ وہ آپ اپنی حالت نہ بدلیں (اس سے) جوان کے دلوں میں ہے، اور اللہ کسی قوم کی سزا کا جب ارادہ کرتا ہے تو اسے ہٹانے کی کوئی صورت نہیں۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہوسکتا۔"

79۔ اَلْمُتَعَالِي: انتہائی بلند، سب سے بلند و برتر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۚ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴾ (طٰہٰ: ۱۱۴)

"پس اللہ تعالیٰ عالی شان والا، سچا اور حقیقی بادشاہ ہے، اور آپ قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کریں اس سے پہلے کہ آپ کی طرف اس کی وحی پوری کی جائے، اور کہو، اے میرے رب! مجھے علم میں زیادہ کر۔"

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴾ (الانعام: ۱۰۰)

"اور انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنادیا، حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اور کچھ جانے بغیر وہ اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بناتے ہیں۔ وہ پاک ہے اور اس سے بلند تر ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔"

80۔ اَلْبَرُّ: نیکی کرنے والا، بھلائی کرنے والے، احسان کرنے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴾ (الطور: ۲۸)

''ہم اس سے پہلے اسی کو پکارا کرتے تھے۔ بلاشبہ وہ بڑا احسان کرنے والا، اور رحم کرنے والا ہے۔''

81۔ اَلتَّوَّابُ: توبہ قبول کرنے والا، توبہ کی توفیق دینے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ ﴾ (النساء : ۱۷، ۱۸)

''اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں، پھر جلد اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں، تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے علم والا، حکمت والا ہے۔ ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے توبہ کی، ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مر جائیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ ﴾ (الشوریٰ: ۲۵)

''اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے، اور برائیوں کو معاف کر دیتا ہے، اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾﴾

(التوبہ : ۱۱۸)

”اور تین شخصوں کے حال پر بھی (مہربانی کی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی، اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے، اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے؟ پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تا کہ وہ توبہ کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول والا، بڑا رحم والا ہے۔“

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ، اللہ کے نام اَلتَّوَّاب کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا اور رجوع کرنے والوں کے گناہ معاف کرنے والا ہے، لہٰذا جو بھی اللہ کے دربار میں سچے دل سے توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، وہ بندوں پر پہلے تو اس انداز سے التفات فرماتا ہے کہ انہیں توبہ کی توفیق دیتا اور ان کے دل اپنی طرف پھیر لیتا ہے، پھر اس انداز سے التفات فرماتا ہے کہ ان کی توبہ قبول کر کے ان کی غلطیوں سے درگزر فرماتا ہے۔“ (تفسیر السعدی، ص: ٤٦)

82۔ اَلْمُنْتَقِمُ : بدلہ لینے والا، انتقام لینے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ (المائدہ: ٩٥)

"جو کچھ اس حکم سے پہلے ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا، اور جو اس کا اعادہ کرے گا اس سے بدلہ لے گا۔ اور اللہ غالب، بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے۔"

83۔ اَلْعَفُوُّ : درگزر کرنے والا، بہت زیادہ معاف کرنے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ﴾ (حج: ٦٠)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا، اور درگزر کرنے والا ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٠﴾﴾ (الشوریٰ: ٣٠)

"تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اس کی وجہ سے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا، اور وہ تو بہت سی چیزوں سے درگزر فرماتا ہے۔"

84۔ اَلرَّءُوْفُ: شفقت کرنے والا، مہربانی کرنے والا، انتہائی دوست

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾﴾ (البقرہ: ٢٠٧)

"اور لوگوں میں (ایک وہ ہے) جو اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے۔ اور اللہ بندوں پر بے حد نرمی و مہربانی کرنے والا ہے۔"

85۔ مَالِكُ الْمُلْكِ: سلطنت اور بادشاہت کا مالک

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ

مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ (آل عمران : ٢٦)

''آپ کہہ دیجیے، اے اللہ! ملک کے مالک (بادشاہوں کے بادشاہ) جسے تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، اور تو جس کو چاہے عزت دیتا ہے، اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے، سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

86۔ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ : بزرگی والا اور سخاوت والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ ﴾ (رحمٰن: ٢٧، ٢٨)

''اور تیرے رب کا چہرہ باقی رہے گا، جو بڑی شان و بزرگی والا، اور عزت والا ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔''

87۔ اَلْمُقْسِطُ: انصاف کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾ ﴾

(المائدہ : ٤٢)

''بہت سننے والے ہیں، جھوٹ کو بہت کھانے والے حرام کو، اگر یہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ کردیں، یا ان سے منہ پھیر لیں. (آپ کو

اختیار ہے) اور اگر آپ ان سے منہ پھیر لیں تو ہرگز آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ﴾

(الانبیاء: ٤٧)

"اور ہم روزِ قیامت انصاف کا میزان رکھیں گے، لہٰذا کسی کی کچھ حق تلفی نہ ہوگی۔"

88۔ اَلْجَامِعُ: جمع کرنے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝﴾ (آل عمران: ٩)

"اے ہمارے رب! بلاشبہ تو سب لوگوں کو ایک دن جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔"

مزید فرمایا:

﴿فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: ٢٥)

"سو کیا (حال ہوگا) جب ہم انہیں اس دن جمع کریں گے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، اور ہر شخص اپنے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔"

89۔ اَلْغَنِيُّ: بے پرواہ، بے نیاز

قرآن میں مذکور ہے:

﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿١٥﴾﴾

(فاطر: ۱۵)

''اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو، اور اللہ ہی سب سے بے پروا، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔''

قرآن میں ایک اور جگہ یوں آتا ہے:

﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾﴾ (البقرہ: ۲۶۳)

''اچھی بات کرنا اور درگزر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے بعد ایذا دینا ہو اور اللہ بے نیاز و بردبار ہے۔''

91۔ اَلْمُغْنِيْ: بے پرواہ کرنے والا، بے نیاز کر دینے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿٨﴾﴾ (الضحیٰ: ۸)

''اور اس نے آپ کو تنگ دست پایا تو غنی کر دیا۔''

مزید فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾﴾

(الدخان: ۴۱)

''جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آئے گا، اور نہ ان کی امداد کی جائے گی۔''

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اسم "اَلْمُغْنِيْ" کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"اللہ غنی ہے جسے ہر پہلو اور ہر اعتبار سے مکمل اور لامحدود غنا و استغنا حاصل ہے، کیونکہ وہ خود بھی کمال سے متصف ہے، اور اس کی صفات بھی اس قدر کامل ہیں کہ ان میں کسی لحاظ سے کسی نقص کا تصور نہیں کیا جا سکتا، اس کا غنا کے برعکس کیفیت میں ہونا ممکن نہیں، کیونکہ غنا اس کی ذاتی اور لازمی صفات میں سے ہے، آسمان و زمین کے خزانے بلکہ دنیا اور آخرت کے خزانے اس کے ہاتھ میں ہیں، وہ اپنی تمام مخلوقات کو عمومی غنا عطا فرماتا ہے، اور اپنے خاص بندوں کے دلوں پر ربانی معارف اور ایمانی حقائق کا فیض پہنچا کر غنی کر دیتا ہے۔"

(تفسیر السعدی : ۱/۵۱)

91۔ اَلْمَانِعُ : روکنے والا

منع کرنا اور عطا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرض نمازوں سے سلام پھیرنے کے بعد یہ ورد فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ لا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ، وَلا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .)) [1]

"اے اللہ! جسے تو عطا کر دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں، اور جس سے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی دولت مند کو تیرے ہاں اس کی دولت نفع نہیں دے سکے گی۔"

92۔ اَلضَّارُّ: نقصان دینے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ ﴾ (الجن : ٢١)

[1] صحیح بخاری ، کتاب الأذان، رقم: ٨٤٤ ـ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ١٣٤٢.

''کہہ دیجیے! بلاشبہ میں تمہارے لیے نہ کوئی نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں، اور نہ کسی بھلائی کا۔''

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾﴾ (الانعام: ۱۷)

''اور اگر تمہیں کوئی سختی پہنچائے تو کوئی دور کرنے والا نہیں کوئی اس کے سوا اس کو، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر شے پر قادر ہے۔''

93۔ اَلنَّافِعُ: نفع دینے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی نفع پہنچانے والی ہے۔قرآن اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾﴾ (الاعراف: ۱۸۸)

''آپ فرما دیجیے کہ میں اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی نقصان کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا، اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ان لوگوں کو ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں جو ایمان رکھتے ہیں۔''

نیز قرآن میں مذکور ہے:

﴿قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا﴾

(الانعام: ۷۱)

''کہہ دیجیے! کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو ہمیں نہ فائدہ دے سکتے ہیں اور

نہ نقصان......"

سورۂ یونس میں فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۴۹﴾

(یونس : ۴۹)

"کہہ دو میں اپنی ذات کے لیے نہ کسی نقصان کا مالک ہوں اور نہ کسی نفع کا مگر جو اللہ چاہے، ہر امت کے لیے ایک مدت (مہلت) مقرر ہے۔ جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو وہ نہ ایک گھڑی پیچھے رہتے ہیں، اور نہ آگے بڑھتے ہیں۔"

94۔ اَلنُّوْرُ: روشن، روشنی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ﴾

(النور: ۳۵)

"اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق ہو جس میں چراغ ہو، یہ چراغ فانوس میں ہو، وہ فانوس ایسا شفاف ہو جیسے چمکتا ہوا ستارہ، اور وہ چراغ زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ مشرق میں ہوتا ہے اور نہ مغرب میں، اس کے تیل کو اگر آگ نہ بھی چھوئے تو بھی وہ بھڑکنے کے قریب ہوتا ہے، روشنی پر روشنی ہے، اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے......"

95۔ اَلْهَادِيْ: ہدایت دینے والا، رہنمائی دینے والا

اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے، اس کے علاوہ کوئی اور ہدایت نہیں دے سکتا، چند آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

﴿وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا ۝۳۱﴾ (فرقان : ۳۱)

''اور تیرا پروردگار رہنمائی کرنے والا، اور مددگار کافی ہے۔''

دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۱﴾ (التغابن : ۱۱)

''کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے اذن سے، اور جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ۝۱۷﴾ (محمد : ۱۷)

''اور جن لوگوں نے ہدایت قبول کی اس نے انھیں ہدایت میں بڑھا دیا، اور انھیں ان کا تقویٰ عطا کر دیا۔''

اور سورۃ بقرہ میں فرمایا:

﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۲۷۲﴾ (البقرہ : ۲۷۲)

''ان کی ہدایت آپ کا ذمہ نہیں لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور تم جو مال خرچ کرو گے تو اپنے (ہی) واسطے، اور خرچ نہ کرو مگر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے،

اور تم جو مال خرچ کرو گے تمہیں پورا پورا بدلہ ملے گا، اور تم پر زیادتی نہ کی جائے گی۔"

96۔ اَلْبَدِيْعُ: بے مثال، نئی طرح پیدا کرنے والا، ایجاد کرنے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾ (البقرہ : ۱۱۷)

"وہ نئی طرح پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے بس یہی کہتا ہے "ہو جا" تو وہ ہو جاتا ہے۔"

ایک اور جگہ اپنی اس صفت کے متعلق یوں بیان کرتا ہے:

﴿ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ (الانعام: ۱۰۱)

"وہ زمین اور آسمانوں کو ایجاد کرنے والا ہے، اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ جب کہ اس کی بیوی ہی نہیں، اسی نے تو ہر چیز بنائی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔"

97۔ اَلْبَاقِيْ: ہمیشہ باقی رہنے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴾ (رحمن: ۲۷)

"فقط آپ کے رب کی ذات ہی باقی رہ جائے گی جو عزت اور بزرگی والا ہے۔"

مزید فرمایا:

﴿ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (النحل : ۹۶)

''جو کچھ تمہارے پاس ہے، ختم ہو جائے گا، اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم ضرور انھیں ان کا اجر بدلے میں دیں گے ان کے بہترین عمل کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔''

98۔ اَلْوَارِثُ: حقیقی وارث

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝﴾

(الانبیاء : ۸۹)

''اور (یاد کرو) زکریا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑنا، اور آپ تو سب وارثوں سے بہتر ذات ہیں۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾

(الاعراف: ۱۲۸)

''موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ سے مدد مانگو، اور صبر کرو بیشک زمین اللہ ہی کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے، اور آخرت کی کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝﴾ (الحجر: ۲۳)

''بلاشبہ ہم زندہ کرتے اور مارتے ہیں، اور ہم ہی وارث ہیں۔''

99۔ اَلرَّشِیْدُ: سیدھی راہ والا، سیدھی راہ دکھانے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ۝٥١﴾

(الانبیاء: ٥١)

''اور یقیناً دی تھی ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ہدایت ودانائی اس سے بھی پہلے، اور تھے ہم اس کو خوب جاننے والے۔''

100۔ اَلصَّبُوْرُ: صبر کرنے والا

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ''اَلصَّبُوْرُ'' بھی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیث میں اللہ کا یہ نام وارد ہے۔ [1]



[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ٣٥٠٧.

باب نمبر 3

اولیاء اللہ

اولیاء اللہ کون؟

''اولیاء'' سے مراد وہ مخلص اہل ایمان ہیں جو اللہ کی بندگی اور گناہوں سے اجتناب کی وجہ سے اس سے قریب ہو جاتے ہیں۔ ''ولی'' کا معنی ''قریب'' ہے۔ یعنی مومن جب ایمان اور عمل صالح پر کاربند ہوتا ہے، اور شرک اور دوسرے گناہوں سے اجتناب کرتا ہے، تو اللہ رب العزت کے قریب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝٦٢ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ۝٦٣ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَـٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ۝٦٤ ﴾

(یونس : ٦٢ تا ٦٤)

''یاد رکھو! بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (گناہوں سے) بچتے رہے، ان کے لیے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی، اللہ کی باتوں کے لیے کوئی تبدیلی نہیں یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

'' اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اولیاء اور محبوب لوگوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ان

کے اعمال و اوصاف اور ان کے ثواب کا ذکر کرتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے: ﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ﴾ ''خبردار! اللہ کے جو دوست ہیں ان پر کوئی خوف نہ ہو گا۔'' یعنی قیامت کے روز میدانِ محشر میں جو خوفناک اور ہول ناک حالات ہوں گے، وہاں انہیں کوئی خوف نہ ہوگا ﴿ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ ''اور نہ وہ غمگین ہوں گے'' ان اعمال پر جو انہوں نے پہلے کیے ہوں گے، کیونکہ انہوں نے اعمالِ صالحہ کے سوا کچھ نہیں کیا ہوگا، چونکہ انہیں کسی قسم کا خوف ہوگا نہ وہ غمزدہ ہوں گے، اس لیے وہاں ان کے لیے امن و سعادت اور خیر کثیر ہوگا، جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولیاء اللہ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ ''وہ جو ایمان لائے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں، اس کی بھیجی ہوئی کتابوں، اس کے مبعوث کیے ہوئے رسولوں، یومِ آخرت اور اچھی بُری تقدیر پر ایمان لائے، اور تقویٰ کے استعمال، اللہ تعالیٰ کے اوامر کی فرمانبرداری اور اس کے نواہی سے اجتناب کر کے اپنے ایمان کی تصدیق کی۔

پس وہ ہر شخص جو مومن اور متقی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے، اسی لیے فرمایا ﴿ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ﴾ ''ان کے لیے خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں'' دنیا کے اندر بشارت سے مراد ثنائے حسن، مومنوں کے دلوں میں محبت و مودت، سچے خواب، بندہ مومن کا اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے بہرہ ور ہونا، اللہ تعالیٰ کا بہترین اعمال و اخلاق کے راستوں کو آسان کر دینا اور بندے کو بُرے اخلاق سے دُور کر دینا ہے، اور آخرت کی بشارتوں میں اوّلین بشارت یہ ہے کہ روح قبض کیے جانے کے موقع پر ان کو بشارت دی جاتی ہے۔'' (تفسير السعدى، تحت هذه الآية)

ان کا ایمان کیسا ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَٰئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝٣٠﴾

(حمٓ السجدہ: ۳۰)

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے پھر وہ قائم رہے، ان پر فرشتے اُترتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور نہ غم زدہ ہو، اور جنت کی خبر سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، اور قبر میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کی خوش خبری دی جائے گی اور قیامت کے روز نعمتوں بھری جنت میں دخول اور دردناک عذاب سے نجات کے ساتھ اس خوشخبری کا اتمام ہوگا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دلوں میں ایمان و یقین ہو، جن کا ظاہر تقویٰ اور پرہیز گاری میں ڈوبا ہوا ہو، جتنا تقویٰ ہوگا اتنی ہی ولایت ہوگی، ایسے لوگ محض نڈر اور بے خوف ہیں، قیامت کے دن کی وحشت ان سے دُور ہے، نہ وہ کبھی غم و رنج سے آشنا ہوں گے، دنیا میں جو چھوٹ جائے اس پر انہیں حسرت و افسوس نہیں ہوتا۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بھی بہت سے سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کا چہرہ دیکھنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ یاد آجائے۔''

ایمان کے بدلے میں اللہ کا انعام:

اللہ تعالیٰ اہل ایمان و اسلام کو اپنا ولی رکھتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ

اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵۷﴾ (البقرہ : ۲۵۷)

''ایمان لانے والوں کا کارساز (دوست) اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے، اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اس کی رضا مندی کے طلب گار کو وہ سلامتی کی رہنمائی کرتا ہے، اور کفر و شک کے اندھیروں سے نکال کر نورِ حق کی صاف روشنی میں لا کھڑا کرتا ہے، کفار کے ولی شیاطین ہیں جو جہالت و ضلالت کو، کفر و شرک کو مزین کر کے انہیں ایمان سے اور توحید سے روکتے ہیں، اور یوں نورِ حق سے ہٹا کر ناحق کے اندھیروں میں جھونک دیتے ہیں، یہی کافر ہیں اور یہ ہمیشہ دوزخ میں ہی پڑے رہیں گے۔''

اور عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: '' ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ ''ایمان والوں کا کارساز اللہ خود ہے۔'' یہ آیت ان کے اپنے رب سے دوستی پر مشتمل ہے، بایں طور کہ وہ اپنے رب سے محبت رکھتے ہیں پس اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اس کے پیاروں سے محبت کرتے اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر لطف و کرم اور احسان فرماتے ہوئے انہیں کفر، معاصی اور جہل کے اندھیروں سے نکالا، اور ایمان، نیکی اور علم کی روشنی میں پہنچا دیا، اس کے نتیجے میں وہ قبر، حشر اور قیامت کے اندھیروں سے محفوظ رہ کر دائمی نعمت، راحت اور سرور والی جنت میں پہنچ گئے۔ ﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوۡتُ﴾ ''اور کافروں کے اولیاء شیطان ہیں۔ پس انہوں نے شیطان سے اور اس کی پارٹی سے دوستی کی۔ اپنے مالک اور آقا کی دوستی چھوڑ دی۔ اس کی سزا کے طور

پر اللہ تعالیٰ نے ان پر شیطانوں کو مسلط کر دیا، جو انہیں گناہوں کی طرف ہانکتے اور بُرائی پر آمادہ کرتے ہیں۔ اس طرح انہیں ایمان، علم اور نیکی کے نور سے ہٹا کر کفر، معاصی اور جہالت کے اندھیروں میں لے جاتے ہیں۔ ان کے نتیجے میں وہ نیکیوں سے محروم ہو جاتے ہیں اور نعمت اور خوشی حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ حسرت کے جہان (جہنم) میں بھی شیطان کی جماعت اور اس کے دوست ہی شمار ہوں گے۔ اس لیے اللہ نے فرمایا: ﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾ ''یہ لوگ جہنمی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس میں پڑے رہیں گے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ وَلِیِّ ۦَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩٦﴾﴾

(الاعراف: ۱۹۶)

''بیشک میرا کارساز اللہ ہے، جس نے کتاب نازل کی، اور وہی نیکوں کا یار و مدد گار بنتا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''پس صالح مومن جب ایمان اور تقویٰ کے ذریعے سے اپنے رب کو اپنا دوست اور سر پرست بنا لیتے ہیں، اور کسی ایسی ہستی کو اپنا دوست نہیں بناتے جو کسی کو نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان، تو اللہ تعالیٰ ان کا دوست اور مددگار بن جاتا ہے، ان کو اپنے لطف و کرم سے نوازتا ہے، ان کے دین و دنیا کی بھلائی اور مصالح میں ان کی مدد کرتا ہے، اور ان کے ایمان کے ذریعے سے ان سے ہر ناپسندیدہ چیز کو دُور کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الحج: ۳۸) ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتا ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''سنو میں تو اللہ تعالیٰ کو اپنا حمایتی اور مددگار سمجھتا ہوں، وہی میرا بچانے والا ہے

اور وہ مجھے کافی وافی ہے، اس پر میرا بھروسہ ہے اسی سے میرا لگاؤ ہے، میں ہی نہیں، ہر نیک بندہ یہی کرتا ہے۔ اور وہ بھی اپنے تمام سچے غلاموں کی نگہبانی اور حفاظت کرتا رہتا ہے، اور کرتا رہے گا۔ میرے بعد بھی ان سب کا نگران اور محافظ وہی ہے۔"

اولیاء اللہ کا کردار اور ان کا تعلق خالق ومخلوق کے ساتھ

قرآن میں ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ (المائدہ : ۵۱، ۶۰)

”اے ایمان والو! یہود وانصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو بیشک وہ ان میں سے ہوگا، بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ پس تو دیکھے گا جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے، وہ ان (یہود ونصاریٰ) کی طرف دوڑتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر گردش زمانہ نہ آجائے، سو قریب ہے کہ اللہ فتح لائے یا اپنے پاس سے کوئی معاملہ، پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر نادم ہونے لگیں گے اور کہیں گے، یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں، اور مومن، ان کے عمل ضائع ہو گئے، پس وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت رکھتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ مومنوں پر نرم دل ہوں گے، کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسیع حکمت والا

ہے۔ بلاشبہ تمھارا دوست اللہ، اس کا رسول اور وہ مومن لوگ ہیں، جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور (اللہ کے حضور) رکوع کرنے والے ہیں۔ جو دوست رکھے اللہ اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو، تو بیشک اللہ کی جماعت ہی (سب پر) غالب ہوگی۔ اے ایمان والو! (دوست) نہ بناؤ ان لوگوں کو جنھوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا لیا (یعنی وہ) جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور نہ ہی کافروں کو دوست بناؤ، اور اللہ سے ڈرو، اگر تم ایمان والے ہو۔ اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو (اذان دیتے ہو) تو وہ اسے ایک مذاق اور کھیل ٹھہراتے ہیں، یہ اس لیے کہ وہ بے عقل ہیں۔ آپ کہہ دیں، اے اہل کتاب! کیا تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنیاں کر رہے ہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا، اور جو پہلے اس سے نازل کیا گیا، اور یہ کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ آپ کہہ دیں کیا میں تمہیں بتلاؤں اللہ کے ہاں اس سے بدتر جزا پانے والا وہ ہے جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب کیا، اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا، اور بعض کو طاغوت کے بندے بنا دیا۔ یہی لوگ بدتر درجے والے اور سیدھے راستے سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔"

مذکورہ بالا آیات میں یہود ونصاری سے موالات (دلی دوستی) ومحبت کا رشتہ قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، اور اس پر اتنی سخت وعید بیان فرمائی کہ جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے سمجھا جائیگا۔

مرتدین کے مقابلے میں اللہ جس قوم کو کھڑا کرے گا، ان کی چار نمایاں صفات بیان کی جارہی ہیں:

1۔ اللہ سے محبت کرنا، اور اس کا محبوب ہونا۔

2۔ اہل ایمان کے لیے نرم اور کفار کے لیے سخت ہونا۔

3۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

4۔ اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت سے نہ ڈرنا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ان صفات سے متصف اور ان خوبیوں کا مظہر تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیاوآخرت کی سعادتوں سے مشرف فرمایا، اور دنیا ہی میں اپنی رضامندی کی سند سے نوازدیا۔

قرآن کی اس بیان کردہ حقیقت کا مشاہدہ ہر شخص کرسکتا ہے کہ یہود ونصاریٰ کا آپس میں عقائد کے لحاظ سے شدید اختلاف اور باہمی بغض وعناد پایا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے کے معاون ومحافظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک بندوں کا مددگار ہے۔ قرآن میں مذکور ہے کہ یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی:

﴿ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠١﴾ ﴾ (یوسف : ۱۰۱)

”اے میرے رب! تونے مجھے ملک عطا فرمایا، اور تونے مجھے خواب کی تعبیر سکھائی، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، تو ہی میرا دنیا اور آخرت میں یارومددگار ہے، تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر، اور مجھے اور نیکوکاروں میں ملادے۔“

مؤمنین کو ہدایات اور اہل اہواء کا کردار

نیز فرمایا:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ

الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۖۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ (البقرہ: ۱۶۵، ۱۷۵)

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت

رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں کاش کہ مشرک لوگ جانتے جبکہ اللہ کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا ہے (تو ہرگز شرک نہ کرتے) جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور سب رشتے ناطے ٹوٹ جائیں گے اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے: کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کے لیے، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔ لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔ اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، گو اُن کے باپ دادے نہ کچھ عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔ کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی سنتے ہیں (سمجھتے نہیں) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، انہیں عقل نہیں۔ اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو، اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر مردہ اور (بہتا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پر پکارا گیا ہو حرام ہے، پھر جو مجبور ہو جائے، اور وہ حد سے بڑھنے والا، زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ بخشش

کرنے والا مہربان ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں۔ یقین مانو کہ یہ پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے درد ناک عذاب ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور مغفرت کے بدلے عذاب کو خرید لیا ہے سو وہ آگ پر کس قدر صبر کرنے والے ہیں۔"

مذکورہ بالا آیتوں میں آخرت میں پیروں اور گدی نشینوں کی بے بسی اور بے وفائی پر مشرکین حسرت کریں گے لیکن وہاں اس حسرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کاش وہ دنیا میں ہی شرک سے توبہ کر لیں۔"

یعنی شیطان کے پیچھے لگ کر اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام مت کرو جس طرح مشرکین نے کیا کہ وہ اپنے بتوں کے نام وقف جانوروں کو حرام کر لیتے تھے جسکی تفصیل کے لیے سورہ انعام دیکھیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ .)) [1]

"میں نے اپنے بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا، پس شیطان نے ان کو ان کے دین سے گمراہ کر دیا، اور جو چیزیں میں نے ان کے لیے حلال کیں تھیں وہ اس نے ان کے لیے حرام کر دیں۔"

اللہ کس کا ولی ہے؟

﴿ إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۗ وَإِنَّ الظَّٰلِمِينَ بَعْضُهُمْ

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنة ونعیمها، باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة واهل النار، رقم: ٢٨٦٥.

اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ۚ وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۹﴾ (الجاثیه : ۱۹)

''بیشک وہ اللہ کے مقابلے میں ہرگز آپ کے کسی کام نہ آئیں گے، اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''یعنی اگر تو ان کی خواہشات نفس کی پیروی کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تجھے کوئی فائدہ نہ دے سکیں گے کہ تجھے کوئی بھلائی حاصل ہو، یا تجھ سے کوئی بُرائی دُور ہو، تیرے لیے درست نہیں کہ تو ان کی موافقت کرے، اور ان سے موالات رکھے، کیونکہ آپ اور وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں، اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ﴿وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الۡمُتَّقِیۡنَ﴾ ''اور اللہ متقیوں کا دوست ہے۔'' اللہ تعالیٰ متقین کو ان کے تقویٰ اور نیک عمل کے سبب سے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔''

اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''پرہیزگاروں کا ولی و ناصر، رفیق و کارساز پروردگارِ عالم ہے، جو انہیں اندھیروں سے ہٹا کر نور کی طرف لے جاتا ہے، اور کافروں کے دوست شیاطین ہیں، جو انہیں روشنی سے ہٹا کر اندھیروں میں جھونکتے ہیں، یہ قرآنِ حکیم ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں، دلائل کے ساتھ ہی ہدایت و رحمت ہے۔''

مومنین کن کو دوست بنائیں؟

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَ عَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَ قَدۡ کَفَرُوۡا بِمَا جَآءَکُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ ۚ یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَ اِیَّاکُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ رَبِّکُمۡ ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِهَادًا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِیۡ ٭ۖ تُسِرُّوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ ٭ۖ وَ اَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ

وَمَآ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡهُ مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ۝۱ ﴾

(الممتحنہ : ۱)

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ سمجھو، تم تو محبت کی بنیاد ڈالنے کے لیے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو، اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آ چکا ہے کفر کرتے ہیں، پیغمبر (ﷺ) کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے، اور میری رضا مندی کی طلب میں لائے ہو (ان سے دوستیاں نہ کرو) تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ بھیجتے ہو، اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا، پس وہ یقیناً راہ راست سے بھٹک جائے گا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيْلَ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا ، فَأَحْبِبْهُ ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ، فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَآءِ ، إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا ، فَأَحِبُّوْهُ ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ .)) [1]

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل کو با آواز بلند یہ بتاتا ہے کہ دیکھو! میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں، پس تم بھی اس سے محبت رکھو، تو وہ جبرائیل اس کی تمام آسمان والوں میں بلند آواز سے منادی کر دیتے ہیں کہ فلاں سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے۔ لہٰذا اس سے محبت رکھو آسمان والے اس سے محبت

---

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم: ۳۲۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، رقم: ۲۶۳۷۔ مؤطا مالک: ۹۵۳/۲، رقم: ۱۷۱۰.

کرنے لگتے ہیں۔ پھر ساری زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت و شہرت اتار دی جاتی ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((مَنْ آلُ مُحَمَّدٌ ؟ فَقَالَ : كُلُّ تَقِيٌّ وَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنْ اَوْلِيَاءُ هٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ .)) [1]

''بے شک فلاں خاندان والے میرے دوست نہیں، میرے آل تو صرف متقی لوگ ہیں۔اور پھر آپ نے قرآن کی آیت پڑھی کہ'' آپ کے دوست صرف متقی ہیں۔''

جو اللہ کا ولی بننے کی کوشش نہیں کرتا

﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝﴾ (سبا : ٤٠، ٤١)

''اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرلے گا، پھر فرشتوں سے فرمائے گا: کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: تیری ذات پاک ہے، تو ہمارا دوست (سرپرست) ہے، نہ کہ یہ بلکہ وہ لوگ تو جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر انہی پر ایمان رکھنے والے تھے۔''

اولیاء کی راتیں اور ان کا ابدی ٹھکانہ

﴿اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

[1] المعجم الاوسط : ۳/۳۳۸.

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۙ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ⑯ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑰ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ⑱ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑲ ﴾

(السجدہ : ۱۵، ۱۹)

''ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں، جنہیں جب بھی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں، اور تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، اور وہ اپنے رب کو خوف اور امید کیساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا کرتے تھے۔ تو کیا وہ شخص جو مومن ہو اس کی طرح ہے جو نافرمان ہو یہ برابر نہیں ہو سکتے۔ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، اور نیک اعمال بھی کیے ان کے لیے ہمیشگی والی جنتیں ہیں، مہمانداری ہے ان کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے تھے۔''

یعنی اطاعت وفرمانبرداری کا راستہ اختیار کرتے ہیں، جاہلوں اور کافروں کی طرح تکبر نہیں کرتے، اس لیے کہ اللہ کی عبادت سے تکبر کرنا جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾

(سورۃ المومن: ٦٠)

''بے شک جو لوگ اللہ کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

اس لیے اہل ایمان کا معاملہ ان کے برعکس ہوتا ہے، وہ اللہ کے سامنے ہر وقت عاجزی،

ذلت و مسکینی اور خشوع و خضوع کا اظہار کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی امتیازی صفات

﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾ (آل عمرن : ١٣٤)

''جو لوگ آسانی اور تنگی میں (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

((عَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ ، قَالَ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا ، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ .)) [1]

رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں: ''تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں:

1۔ ایک تو یہ کہ صدقہ سے مال نہیں گھٹتا۔
2۔ دوسرے یہ کہ عفو و درگزر کرنے سے انسان کی عزت بڑھتی ہے۔
3۔ تیسری یہ کہ جو بندہ مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ اس کے لیے فقر و غربت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسا ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم : ٢٣٢٥۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

میں تو دیکھتا ہوں کہ تم اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال چاہتے ہو، اس لیے کہ تمہارا مال تو درحقیقت وہ ہے جو تم اللہ کی راہ میں اپنی زندگی میں خرچ کر دو اور جو چھوڑ کر جاؤ وہ تمہارا مال نہیں، بلکہ تمہارے وارثوں کا مال ہے تو تمہارا اللہ کی راہ میں کم خرچ کرنا اور زیادہ جمع کرنا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ تم اپنے مال سے اپنے وارثوں کے مال کو زیادہ عزیز رکھتے ہو، پھر فرمایا: تم پہلوان کسے جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اُسے جسے کوئی گرا نہ سکے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ حقیقتاً زور دار پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے جذبات پر قابو رکھے۔ پھر فرمایا: بے اولاد کسے کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا: جس کی اولاد نہ ہو۔ فرمایا: نہیں بلکہ فی الواقع بے اولاد وہ ہے جس کے سامنے اس کی کوئی اولاد مری نہ ہو۔''[1]



[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۲۶۰۸.

باب نمبر 4

حقیقی اولیاء اللہ مومن اور متقی ہیں

اللہ تعالیٰ کے دوست وہ مخلص اہل ایمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کے سبب اس سے قریب ہو جاتے ہیں، چنانچہ خلاق دو عالم اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾

(یونس : ٦٢،٦٥)

”سن لو بے شک جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (گناہوں سے) بچتے رہے۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے، اللہ کی باتوں کے لیے کوئی تبدیلی نہیں، یہ عظیم کامیابی ہے، آپ کو ان کی باتیں غمگین نہ کریں، بے شک ساری کی ساری عزت اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ ہر بات سننے اور سب جاننے والا ہے۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی رقم طراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں دنیا اور آخرت دونوں جگہ اپنی رحمت، رضا مندی

اور جنت کی خوش خبری دی ہے۔امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو الدرداء اور عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"دنیاوی زندگی میں بشارت سے مراد نیک خواب ہے جو مسلمان آدمی دیکھتا ہے"
اور قرآن وسنت سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرشتے موت سے پہلے اللہ کے نیک بندوں کو جنت کی خوش خبری دے دیتے ہیں۔" (تیسیر الرحمن: ٦١٩/١)

عزت دار اور مومن کون ہوتا ہے؟

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿١٣﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿١٥﴾ ﴾

(الحجرات: ١٣، ١٥)

"اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنادیا، تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے، اللہ بیشک سب کچھ جاننے والا پوری خبر رکھنے والا ہے۔ دیہاتی کہتے ہیں: ہم ایمان لائے، آپ (ﷺ) فرمادیں کہ تم ایمان نہیں لائے ہو بلکہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے

ہیں، اور ابھی تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہ کرے گا، بیشک اللہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ مومن ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ، پھر وہ شک میں نہ پڑے، اور انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی لوگ سچے ہیں۔ آپ فرمادیں! کیا تم اللہ کو اپنے دین سے آگاہ کر رہے ہو، حالانکہ اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اللہ کے ہاں برتری کا معیار خاندان، قبیلہ اور نسل و نسب نہیں ہے جو کسی انسان کے اختیار میں ہی نہیں ہے بلکہ یہ معیار تقویٰ ہے، جس کا اختیار کرنا انسان کے ارادہ واختیار میں ہے۔ یہی آیت ان علماء کی دلیل ہے جو نکاح میں کفایت (برابری کا جوڑ) نسب کو ضروری نہیں سمجھتے اور صرف دین کی بنیاد پر نکاح کو پسند کرتے ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر ، تحت هذه الاية)

کن چیزوں پر ایمان ضروری اور مؤمنین کی دعا

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ

وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ أَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾ (البقرہ : ٢٨٥، ٢٨٦)

''رسول اس پر ایمان لایا جو کچھ اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا، اور سب مومن (بھی) ایمان لائے، اور یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے، اور انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، تیری بخشش مانگتے ہیں، اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش (کے مطابق) اس کے لیے (اجر) ہے اس پر جو اس نے نیکی کی اور اس پر (عذاب) ہے جو اس نے گناہ کمایا، اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ، اگر ہم بھول جائیں یا کوئی خطا کر جائیں، اے ہمارے رب! ہم پر کوئی بھاری بوجھ نہ ڈال، جیسے تو نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے، اے ہمارے رب! اور ہم سے وہ چیز نہ اٹھوا جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو، اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم کر، تو ہمارا مالک ہے۔ پس کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''

مذکورہ بالا آیات میں ان ایمانیات کا ذکر ہے جن پر اہل ایمان کو ایمان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت اور اسکے فضل وکرم کا تذکرہ ہے کہ اس نے انسان کو کسی ایسی بات کا مکلف نہیں کیا ہے جو اسکی طاقت سے بالا ہو۔

مومن متقی اور خرچ کرنے والا ہوتا ہے

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنْ

تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۙ﴿17﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿18﴾

(التغابن : ١٦، ١٨)

''پس جہاں تک ہو سکے تم اللہ سے ڈرو، اور سنو اور اطاعت کرو، اور خرچ کرو (یہ) تمہارے لیے بہتر ہے، اور جو اپنے نفس سے بچالیا گیا، یہی لوگ فلاح (دو جہان میں کامیابی) پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اسے کئی گنا کر دے گا، اور وہ تمہیں بخش دے گا، اور اللہ قدر دان، بے حد، بردبار ہے، ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا، سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''اللہ تبارک وتعالیٰ تقوے کا حکم دیتا ہے جو اس کے اوامر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے، اور اس کے نواہی سے اجتناب کرنے کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو استطاعت اور قدرت سے مقید رکھا ہے۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ واجب جس کو ادا کرنے سے بندہ عاجز ہو اس سے ساقط ہو جاتا ہے، اگر کچھ اُمور پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور کچھ پر قدرت نہیں رکھتا تو وہ انہی اُمور پر عمل کرے گا جن پر عمل کرنے کی وہ قدرت رکھتا ہے۔ اور جن پر عمل کرنے سے عاجز ہے وہ اس سے ساقط ہو جائیں گے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ .)) [1]

''جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو جتنی تم میں استطاعت ہے اس کے مطابق اس پر عمل کرو۔''

اس شرعی قاعدے میں اتنی زیادہ فروع داخل ہیں جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔''

(تفسیر السعدی : ٢٧٨٦/٣)

---

[1] صحیح بخاری، رقم : ٧٢٨٨۔ صحیح مسلم، رقم : ٣٣٧۔ مسند احمد : ٤٢٨/٢، واللفظ له.

ان چیزوں پر ایمان لانا کامیابی کی ضمانت ہے

مزید فرمایا:

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾
(البقرہ : ۱،۵)

''الٓمّٓ۔ یہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں، پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے، جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا، اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ ''متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔'' (الھُدٰی) وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے گمراہی اور شبہات کی تاریکی میں راہ نمائی حاصل ہو، اور جو فائدہ مند راستوں پر گامزن ہونے میں راہ نمائی کرے، اور اللہ تعالیٰ نے لفظ (ھُدًی) استعمال کیا ہے اور اس میں معمول کو حذف کر دیا گیا ہے، اور یہ نہیں کہا کہ فلاں مصلحت اور فلاں چیز کی طرف راہ نمائی (ہدایت) ہے کیونکہ اس سے عموم مراد ہے، اور اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کتاب دنیا و آخرت کے تمام مصالح کی طرف راہنمائی ہے، لہٰذا یہ تمام اُصولی اور فروعی مسائل میں بندوں کی راہنما ہے، باطل میں سے حق کو اور ضعیف میں سے صحیح کو واضح کرتی ہے، نیز بندوں کے

سامنے بیان کرتی ہے کہ دنیا و آخرت کے لیے فائدہ مند راستوں پر انہیں کیسے چلنا چاہیے۔ ایک دوسرے مقام پر (هُدًى لِّلنَّاسِ) (البقرہ: ۱۸۵) "تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے" فرما کر اس کو عام کر دیا۔

اس مقام پر اور بعض دیگر مقامات پر فرمایا (هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ) کیونکہ فی نفسہ تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے لیکن چونکہ بد بخت لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی قبول نہیں کرتے، اس لیے اس کے ذریعے سے ان پر حجت قائم ہوگئی ہے کہ انہوں نے اپنی بدبختی کے سبب سے اس ہدایت سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ رہے متقی لوگ تو انہوں نے حصولِ ہدایت کے لیے سب سے بڑا سبب پیش کیا ہے، اور وہ ہے تقویٰ، اور تقویٰ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اطاعت، اس کی منہیات سے اجتناب کرتے ہوئے ایسے اُمور کو اختیار کرنا، جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے عذاب سے بچاتے ہیں۔ پس اہل تقویٰ نے اس کتاب کے ذریعے سے راہ پائی، اور اس سے بے انتہا (بے حساب) فائدہ اُٹھایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾

(الانفال: ۲۹)

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لیے ایک کسوٹی بہم پہنچا دے گا۔"

پس اصحاب تقویٰ ہی آیاتِ قرآنیہ (احکامِ الٰہیہ) اور آیات کونیہ (قدرت کی نشانیوں) سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، اس لیے کہ ہدایت کی دو قسمیں ہیں:

1۔ ہدایت بیان 2۔ ہدایت توفیق

متقی لوگ ہدایت کی دونوں اقسام سے بہرہ مند ہوتے ہیں، ان کے علاوہ دیگر لوگ

ہدایت کی توفیق سے محروم رہتے ہیں، اور ہدایت بیان توفیق عمل کی ہدایت کے بغیر حقیقی اور کامل ہدایت نہیں۔" (تفسیر السعدی : ۱/ ۷۴، ۷۵)

مومن متقی، سیدھی بات کہنے والا اور توبہ کرنے والا ہوتا ہے

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾ ﴾ (الاحزاب : ۷۰، ۷۳)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی (سچی) بات کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے، اور تمہارے گناہ معاف فرمادے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے، اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی۔ ہم نے (اپنی) امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا، اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اسے اٹھالیا۔ وہ بڑا ہی ظالم، جاہل ہے۔ (یہ اس لیے) کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں، عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزادے اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔"

ایمان روشنی ہے

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ

مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٨﴾ (الحدید : ٢٨)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو، اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا، اور تمہیں نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے، اور تمھارے گناہ بھی معاف فرمادے گا، اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾﴾

(الانبیاء : ٩٠)

''تو ہم نے اس کی دعا کو قبول فرما کر اسے یحییٰ عطا فرمایا، اور ان کی بیوی کو ان کے لیے درست کر دیا۔ یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے، اور ہمیں لالچ، طمع اور ڈر وخوف سے پکارتے تھے، اور ہمارے لیے ہی عاجزی کرنے والے تھے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان تمام انبیاء ومرسلین کا فرداً فرداً ذکر کرنے کے بعد ان سب کو عمومی مدح وثنا سے نوازا ہے، چنانچہ فرمایا ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ﴾ یعنی ''وہ نیکیوں میں سبقت کرتے تھے'' اوقات فاضلہ میں نیکیاں کرتے تھے، اور ان کی تکمیل اس طریقے سے کرتے تھے جو ان کے لائق اور ان کے لیے مناسب ہو۔ وہ مقدور بھر کسی فضیلت کو نہ چھوڑتے تھے، اور فرصت کو غنیمت جانتے تھے ﴿وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا﴾ ''یعنی ہم سے

دنیا و آخرت کے مرغوب اُمور کا سوال کرتے تھے'' اور دنیا و آخرت کے ضرر رساں، خوف ناک اُمور سے ہماری پناہ طلب کرتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت رکھتے تھے، وہ غافل اور کھیل کود میں ڈوبے ہوئے تھے، نہ اللہ تعالیٰ کے حضور گستاخی اور جرأت کرتے تھے ﴿وَكَانُوا لَنَا خٰشِعِينَ﴾ ''یعنی ہمارے سامنے خشوع، تذلل اور انکساری کا اظہار کرتے تھے'' اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ اپنے رب کی کامل معرفت رکھتے تھے۔'' (تفسير السعدی : ۱۹۹٦/۲)



باب نمبر 5

اللہ تعالیٰ کی صفت محبت

اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے محبت نہیں فرماتا

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے صفت ''محبت'' بھی ہے، کہ وہ اپنے بندوں سے اور بعض دوسری چیزوں کو پسند فرماتا ہے، اور ایسے ہی نافرمانوں، کفر کرنے والوں اور بعض دوسری اشیاء کو ناپسند فرماتا ہے، یہ بھی صفاتِ الٰہیہ میں سے ہے۔ ذیل کی سطور میں بطورِ فائدہ کے ہم ''اللہ کی صفت محبت'' کا ذکر کیے دیتے ہیں۔ جن چیزوں کو اور جن افعال کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا، ان میں سے ''اعتداء'' زیادتی، بھی ہے۔ اس کے اہل یعنی زیادتی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ﴾

(الاعراف: ۵۵)

''پکارو تو اپنے رب کو آہ و زاری کرتے ہوئے اور چپکے چپکے، تحقیق وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

''...... ''دعا'' میں دعائے مسئلہ اور دعائے عبادت دونوں شامل ہیں پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اسے پکاریں ﴿تَضَرُّعًا﴾ ''عاجزی سے'' یعنی گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، اور جم کر اس کی عبادت کریں۔ ﴿وَّ خُفْيَةً﴾ ''چپکے

سے" یعنی بآواز بلند اور علانیہ نہ گڑ گڑائیں جس سے ریا کا خدشہ ہو، بلکہ چھپ چھپ کر خالص اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے آہ وزاری کریں۔ ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ "وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا" یعنی تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا یہ بھی حد سے تجاوز ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ایسی چیزوں کا سوال کرے جو بندے کے لیے درست نہیں یا وہ سرے سے سوال کرنا ہی چھوڑ دے یا وہ بہت زیادہ بلند آواز میں دعا مانگے، یہ تمام اُمور تجاوز میں شامل ہیں، جو ممنوع ہیں۔" (تفسير السعدى : ١ / ٨٨٤)

دوسری جگہ خالق ارض وسما نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝﴾ (الاعراف : ٥٦)

"اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ، اور اسے خوف اور طمع سے پکارو۔ بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔"

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

"﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ﴾ "اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ" یعنی اپنی نافرمانیوں کے ذریعے سے زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ ﴿بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾ "اس کی اصلاح کے بعد" یعنی اطاعت اور نیکی کے ذریعے سے اس کی اصلاح کر لینے کے بعد کیونکہ معاصی، اخلاق، اعمال اور رزق کو فاسد کر دیتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾

(الروم: ٤١)

"لوگوں کی بداعمالیوں کے سبب سے بحر و بر میں فساد پھیل گیا۔"
جیسے نیکیوں سے اخلاق، اعمال، رزق اور دنیا و آخرت کے احوال کی اصلاح ہوتی ہے۔" (تفسیر السعدی: ۱ ۸۸٤)

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے زمین پر فساد کرنے والوں کے متعلق یوں فرمایا:

﴿وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾﴾ (القصص : ۷۷)

"اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے، اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ، اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول اور جیسا کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو، بے شک اللہ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔"

نیز فرمایا:

﴿وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾﴾ (الانفال : ۵۸)

"اور اگر تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑ دے۔ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔"

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی سے تمہارا عہد و پیان ہوا ہو، اور تمہیں خوف ہو کہ یہ بدعہدی اور وعدہ خلافی کریں گے تو تمہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ برابری کی حالت میں عہد نامہ توڑ دو، اور انہیں اطلاع کر دو تاکہ وہ بھی صلح کے خیال میں نہ رہیں، کچھ دن پہلے ہی سے انہیں خبر دو، اللہ رب العزت

خیانت کو ناپسند فرماتا ہے، کافروں سے بھی تم خیانت نہ کرو۔'' (تفسیر ابن کثیر)

سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لشکروں کی روم کی سرحد کی طرف پیش قدمی شروع کی کہ مدت صلح ختم ہوتے ہی ان پر اچانک حملہ کردیں، تو ایک شیخ اپنی سواری پر سوار یہ کہتے ہوئے آئے کہ اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔ وعدہ وفائی کرو، عذر درست نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدَّ عُقْدَةً وَلَا يَحُلُّهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ أَمَدُهَا أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ . فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ .)) [1]

''جب کسی قوم سے عہد و پیمان ہو جائیں تو نہ کوئی گرہ کھولو، نہ باندھو، جب تک کہ مدت صلح ختم نہ ہو جائے یا انہیں اطلاع دے کر عہد نامہ چاک نہ ہو جائے۔

جب یہ بات سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے اسی وقت فوج کو واپسی کا حکم دے دیا۔ یہ شیخ سیّدنا عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔''



[1] مسند احمد: ۴/ ۱۱۱۔ سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، رقم: ۲۷۵۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۵۸۰
شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

باب نمبر 6

اللہ تعالیٰ سے محبت

حصولِ محبت الٰہی کے لیے بہت ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ چنانچہ سیدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ ، أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ .))[1]

”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند نہیں کرتا، اللہ بھی اس سے ملاقات پسند نہیں کرتا۔“

اللہ سے محبت کی دلیل کیا ہے؟

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (آل عمران : ٣١، ٣٢)

”آپ کہہ دیں! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ آپ کہہ دیں تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ پھر جائیں تو

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب من احب لقاء الله ......رقم : ٢٦٨٣.

بے شک اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔"

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ کی محبت کا وجوب، اس کی علامات، اس کا نتیجہ اور فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ﴾ "کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔" اگر تم اس اونچے مرتبے کا دعویٰ رکھتے ہو جس سے بلند کوئی مرتبہ نہیں، تو اس کے لیے صرف دعویٰ کافی نہیں، بلکہ یہ دعویٰ سچا ہونا چاہیے اس کے سچا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر حال میں ہو، اقوال میں بھی ہو اور افعال میں بھی، عقائد میں بھی ہو اور اعمال میں بھی، ظاہر میں بھی ہو اور باطن میں بھی۔ پس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہے، اللہ کی محبت اس کے دعویٰ کی تصدیق کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے، اور اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اس پر رحمت فرماتا ہے۔ اسے تمام حرکات و سکنات میں راہ راست پر قائم رکھتا ہے۔ جس نے رسول کی اتباع نہ کی وہ اللہ سے محبت رکھنے والا نہیں کیونکہ اللہ کی محبت کا تقاضا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔ جب اتباع موجود نہیں تو یہ محبت نہ ہونے کی دلیل ہے، اس صورت میں اگر وہ رسول سے محبت رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہے، اور اگر محبت موجود بھی ہو تو اس کی شرط (اتباع) کے بغیر ایسی محبت بے کار ہے۔ سب لوگوں کو اسی آیت کی ترازو پر تولنا چاہیے۔ جتنی کسی میں اتباع رسول ہوگی، اسی قدر اس میں ایمان اور اللہ کی محبت کا حصہ ہوگا اور جس طرح اتباع میں کمی ہوگی، اسی قدر ایمان اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں نقص ہوگا۔" (تفسیر السعدی، : ١/ ٣٥٩)

اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے کام اور دونوں کا انجام

ذیل کی آیاتِ کریمہ میں اہل جنت کی نعمتہائے بے بہا مذکور ہیں، جو کہ اس سبب سے

ہیں گی کہ وہ اعمال صالحہ کرتے تھے، اور روزِ قیامت کے عذاب سے ڈرتے تھے، مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے تھے، باوجودیکہ اُن کے پاس کھانا کم ہوتا تھا، اور یہ صرف اور صرف اللہ کی رضا اور اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّا هَدَيْنَٰهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝٣ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ سَلَٰسِلَا۟ وَأَغْلَٰلًا وَسَعِيرًا ۝٤ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝٥ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝٦ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُۥ مُسْتَطِيرًا ۝٧ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝٨ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَآءً وَلَا شُكُورًا ۝٩ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝١٠ فَوَقَىٰهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّىٰهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝١١ وَجَزَىٰهُم بِمَا صَبَرُوا۟ جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝١٢ ﴾

(الدھر : ۳، ۱۲)

’’بیشک ہم نے اسے راہ دکھائی (اب وہ) خود شکر کرنے والا بن جائے یا ناشکرا بیشک ہم نے کافروں (ناشکروں) کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بیشک نیک لوگ ایسا جام پئیں گے جس میں کافور ملا ہوگا، یہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پییں گے، اور اس سے نہریں نکال لے جائیں گے (جدھر چاہیں گے) وہ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔ اور وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت ہر طرف پھیلی ہوگی۔ اور وہ اس کی محبت پر محتاج، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تو تمہیں اللہ کی رضا مندی کے لیے کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے نہ جزا اور نہ شکر یہ چاہتے ہیں۔ بیشک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اداسی اور سختی والا ہوگا۔ پس اللہ نے

انہیں اس دن کی مصیبت سے بچالیا اور انہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائی۔ اور انھیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمایا۔"

ولی، اللہ سے کتنی محبت کرتا ہے؟

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ ﴾

(البقرہ : ۱٦٥)

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کا شریک اوروں کو بنا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، حالانکہ ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ سے رکھتے ہیں، اور کاش وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا جانتے۔ جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ قوت سب کی سب اللہ کی ہے اور بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے (تو ہرگز شرک نہ کرتے)۔"

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اور جو اہل ایمان ہیں وہ تو اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں یعنی اہل شرک اپنے معبودوں سے جتنی محبت کرتے ہیں اس سے بڑھ کر اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں کیونکہ ان کی محبت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اور اہل شرک اپنے معبودوں کی محبت میں بھی دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ اہل ایمان صرف اسی سے محبت کرتے ہیں جو محبت کا حقیقی مستحق ہے۔ جس کی محبت میں بندے کی عین صلاح، سعادت اور فوز و فلاح ہے جب کہ اہل شرک ان ہستیوں سے محبت کرتے ہیں جو محبت کا کچھ استحقاق نہیں رکھتے، ان کی محبت میں بندے کی عین بدبختی اس کا فساد اور اس کے معاملات کا بکھرنا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو وعید سناتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ ''اگر دیکھ لیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا'' یعنی جنہوں نے غیر اللہ کو ہمسر بنا کر بندوں کے رب کے سوا دوسروں کی اطاعت کر کے ظلم کیا، اور مخلوق پر ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک کر اور انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کر کے ظلم کیا۔'' (تفسیر السعدی: ۱/ ۲۰۶)

اللہ کے ولی بن گئے ہو تو......

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾﴾ (التوبہ: ۲۳)

''اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا گنہگار ظالم ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ''اے مومنو! ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرو جو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اس کے ساتھ موالات رکھو جو ان تقاضوں کو پورا نہیں کرتا ان سے عداوت رکھو، اور ﴿لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ ''نہ بناؤ تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست'' جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ تمہارے قریب ہیں اور دوسرے لوگوں کے بارے میں تو زیادہ اولیٰ ہے کہ تم ان کو دوست نہ بناؤ ﴿إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ﴾ ''اگر وہ کفر کو پسند کریں ایمان کے

مقابلے میں'' یعنی اگر وہ برضا و رغبت اور محبت سے ایمان پر کفر کو ترجیح دیں ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ﴾ ''اور جو بھی دوستی کرے گا ان میں سے پس وہی لوگ ظالم ہیں'' کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جسارت کی اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اپنا دوست بنایا چونکہ ولایت اور دوستی کی اساس محبت اور نصرت ہے، اور ان کا کفار کو دوست بنانا، کفار کی اطاعت اور ان کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت و محبت پر مقدم رکھنے کا موجب ہے، بنا بریں اللہ تعالیٰ نے اس سبب کا ذکر فرمایا ہے جو اس کا موجب ہے، اور وہ ہے اللہ اور اس کے رسول کی محبت، اس سے یہ بات متعین ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہر چیز پر مقدم ہے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کی محبت کو اس محبت کے تابع کیا ہے۔'' (تفسیر السعدی)



باب نمبر 7

اولیاء اللہ کی خصوصیات

اولیاء اللہ کی متعدد خصوصیات ہیں۔ ذیل میں ہم ان کو اختصار سے ذکر کرتے ہیں۔

1۔ اتباع رسول اللہ ﷺ

اللہ کے دوستوں کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اتباع رسول کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کرے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲ ﴾ (آل عمران : ۳۱،۳۲)

''کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔''

پس ثابت ہوا کہ اتباع رسول ﷺ سے انحراف کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔

2۔ نبی کریم ﷺ سے محبت

اولیاء اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ہر چیز و

فرد و بشر سے بڑھ کر محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱﴾ (آل عمران: ۳۱)

''کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰي يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۴﴾

(التوبہ: ۲۴)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے، تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے مندہ پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو تم اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں کر دیتا۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ:

''یہ آیت کریمہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض، اور دیگر تمام اشیاء کی محبت پر مقدم ہے۔''

3۔نفلی وفرضی روزوں کا اہتمام

دوسری خصوصیت ان کی یہ ہے کہ یہ اللہ کے لیے فرضی اور نفلی روزوں کا اہتمام کرتے ہیں۔قرآن میں ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾﴾ (البقرہ : ١٨٣،١٨٤)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گیے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گیے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔گنتی کے چند ہی دن ہیں، لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے، اور اس کی طاقت نہ رکھنے والے، فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔ پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے، لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باخبر ہو۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اللہ تبارک وتعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ اس نے اپنے بندوں پر احسان فرماتے ہوئے ان پر روزے فرض کیے جس طرح اس نے پہلی اُمتوں پر روزے فرض کیے تھے کیونکہ روزے کا تعلق ایسی شرائع اور اوامر سے ہے جو ہر زمانے میں مخلوق کی بھلائی پر مبنی ہیں۔ نیز روزے اس اُمت کو اس جرأت پر آمادہ کرتے ہیں کہ وہ اعمال کی تکمیل اور خصائل حسنہ کی طرف سبقت کرنے میں دوسرے لوگوں سے

مقابلہ کریں، نیز روزے بوجھل اعمال میں سے نہیں ہیں جن کا صرف تمہیں ہی بطورِ خاص حکم دیا گیا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روزے کی مشروعیت کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ ''تا کہ تم متقی بن جاؤ'' کیونکہ روزہ تقویٰ کا سب سے بڑا سبب ہے۔

اس لیے روزے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی کامل اطاعت اور اسی کی نہی سے مکمل اجتناب ہے، پس یہ آیت کریمہ تقویٰ کے جن اُمور پر مشتمل ہے وہ یہ ہیں کہ روزہ دار کھانا پینا، اور جماع وغیرہ اور ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے جنہیں وقتی طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے حرام قرار دیا ہے، اور جن کی طرف نفس کا میلان ہوتا ہے لیکن وہ صرف تقرب الٰہی اور ثواب کی اُمید پر ان چیزوں کو ترک کر دیتا ہے، اور یہی تقویٰ ہے۔

روزے دار اپنے نفس کو یہ تربیت دیتا ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہے چنانچہ وہ اپنی خواہشاتِ نفس کو پورا کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود انہیں ترک کر دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ ان پر مطلع ہے۔

روزہ شیطان کی راہوں کو تنگ کر دیتا ہے، شیطان ابن آدم کے اندر یوں گردش کرتا ہے جیسے اس کی رگوں میں خون گردش کرتا ہے روزے کے ذریعے سے شیطان کا اثر ونفوذ کمزور پڑ جاتا ہے اور گناہ کم ہو جاتے ہیں۔ غالب حالات میں روزہ دار کی نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور نیکیاں تقویٰ کے خصائل میں شمار ہوتی ہیں۔ جب خوش حال روزہ دار بھوک کی تکلیف کا مزا چکھ لیتا ہے تو یہ چیز محتاجوں، ناداروں کی غمگساری اور دست گیری کی موجب بنتی ہے، اور یہ بھی تقویٰ کی ایک خصلت ہے۔'' (تفسير السعدی: ۱/ ۲۲۶، ۲۲۷)

4۔صدقہ وخیرات کرنا

تیسری خصوصیت صدقہ وخیرات کرنا ہے،ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِیْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾ ﴾

(البقرہ : ٢٦٣،٢٦٤)

”نرم بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد ایذاء رسانی ہو، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے۔اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ پر نہ قیامت پر ایمان رکھے، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زوردار مینہ برسے، اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی۔اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔“

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿١٨﴾ ﴾ (الحدید : ١٨)

”صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جنھوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا۔ان کے لیے یہ بڑھایا جائے گا، اور ان کے لیے باعزت اجر ہے۔“

[illegible]

[illegible] (: 30100)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(881 : [illegible])

[illegible]

رسول اور نبی تھا، وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا، اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بھی پسندیدہ اور مقبول تھا۔"

5۔ استغفار

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ہمہ وقت استغفار کرتے رہتے ہیں، قرآن میں ہے:

﴿ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۱ ﴾ (الحدید: ۲۱)

"(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف، جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے، یہ ان کے لیے بنائی گئی جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔"

قرآن میں سیدنا آدم علیہ السلام کے استغفار کے کلمات یوں مذکور ہیں:

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳ ﴾ (الاعراف: ۲۳)

"دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

((وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا أَبْرَحُ أُغْوِيْ عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِيْ أَجْسَادِهِمْ . قَالَ

الرَّبُّ ! وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ)) [1]

''رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان نے کہا تھا: اے پروردگار! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں اُن کے جسموں میں رہیں گی، تو رب تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں ان کو مسلسل بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔''

6۔ اللہ کا ذکر کرنا

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں محو رہتے ہیں۔

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝﴾ (الانفال : ٢، ٤)

''بس ایمان والے وہی ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں، اور جب اللہ کی آیتیں اُن کو پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو وہ (آیتیں) ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں، اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے، وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس، اور مغفرت اور باعزت رزق ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

---

[1] مسند احمد: ٢٩/٣۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٦٥٠۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ١٠٤.

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں منافقوں کے دل میں نہ فریضے کی ادائیگی کے وقت ذکر اللہ ہوتا ہے نہ کسی اور وقت پر، نہ ان کے دلوں پر ایمان کا نور ہوتا ہے، نہ اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے، نہ تنہائی میں نمازی رہتے ہیں، نہ اپنے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں، ایسے لوگ ایمان سے خالی ہوتے ہیں لیکن ایمان دار ان کے برعکس ہوتے ہیں، ان کے دل یادِ خالق سے کپکپاتے رہتے ہیں۔ فرائض ادا کرتے ہیں، آیاتِ الٰہی سن کر ان کے ایمان چمک اُٹھتے ہیں، تصدیق میں بڑھ جاتے ہیں، رب کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے، اللہ کی یاد سے تھرتھراتے رہتے ہیں، اللہ کا ڈر ان میں سمایا ہوا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے نہ تو حکم کا خلاف کرتے ہیں، اور نہ منع کیے ہوئے کام کو کرتے ہیں۔ جیسے فرمان ہے کہا گر ان سے کوئی بُرائی سرزد ہو بھی جاتی ہے تو یاد الٰہ کرتے ہیں، پھر اپنے گناہ سے استغفار کرتے ہیں، حقیقت میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی گناہوں کا بخشنے والا بھی نہیں، یہ لوگ باوجود علم کے کسی گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔'' (تفسیر ابن کثیر: ٢/٤٥٧)

7۔ توبہ کرنا

اللہ کے دوستوں کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں، ایسے لوگوں سے اللہ محبت رکھتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿٢٢٢﴾﴾ (البقرہ : ٢٢٢)

''بے شک اللہ توبہ کرنے والوں، اور صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾﴾ (مریم : ٦٠)

''سوائے ان کے جو توبہ کر لیں، اور ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں۔ اور ایسے لوگ جنت میں جائیں گے، اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔''

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لا ذَنْبَ لَهُ)) [1]

''رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''گناہوں سے توبہ کرنے والا اس طرح ہو جاتا ہے گویا اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں۔''

8۔ رجوع الی اللہ

ان کی ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرتے ہی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ﴾ (الذاریت : ۵۰)

''پس تم اللہ کی طرف دوڑو، یقیناً میں تمہیں اس کی طرف سے صاف ڈرانے والا ہوں۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ ﴾ (المزمل : ۸)

''اور تو اپنے رب کے نام کا ذکر کر اور تمام مخلوق سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو جا۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ ﴾ (نشرح : ۸)

''اور اپنے رب کی طرف رغبت کرو۔''

مزید فرمایا:

﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبه، رقم : ۴۲۵۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ (الشوریٰ: ۱۳)

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا، اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دیا ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ اس کو قائم رکھنا، اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے، اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح راہ نمائی کرتا ہے۔"

9۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس امر کو قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ (المائدہ: ۱۱)

"اے ایمان والو! اللہ نے جو احسان تم پر کیا ہے، اسے یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور مومنوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔"

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُ ...... فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ فَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُونَا فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ لِي! مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ اللّٰهُ فَهَا هُوَ جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.)) ❶

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک منزل میں اُترے، لوگ ادھر اُدھر سایہ دار درختوں کی تلاش میں لگ گئے، آپ ﷺ نے ہتھیار اُتار کر ایک درخت پر لٹکا دیے، ایک اعرابی نے آ کر آپ کی تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی اور اسے کھینچ کر آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا: اب بتا کہ مجھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ اللہ عزوجل، اس نے پھر یہی سوال کیا اور آپ نے پھر یہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ کے جواب کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی، اب آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آواز دی اور جب وہ آ گئے تو ان سے سارا واقعہ سنایا، اعرابی اس وقت بھی موجود تھا لیکن آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس سے کوئی بدلا نہ لیا۔"

مزید ارشاد فرمایا:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾

(یوسف: ٦٧)

"حکم تو صرف اسی کا چلتا ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

❶ صحیح بخاری، رقم: ٤١٣٥، صحیح مسلم، رقم: ٨٤٣.

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ "حکم تو اللہ ہی کا ہے" یعنی فیصلہ وہی ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے، اور حکم وہی ہے جو اس کا حکم ہے، پس جس چیز کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کر دے وہ ضرور واقع ہوتا ہے۔ ﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ "اس پر میرا بھروسہ ہے" یعنی جن اسباب کو اختیار کرنے کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے، میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا، بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ ﴿وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾ "اور اسی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔" کیونکہ توکل ہی کے ذریعے سے ہر مطلوب و مقصود حاصل ہوتا ہے اور توکل ہی کے ذریعے سے ہر خوف کو دُور کیا جاتا ہے۔" (تفسير السعدى : ۲/ ۱۲۷۰)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝﴾ (النحل: ۹۹)

"اس (شیطان) کا ان لوگوں پر کوئی بس نہیں چلتا جو ایمان لائے، اور اپنے رب پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہیں۔"

10۔ خوفِ الٰہی رکھنا

اللہ والوں کی دسویں خصوصیت یہ ہے کہ ان کے قلوب پر خوف الٰہی طاری رہتا ہے۔ اللہ کے خوف کی وجہ سے ان کے بدن کپکپاتے ہیں۔ اس امر کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

"اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑو اپنے رب کی جانب سے بخشش کی طرف،

اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین (کے برابر) ہے،
ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

ایک مقام پر فرمایا:

﴿اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران : ۱۷۵)

"یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو۔"

11۔ صبر و تحمل

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ.)) [1]

"میں جس کی دونوں آنکھیں لے لوں پھر وہ ثواب کی نیت سے صبر کر لے تو میں اُس کے لیے جنت سے کم کسی ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔"

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَ هَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾

(آل عمران: ۱٤٦)

"کتنے ہی نبی گزر چکے ہیں جن کے ساتھ بہت سے اللہ والوں نے جہاد کیا۔ ان کو اللہ کی راہ میں جو مصائب درپیش ہوئے ان میں نہ انھوں نے ہمت ہاری، نہ

[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: ۲٤۰۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

کمزوری دکھائی اور نہ سرنگوں ہوئے، ایسے ہی ثابت قدم رہنے والوں اور صبر کرنے والوں کو اللہ پسند کرتے ہیں۔"

12۔ عمل صالح کرنا

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اعمالِ صالحہ بڑھ چڑھ کر کرتے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ (البقرہ : ۸۲)

"اور جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے نیک کام کیے وہ جنت والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

عبدالرحمٰن السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ اور اعمال صالحہ کیے، اور اعمال مندرجہ ذیل دو شرائط کے بغیر اعمال صالحہ کے زمرے میں نہیں آتے:

1۔ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں۔

2۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوں۔

ان آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ نجات اور فوز و فلاح کے مستحق صرف نیک کام کرنے والے اہل ایمان ہیں، اور ہلاک ہونے والے جہنمی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔"

(تفسیر السعدی)

13۔ اللہ کی یاد سے غافل نہ رہنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾﴾ (الكهف : ٢٤)

''اور اپنے رب کو یاد کر لینا جب تم بھول جاؤ، اور کہو امید ہے کہ میرا رب مجھے نیکی کا اس سے قریب تر راستہ دکھائے گا۔''

14۔ اگر غافل ہو گئے تو......

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾﴾

(المنافقون : ٩)

''اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔ اور جو ایسا کریں وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو کثرت کے ساتھ ذکر کرنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ اس میں نفع، فوز و فلاح اور بے شمار بھلائیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مال اور اولاد کی محبت میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہونے سے روکا ہے کیونکہ مال اور اولاد کی محبت اکثر نفوس کی جبلت ہے، اسی لیے وہ مال اور اولاد کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر ترجیح دیتے ہیں اور اس میں بہت بڑا خسارہ ہے، اس لیے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ﴾ ''جسے اس کے مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتے ہیں'' ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''تو

وہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔'' ابدی سعادت اور ہمیشہ رہنے والی نعمت کے بارے میں خسارے میں رہنے والے ہیں کیونکہ انہوں نے ہمیشہ رہنے والی چیز پر فانی چیز کو ترجیح دی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ‌ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ﴾ (التغابن: ۱۵) ''بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں، اور اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔''

15۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اللہ کے دوستوں کی چودہویں خصوصیت یہ ہے کہ یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

﴿وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝۱۰۴﴾

(آل عمران: ۱۰۴)

''اور تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہونے چاہیے جو نیکی کی طرف بلاتے رہیں، اچھے کاموں کا حکم دیتے رہیں، اور بُرے کاموں سے روکتے رہیں اور ایسے ہی لوگ مراد اور فلاح پانے والے ہیں۔''

16۔ موت کو یاد کرنا اور آخرت کی فکر کرنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ الۡمَوۡتَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَلۡقَوۡهُ فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ۝۱۴۳﴾ عمران: ۱۴۳)

''اس سے پہلے تو تم موت کی آرزو کیا کرتے تھے کہ وہ تمہیں نصیب ہو، سو اب تم

نے اس کو خود بچشم دیکھ لیا ہے۔"

مزید برآں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَكْثِرُوْا ذِكْرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ .)) ❶

"لذتوں کو ختم کر دینے والی یعنی موت کا ذکر زیادہ کیا کرو۔"

قرآنِ مجید میں ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (الحشر: ١٨)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر آدمی دیکھ لے کہ اس نے کل (یعنی روزِ قیامت) کے لیے کیا تیاری کی ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔"

مذکورہ بالا آیت کریمہ "فکر آخرت" یعنی محاسبہ نفس کے باب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

17۔ نمود و نمائش سے دور رہنا

اللہ تعالیٰ کے دوست نمود و نمائش سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اس امر کا بخوبی ادراک ہے کہ نمود و نمائش سے اعمالِ صالحہ باطل ہو جاتے ہیں۔ قرآن میں آتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ

❶ سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: ٢٣٠٧۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے "حسن صحیح" کہا ہے۔

اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِۚ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ

الْاَنْهٰرُۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ (البقرہ : ٢٦٤، ٢٦٦)

''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے، نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زور دار مینہ برسے، اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریا کاروں کو اپنی کمائی سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو راہ نہیں دکھاتا۔ ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اس باغ پھوار جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو، اور زور دار بارش اس پر برسے، اور وہ اپنا پھل دُگنا لا دے اور اگر اس پر بارش نہ بھی بَرسے تو پھوار ہی کافی ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں، اور ہر قسم کے پھل موجود ہوں، اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو، اس کے ننھے ننھے سے بچے بھی ہوں، اور اچانک باغ کو بگولا آ پہنچے جس میں آگ بھی ہو، پس وہ باغ جل جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے تا کہ تم غور وفکر کرو۔''

18۔ جھگڑا چھوڑ دینا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳﴾ (المؤمنون : ۳)

''اور (وہ مؤمنین) جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔''

عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''یہاں لغو سے مراد وہ کلام ہے جس میں کوئی بھلائی اور کوئی فائدہ نہ ہو۔ ﴿مُعْرِضُوْنَ﴾ ''اعراض کرنے والے ہیں'' اپنے آپ کو لغو سے پاک اور برتر رکھنے کے لیے، جب کبھی کسی لغو چیز پر سے ان کا گزر ہوتا ہے تو نہایت وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں، اور جب یہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں تو حرام کاموں سے ان کا اعراض اولیٰ و احریٰ ہے۔ جب بندہ بھلائی کے سوا لغویات میں اپنی زبان پر قابو پالیتا ہے تو معاملہ اس کے اختیار میں آجاتا ہے جیسا کہ ((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ...... قَالَ آلا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟ قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَاَخَذَا بِلِسَانِهِ قَالَ: "كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا .)) [1]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرما رہے تھے...... فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں آگاہ نہ کروں جس پر ان سب چیزوں کا دارو مدار ہے؟'' سیّدنا معاذ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا، جی ہاں! ضرور بتائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: ''اس کو اپنے قابو میں رکھو۔'' (تفسیر السعدی، تحت هذه الآية)

پس اہل ایمان کی صفات حمیدہ میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ لغوبات اور محرمات سے اپنی زبان کو روکے رکھتے ہیں۔

---

[1] جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲٦۱٦ ، سنن ابن ماجه ، رقم : ۳۹۷۳

19۔امانت و دیانتدار ہونا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ امانت و دیانت سے کام لیتے ہیں۔

ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا کَاتِبًا فَرِھٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَ لَا تَکْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَ مَنْ یَّکْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۸۳﴾﴾ (البقرہ : ۲۸۳)

''اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھا لیا کرو، ہاں اگر آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہو تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اُسے ادا کر دے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے، اور گواہی کو نہ چھپاؤ، اور جو اُسے چھپالے وہ گنہگار دل والا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾﴾ (الانفال : ۲۷،۲۹)

''اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے حقوق میں خیانت مت کرو، اور اپنی قابل حفاظت چیزوں (امانتوں) میں خیانت مت کرو، اور تم جانتے ہو۔ اور تم اس کو

جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے، اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کن چیز دے گا، اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔"

20۔ فواحش سے دور رہنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ بُرے اور فحش کاموں سے گریز کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ
﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ
وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝١٥١﴾ (الانعام : ۱۵۱)

"آپ کہہ دیجیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔ ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں، اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ، خواہ وہ علانیہ ہوں، اور خواہ پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں! مگر حق کے ساتھ، اس کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔"

نیز فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ

وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ (الاعراف : ۳۳)

''آپ فرما دیجیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں، اور ہر گناہ کی بات کو، اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی، اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمے ایسی بات لگادو جس کو تم نہیں جانتے۔''

21۔ پوشیدہ اور ظاہر گناہوں سے بچنا

ارشادِ رب العالمین ہے:

﴿وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿١٢٠﴾﴾ (الانعام : ۱۲۰)

''اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔ بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو اُن کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی۔''

عبدالرحمٰن السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''یہاں ﴿اِثْم﴾ سے مراد تمام معاصی ہیں جو بندے کو گناہ گار کرتے ہیں یعنی اسے ان اُمور کے بارے میں گناہ اور حرج میں مبتلا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق سے متعلق ہوتے ہیں، پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو ظاہری اور باطنی گناہوں کے ارتکاب سے منع کیا ہے یعنی چھپ کر یا علانیہ ان تمام گناہوں سے روکا ہے جو بدن، جوارح اور قلب سے متعلق ہیں۔ بندہ ظاہری اور باطنی گناہوں کو اس وقت تک کامل طور پر ترک نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ

بحث وتحقیق کے بعد ان کی معرفت حاصل نہیں کر لیتا، بنا بریں گناہوں کے بارے میں بحث وتحقیق کرنا قلب و جوارح کے گناہوں کی معرفت اور ان کے بارے میں علم حاصل کرنا مکلّف پر حتمی طور پر فرض ہے، اور بہت سے لوگوں پر ان کے گناہ مخفی رہتے ہیں، خاص طور پر قلب کے گناہ چھپے رہتے ہیں، مثلاً تکبر، خود پسندی اور ریا وغیرہ۔ یہاں تک کہ بندہ ان میں سے بہت سے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے مگر اسے اس کا احساس اور شعور تک نہیں ہوتا، اور یہ علم سے اعراض اور عدم بصیرت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جو لوگ ظاہری اور باطنی گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں ان کے اکتساب کے مطابق اور ان کے گناہوں کی قلت وکثرت کے اعتبار سے ان کو سزا دی جائے گی، اور یہ سزا آخرت میں ملے گی، کبھی کبھی بندے کو دنیا میں سزا دے دی جاتی ہے، اس طرح اس کی برائیوں اور گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے۔''

(تفسیر السعدی : ۱/۸۱٦)

22۔ اللہ کی رضا کا متلاشی رہنا

اللہ کے دوست اپنے رب کی رضا جوئی کے طلب گار رہتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ۝۲۰۷ ﴾ (البقرہ: ۲۰۷)

''لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنی جان تک بیچ ڈالتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بڑا مہربان ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ ،

وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ..))❶

''جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضا جوئی حاصل کی، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی تکالیف سے کافی ہو جاتا ہے، اور جس نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا چاہا، اسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔''

23۔ خیر خواہی اور بھلائی کرنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ، قُلْنَا : لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَّتِهِمْ .))❷

''دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے (دین خلوص کا نام ہے)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ .)) ❸

''جو تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تم بھی اُسے اس کا بدلہ دو۔''

24۔ شکر گزار ہونا

اللہ کے دوست اپنے رب کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾

(البقرہ : ۱۵۲)

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب منه عاقبته من التمس رضا الناس سخط الله ومن عكسه ، رقم: ٢٤١٤۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة ، رقم: ٢٤١٤.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحه ، رقم: ٩٥.

❸ سنن ابو داؤد ، کتاب الأدب، رقم: ٥١٠٩۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ میرا شکر کرو اور ناشکری مت کرو۔''

عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ ''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا'' اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کا حکم دیا ہے، اور اس پر بہترین اجر کا وعدہ کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کا ذکر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانِ مبارک سے فرمایا:

''جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، جو کسی مجلس میں مجھے یاد کرتا ہے میں اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔'' [1]

سب سے بہتر ذکر وہ ہے جس میں دل اور زبان کی موافقت ہو اور اسی ذکر سے اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی محبت اور بہت زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے اور ذکر الٰہی ہی شکر کی بنیاد ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس کا حکم دیا ہے پھر اس کے بعد شکر کا عمومی حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿وَاشْكُرُوا لِي﴾ ''اور میرا شکر کرو'' یعنی میں نے جو یہ نعمتیں تمہیں عطا کیں اور مختلف قسم کی تکالیف اور مصائب کو تم سے دُور کیا اس پر میرا شکر کرو۔ شکر دل سے ہوتا ہے اس کی نعمتوں کا اقرار و اعتراف زبان سے ہوتا ہے، اس کا ذکر اور حمد و ثنا، اعضا سے ہوتا ہے اس کے حکموں کی اطاعت و فرماں برداری اور اس کی منہیات سے اجتناب کر کے، پس شکر موجود نعمت کے باقی رہنے اور مفقود نعمت (مزید نئی نعمتوں) کے حصول کے جذبے کا مظہر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراھیم: ۷)

''اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دوں گا۔''

علم، تزکیہ اخلاق اور توفیق عمل جیسی دینی نعمتوں پر شکر کا حکم دینے میں اس حقیقت کا بیان

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۷۴۰۵

ہے کہ یہ سب سے بڑی نعمتیں ہیں بلکہ یہی حقیقی نعمتیں ہیں جن کو دوام حاصل ہے جب کہ دیگر نعمتیں زائل ہو جائیں گی۔ ان تمام حضرات کے لیے جن کو علم و عمل کی توفیق سے نوازا گیا ہے یہی مناسب ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں تا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل کا اضافہ ہو، اور ان سے عجب اور خود پسندی دُور رہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے شکر میں مشغول رہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَشْكَرَ النَّاسِ لِلّٰهِ أَشْكَرُهُمْ لِلنَّاسِ .)) [1]

"لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کا شکر کرنے والا شخص وہ ہے جو لوگوں کا سب سے زیادہ شکر گزار ہو۔"

25۔ عہد پورا کرنا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ جو عہد بھی کرتے ہیں اس کو پورا کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ﴾ (المائدہ : ۱)

"اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔"

ایک جگہ فرمایا:

﴿ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۹۱ ﴾

(النحل : ۹۱)

"اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار کرو، اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، باوجود یکہ تم اللہ کو اپنا ضامن ٹھہر چکے ہو، بے شک اللہ

---

[1] مسند احمد ۵/ ۲۱۲۔ شیخ شعیب نے اسے "صحیح لغیرہ" کہا ہے۔

جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الصف: ۲،۳)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک ناراض ہونے کے اعتبار سے بڑی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم نہیں کرتے۔''

25۔ مخلص ہونا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ہر کام اخلاص سے کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝﴾

(یوسف: ۲٤)

''چنانچہ اس عورت نے یوسف کا قصد کیا، اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر اللہ کی برہان نہ دیکھ لیتے۔ اس طرح ہم نے انھیں اس برائی اور بے حیائی سے بچا لیا کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ ، إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا ، وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ .)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص ہو، اور جس کے ذریعے

---

[1] سنن نسائی ، کتاب الجهاد، باب من غزا يلتمس الاجر والذكر رقم: ۳۱٤۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

اُس کی رضامندی تلاش کی گئی ہو۔"

26۔انصاف پسند ہونا

ان کی ایک خصوصیت انصاف پسندی بھی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (المائدہ : ۸)

"اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی دشمنی تمہیں مجرم نہ بنادے کہ تم انصاف نہ کرو، عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔"

27۔انصاف پسندی کے ساتھ ساتھ......

﴿ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ ﴾ (الانعام : ۱۵۲)

"اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو سب سے اچھا ہو، یہاں تک کہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے، اور ناپ تول پوری پوری کرو انصاف کے ساتھ، ہم کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو خواہ قرابت دار ہی ہو، اور اللہ کے عہد کو پورا کرو یہ تاکیدی حکم اس نے تمہیں دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

28۔اعتدال پسند ہونا

ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔ارشاد ہے:

﴿ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۞ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۞ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ۞ وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۞ ﴾

(بنی اسرائیل : ٢٦،٢٩)

”اور رشتے داروں ،مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو، اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو۔ بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ اور اگر تجھے ان سے منہ پھیر لینا پڑے اپنے رب کی اس رحمت کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا ہے تو بھی تجھے چاہیے کہ عمدگی اور نرمی سے انہیں سمجھا دے۔ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا اور حسرت کیا ہوا بیٹھ جائے۔“

نیز فرمایا:

﴿ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۞ ﴾ (الفرقان : ٦٧)

”اور جو خرچ کرتے وقت نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل راہ ہوتی ہے۔“

29۔احسان کرنا

ارشادفرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَا لَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾

(البقرہ: ٢٦٤)

”اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذاء پہنچا کر برباد نہ کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ پر، اور نہ قیامت پر ایمان رکھے، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زوردار بارش برسے، اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ .)) [1]

”جس کے ساتھ احسان اور بھلائی کی جائے اسے اس کا بدلہ دینا چاہیے۔“

30۔صلہ رحمی کرنا

ایک خصوصیت ان کی یہ ہے کہ یہ ہر ایک کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الادب، رقم: ٥١٠٩۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ (الرعد: ٢١)

"اور جن روابط کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے انھیں ملاتے ہیں، اپنے رب سے ڈرتے ہیں، اور برے حساب سے ڈرتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَ أَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ .)) ❶

"جو یہ چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر لمبی ہو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔"

31۔ نماز کی پابندی کرنا

اللہ کے دوست نماز کی بہت زیادہ پابندی کرتے ہیں، انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾ ﴾ (البقرہ: ٣)

"جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور جو ہم نے انھیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِهْ بِيَدِهِ ، لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ لِيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ .)) ❷

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے یہ ارادہ کیا

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٥٩٨٥.

❷ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب صلاة الجماعة، رقم: ٦٤٤.

ہے کہ کسی کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم دوں، پھر ایک شخص کو امامت کے لیے آمادہ کروں، پھر جو لوگ جماعت میں شریک نہ ہوں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔''

32۔ ثابت قدم رہنا

یہ ثابت قدمی کی صفت سے متصف ہوتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾﴾ (الاحقاف : ١٣، ١٤)

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر جمے رہے تو ان پر کوئی خوف ہو گا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ تو اہل جنت ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾﴾ (حٰمٓ السجدہ : ٣٠۔٣١)

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس (عقیدۂ توحید اور عمل صالح) پر جمے رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو، اور اس جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست اور مددگار رہے، اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ اور

وہاں تمھیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی تمہارا نفس خواہش کرے گا، اور ہر وہ چیز جس کی تم تمنا کرو گے۔"

عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا ذکر فرماتا ہے، اور اس ضمن میں اہل ایمان میں نشاط پیدا کرتا اور انہیں ان کی اقتدا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ "بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس پر ڈٹ گئے" یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کر کے اس کا اعلان کیا، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر راضی ہوئے، اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، پھر علم و عمل کے اعتبار سے راہِ راست پر استقامت کے ساتھ گامزن ہوئے ان کے لیے دنیا و آخرت میں خوش خبری ہے۔ ﴿تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَٰٓئِكَةُ﴾ "ان پر (نہایت عزت و اکرام والے) فرشتے نازل ہوتے ہیں۔" یعنی ان کا نزول بتکرار ہوتا ہے۔ ان کے پاس حاضر ہو کر خوش خبری دیتے ہیں۔ ﴿أَلَّا تَخَافُوا﴾ "نہ ڈرو۔" یعنی اس معاملے پر خوف نہ کھاؤ جو مستقبل میں تمھیں پیش آنے والا ہے۔ ﴿وَلَا تَحْزَنُوا﴾ "اور نہ غمگین رہو۔" یعنی جو کچھ گزر چکا ہے اس پر غم نہ کھاؤ۔ گویا ماضی اور مستقبل میں ان سے کسی بھی ناگوار امر کی نفی کر دی گئی ہے۔ ﴿وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ "اور تمھیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔" یہ جنت تمہارے لیے واجب ہو گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو پورا ہو کر رہے گا۔

وہ ثابت قدمی کے لیے ان کی ہمت بڑھاتے اور ان کو خوش خبری دیتے ہوئے یہ بھی کہیں گے ﴿نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾

''ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔'' وہ دنیا کے اندر انہیں بھلائی کی ترغیب دیتے ہیں اور بھلائی کو ان کے سامنے مزین کرتے ہیں وہ ان کو برائی سے ڈراتے ہیں، اور ان کے دلوں میں بُرائی کو قبیح بنا کر پیش کرتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں، اور مصائب اور مقاماتِ خوف میں ان کو ثابت قدم رکھتے ہیں، خاص طور پر موت کی سختیوں، قبر کی تاریکیوں، قیامت کے روز پل صراط کے ہولناک منظر کے وقت ان کی ہمت بڑھاتے ہیں، اور جنت کے اندر ان کے رب کی طرف سے عطا کردہ اکرام وتکریم پر انہیں مبارک باد دیتے اور ہر دروازے میں سے داخل ہوتے ہوئے ان سے کہیں گے:

﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (الرعد: ٢٤)

''تم پر سلامتی ہے دنیا میں تمہارے صبر کے سبب سے کیا ہی اچھا ہے آخرت کا گھر۔'' (تفسير السعدی، تحت هذه الآية)

33۔ اوّل فرصت میں فریضۂ حج ادا کرنا

جب حج فرض ہو جائے، یعنی انسان صاحب استطاع ہو تو حج ادا کرنا بھی اہل ایمان، اولیاء اللہ کی خاصیت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) [1]

''جس شخص نے حج کیا، پس نہ تو شہوت کی بات کی، اور نہ ہی (اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی) اطاعت سے نکلا، تو جب وہ (حج کر کے) واپس آتا ہے تو اس طرح ہوتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہے۔''

34۔ شرک سے بچنا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ شرک سے اجتناب کرتے ہیں۔

[1] صحيح بخاری، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ١٥٢١.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اَ فَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾

(الزمر : ٦٤، ٦٧)

”کہہ دیجیے پھر کیا تم مجھے غیر اللہ کے بارے میں حکم دیتے ہو کہ میں (ان کی) عبادت کروں اے جاہلو! اور یقیناً تیری طرف وحی کی گئی اور ان لوگوں کی طرف بھی جو تجھ سے پہلے تھے کہ بلاشبہ اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقیناً تیرا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا، اور تو ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ بلکہ اللہ ہی کی پھر عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔ اور انھوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جو اس کی قدر کا حق ہے، حالانکہ زمین ساری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے، اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بنا رہے ہیں۔“

حدیث میں ہے کہ،

((جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ ، وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ ، وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ ،

فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾)) [1]

''ایک یہودی عالم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ ہم اللہ کی بابت (کتابوں میں) یہ بات پاتے ہیں کہ وہ (قیامت والے دن) آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور تری کو ایک انگلی پر، اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، آپ ﷺ نے مسکرا کر اس کی تصدیق فرمائی اور آیت ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ کی تلاوت فرمائی۔''

35۔ مشرک کا انجام

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ ﴾ (المائدہ : ۷۲)

''بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے، حالانکہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ سے شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٨١١.

36۔ اللہ کی راہ میں مال و جان قربان کرنا

اللہ کے دوستوں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنا مال، اپنی جان الغرض یہ کہ ہر چیز اللہ کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾ ﴾ (النساء : ٧٦)

”جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں، پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو۔ بے شک شیطان کی چال ہمیشہ نہایت کمزور رہی ہے۔“

ایک مقام پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾ ﴾

(التوبہ : ١١١)

”بلاشبہ اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ انہیں جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو اس سودے پر خوب خوش ہو جاؤ جو تم نے اس (اللہ) سے کیا ہے، اور

یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"

37۔قرآن حکیم کی تلاوت کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ قرآن حکیم کی تلاوت کثرت سے کرتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾﴾ (البقرہ: ۱۲۱)

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اسے یوں پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، اور جو اس کتاب کا انکار کرتا ہے تو ایسے ہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔"

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حق تلاوت یہ ہے کہ جنت کے ذکر کے وقت جنت کا سوال کیا جائے اور جہنم کے ذکر کے وقت اس سے پناہ مانگی جائے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حلال وحرام کو جاننا، کلمات کو ان کی جگہ رکھنا، تغیر وتبدل نہ کرنا وغیرہ یہی تلاوت کا حق ادا کرنا ہے۔(تفسیر الطبری: ۲/ ۲۶۷)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کھلی آیتوں پر عمل کرنا، متشابہ آیتوں پر ایمان لانا، مشکلات کو علماء کے سامنے پیش کرنا، حق تلاوت کے ساتھ پڑھنا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا مطلب حق اتباع بجالانا بھی مروی ہے۔(تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۲۲۶)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی رحمت کے ذکر کی آیت پڑھتے تو ٹھہر جاتے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرتے اور جب کبھی کسی عذاب کی آیت تلاوت فرماتے تو رُک کر اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب فرماتے۔"[1]

مزید فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلوة المسافرین، رقم : ۷۷۲.

﴿ يَآأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾ ﴾ (یونس : ٥٧،٥٨)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے، اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے، اور رہنمائی کرنے والی ہے، ایمان والوں کے لیے رحمت ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔ وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا ، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ ، يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ .))[1]

''جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے، اور جب کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور اُسے آپس میں ایک دوسرے کو پڑھاتے ہیں تو ان پر سکون نازل ہوتا ہے، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں، اور ایسے لوگوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں میں کرتا ہے اور جس کو اس کا عمل ہی پیچھے چھوڑ دے اس کا

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، رقم : ٢٦٩٩.

نسب اُسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔“

38۔صرف اللہ کی عبادت کرنا

ارشادِ پروردگارِ عالم ہے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ﴾ (آل عمران : ۷۹)

”کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب وحکمت اور نبوت دے، یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ تمہارے کتاب سکھانے کے باعث اور تمہارے کتاب پڑھنے کے سبب۔“

نیز قرآن میں ہے:

﴿قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾

(الانعام : ٥٦)

”آپ کہہ دیجیے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ آپ کہہ دیجیے کہ میں تمہارے خیالات کا اتباع نہ کروں گا کیوں کہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا، اور سیدھی راہ پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا۔“

39۔اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا

ان کی ایک قابلِ ستائش خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں، اور

اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ (آل عمران : ۳۱)

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''اس آیت کریمہ نے فیصلہ کردیا جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے، اور اس کے اعمال افعال، عقائد فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق نہ ہوں طریقہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وہ کاربند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے۔'' اس لیے یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کے دعوے میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو اس وقت تمہاری چاہت سے زیادہ اللہ تمہیں دے گا یعنی خود تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ جیسے کہ بعض حکیم علماء نے کہا ہے کہ تیرا چاہنا کوئی چیز نہیں لطف تو اس وقت ہے کہ اللہ تجھے چاہنے لگ جائے، غرض اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباع سنت مد نظر ہو۔'' (تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۴۷۲)

40۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا

قرآنِ کریم میں ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا

اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾

(التوبہ : ٢٤)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے، تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ تجارت جس میں گھاٹے سے تم ڈرتے ہو، اور وہ رہائشیں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں، تو تم اللہ کے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿٦﴾ (الاحزاب : ٦)

''یہ نبی مومنوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھنے والا ہے، اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں، اور رشتے دار کتاب اللہ کی رُو سے بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجروں سے آپس میں زیادہ حق دار ہیں، ہاں تمہیں اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنے کی اجازت ہے۔ یہ حکم کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔''

41۔ اچھا اخلاق

انسانیت کے لیے رسول مکرم ﷺ اُسوۂ حسنہ ہیں، اور آپ مظہر خلق عظیم ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (القلم: ٤)

''اور آپ یقیناً اعلیٰ اخلاق پر ہیں۔''

نیز فرمانِ خداوندی ہے:

﴿وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَ اَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾ (البقره: ١٩٥)

''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور احسان و اخلاق کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

42۔ باوضو رہنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ہمہ وقت باوضو رہتے ہیں:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ بُرَيْدَةَ قَالَ: اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: يَا بِلَالُ! بِمَ سَبَقْتَنِيْ اِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِيْ ، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِي ، فَقَالَ بِلَالٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا اَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ، وَمَا اَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّاْتُ عِنْدَهَا وَرَاَيْتُ اِنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمَا .))[1]

''سیدنا عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ (بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ

[1] سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٦٨٩ ۔ مسند احمد : ٣٥٤/٥ ۔ المستدرك ،للحاكم : ٢٨٥/٣ ۔ امام حاکم، امام ذہبی اور علامہ البانی رحمہم اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا: ''اے بلال ! تم مجھ سے جنت میں سبقت کیسے کر گئے ؟ گذشتہ رات میں نے تمہارے قدموں کی آواز جنت میں اپنے آگے آگے سنی۔'' سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ! میں جب اذان دیتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں، اور جب بھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو فوراً وضو کر لیتا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہی وجہ ہے!''

43۔ نماز تہجد کا اہتمام کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ نمازِ تہجد کا اہتمام بڑے ذوق وشوق سے کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ‌ۖ عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۝۷۹ ﴾ (بنی اسرائیل: ۷۹)

''اور رات کو تہجد ادا کیجیے یہ آپ کے لیے زائد ہے، ممکن ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز کرے۔''

ایک اور مقام پر مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ۡ وَّ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۝۱۶ ﴾ (سجدہ: ۱۶)

''اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ، اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو اُس وقت (اُٹھ کر تہجد کی) نماز پڑھو، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

44۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ ﴾

(البقرہ : ۲۱۸)

''البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ ﴾ (آل عمران : ۱۹۵)

''پس ان کے رب نے اُن کی دُعا قبول فرمائی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک ہی ہو، اس لیے وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی، اور اپنے گھروں سے نکال دیے گئے، اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی، اور جنہوں نے جہاد کیا، اور شہید کیے گئے، میں ضرور بالضرور ان کی برائیاں ان سے دُور کردوں گا، اور بالیقین انہیں ان جنتوں میں داخل کردوں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ثواب، اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔"

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں ہجرت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّ سَعَةً ؕ وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۰۰﴾

(النساء : ۱۰۰)

"جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن کو چھوڑے گا، وہ زمین میں بہت سی قیام کی جگہیں پائے گا۔ اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف نکل کھڑا ہوا، پھر اُسے موت نے آ پکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔"

نیز ان کے متعلق اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۴۲﴾ (النحل : ۴۲،۴۱)

"جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ترک وطن کیا ہے، ہم انہیں بہتر ٹھکانہ دنیا میں عطا فرمائیں گے، اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے کاش کہ لوگ اس سے واقف ہوتے۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پالنے والے ہی پر بھروسہ کرتے رہے۔"

45۔ قول میں سچا ہونا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾﴾ (التوبہ: ۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔''

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ يُحِبَّكُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ وَرَسُوْلُهُ فَأَدُّوْا إِذَا ائْتُمِنْتُمْ ، وَاصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ ، وَأَحْسِنُوْا جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكُمْ .)) [1]

''اگر تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم سے محبت کریں تو جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے اسے ادا کرو، جب بات کرو تو سچ بولو، اور جو شخص تمہارے پاس پڑوس میں ہو اس سے نیک (اچھا) سلوک کرو۔''

46۔ اللہ کی پسند کو محبوب رکھنا

یہ اللہ کی محبت چیز سے محبت کرتے ہیں۔ قرآن اس امر کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿ذٰلِكَ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾﴾ (الحج : ۳۰)

''یہ اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لیے اس کے پاس بہتری ہے، اور تمہارے لیے مال مویشی حلال کر دیے گئے سوائے ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں، پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہیے اور جھوٹی بات سے پرہیز کرنا چاہیے۔''

47۔ اللہ کی ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کی ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرتے ہیں۔

[1] صحیح الجامع الصغیر، للالبانی، رقم: ۱۴۰۹.

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ﴾ (النساء: ١٤٠)

''اور اللہ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو، جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو۔ یقیناً اللہ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔''

48۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

(المجادلہ : ٢٢)

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو اللہ اور آخرت کے دن پر جو ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس سے دوستی رکھتے ہوں، جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ

ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں، یا ان کے بھائی ہوں، یا ان کے کنبے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے، اور ان کی اپنی طرف سے ایک روح کیساتھ مدد کی اور وہ انہیں (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو۔ اللہ کا گروہ ہی (دو جہاں میں) کامیاب ہونے والا ہے۔''

49۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اللہ کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ ﴾ (محمد : ٧)

''اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم جما دے گا۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''سورۂ یونس آیت ۹ میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ﴾ ''اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی کرے گا'' اس لیے کہ جیسا عمل ہوتا ہے اسی جنس کی جزا ہوتی ہے، اور وہ تمہارے قدم بھی مضبوط کر دے گا۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی اختیار والے کے سامنے ایک ایسے حاجت مند کی حاجت پہنچائے جو خود وہاں نہ پہنچ سکتا ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پل صراط پر اس کے قدم مضبوطی سے جما دے گا۔'' (تفسیر ابن کثیر : ٥/ ١٢٦ ، مکتبہ قدوسیہ)

50۔ صرف اچھی بات کرنا

اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿ وَ قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝۵۳ ﴾

(بنی اسرائیل : ۵۳)

''اور میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں بے شک شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے، بے شک شیطان ہمیشہ سے انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف وکرم ہے کہ اس نے انہیں بہتر اخلاق، اعمال اور اقوال کا حکم دیا ہے جو دنیا وآخرت کی سعادت کے موجب ہیں، چنانچہ فرمایا: ﴿وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (بنی اسرائیل: ۵۳) ''کہہ دو میرے بندوں سے بات وہی کہیں جو اچھی ہو۔'' یہ ہر اس کلام کے بارے میں حکم ہے جو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ ہو۔ مثلاً قرأت قرآن، ذکر الٰہی، حصولِ علم، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور لوگوں کے ساتھ ان کے حسب مراتب اور حسب منزلت شیریں کلامی وغیرہ۔ اگر دو اچھے اُمور درپیش ہوں اور ان دونوں میں جمع وتطبیق ممکن نہ ہو تو ان میں جو بہتر ہو اس کو ترجیح دی جائے اور اچھی بات ہمیشہ خلق جمیل اور عمل صالح کو دعوت دیتی ہے، اس لیے جسے اپنی زبان پر اختیار ہے اس کے تمام معاملات اس کے اختیار میں ہیں ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ﴾ (بنی اسرائیل: ۵۳) ''بے شک شیطان ان کے درمیان جھڑپ کرواتا ہے۔''

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ارشاد فرمایا: ((اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ)) [1]

یعنی شیطان بندوں کے دین ودنیا کو خراب کر کے ان کے درمیان فساد پھیلانا چاہتا ہے اور اس

---

[1] سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، رقم: ۲۴۰۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فساد کی دوا یہ ہے کہ وہ بُری باتوں میں شیطان کی پیروی نہ کریں جن کی طرف شیطان دعوت دیتا رہتا ہے اور آپس میں نرم رویہ اختیار کریں تا کہ شیطان کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع ہو جو ان کے درمیان فساد کا بیج بوتا رہتا ہے کیونکہ شیطان ان کا حقیقی دشمن ہے، اور ان پر لازم ہے کہ وہ شیطان کے خلاف مصروفِ جنگ رہیں۔" (تفسیر السعدی تحت هذه الآية)

51۔محبت اور خوفِ الٰہی سے آنکھوں میں آنسو بہانا

﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾﴾

(المائدہ : ۸۳)

"اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں، اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم مسلمان ہو گئے، پس تُو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔"

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"اس کا ایک سبب یہ بھی ہے ﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ﴾ (المائدہ: ۸۳) "جب وہ اس (کتاب) کو سنتے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔" تو یہ کتاب ان کے دلوں پر اثر کرتی ہے اور وہ اس کے سامنے جھک جاتے ہیں، اور ان کی آنکھوں سے اس حق کے سننے کے مطابق جس پر وہ یقین لائے ہیں، آنسو جاری ہو جاتے ہیں، پس اس لیے وہ ایمان لے آئے اور اس کا اقرار کیا، اور کہا ﴿رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ (المائدہ: ۸۳) "اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے پس تو ہمیں گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔" اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی توحید،

اس کے رسولوں کی رسالت، اور جو کچھ یہ رسول لے کر آئے ہیں اس کی صحت کی گواہی دیتے ہیں۔" (تفسیر السعدی: ۱/ ۷۲۰)

52۔غصہ پی جانا اور درگزر کرنا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ غصہ پینے والے، اور درگزر کرنے والے ہوتے ہیں۔ارشاد فرمایا:

﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٣﴾﴾

(آل: عمران ۱۳۳، ۱۳۶)

"اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔جو لوگ آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ جب ان سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔اور اللہ کے علاوہ کون گناہ بخشتا ہے۔اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بُرے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ یہی لوگ ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے، اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، ان نیک کاموں کے کرنے والوں کا ثواب بہت ہی اچھا ہے۔"

53۔اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرنا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرتے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓىٕكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا
مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝١٨ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ
اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝١٩ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا
وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ
اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ ۝٢٠ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ
وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ۝٢١ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝٢٢ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ
وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ
مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٢٣ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ
وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی
الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝٢٤ ﴾ (التوبه : ١٨، ٢٤)

"اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نمازوں کا پابند ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتا ہو، تو امید ہے یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے، کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا، اور مسجد حرام کی خدمت کرنا، اس کے برابر کر دیا ہے کہ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا، اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ اللہ کے ہاں برابر نہیں اور اللہ ظالم قوم

کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبے والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت کی اور رضا مندی کی اور جنتوں کی جن میں ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمت ہے۔ وہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ کے پاس یقیناً بہت بڑے ثواب ہیں۔ اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت زیادہ کرتے ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہی لوگ ظالم ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارے کنبے قبیلے، اور تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے (کمی آ جانے سے) تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے، اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں، تو تم اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

54۔ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا

ان کی ایک خصوصیت کا تذکرہ قرآن میں یوں آیا ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾﴾

(البقرہ : ۱۸۶)

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے میں قبول کرتا ہوں، تو انھیں چاہیے کہ وہ میری بات مانیں، اور مجھ پر

یقین رکھیں، تا کہ وہ ہدایت پائیں۔"

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کے انداز میں مناجات کریں یا وہ دُور ہے کہ ہم اسے پُکاریں؟" اس سوال کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾ (البقرہ: ١٨٦) "اور جب تجھ سے میرے بندے میری بات پوچھیں تو (ان کو بتلا دیں کہ) میں قریب ہوں۔"

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا اور اسے دیکھنے والا ہے وہ بھید اور ہر چھپی ہوئی چیز کی اطلاع رکھتا ہے۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں میں مدفون رازوں کو جانتا ہے وہ دعا قبول کرنے کے اعتبار سے بھی پکارنے والے کے قریب ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ (البقرہ: ١٨٦) "جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔" دعا کی دو اقسام ہیں:

1۔ دعائے عبادت

2۔ دعائے سوال

اسی طرح قرب کی بھی دو قسمیں ہیں:

1۔ اپنے علم کے اعتبار سے اپنی تمام مخلوق کے قریب ہونا۔

2۔ دعا کی قبولیت، مدد اور توفیق کے ساتھ اپنے عبادت گزار بندوں اور پکارنے والوں کے قریب ہونا۔

جو کوئی حضور قلب کے ساتھ اپنے رب سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جو مشروع ہو، اور قبولیت دعا میں کوئی مانع بھی نہ ہو، مثلاً حرام کھانا وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے ایسی

دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، خاص طور پر جب بندہ ایسے اسباب اختیار کرتا ہے جو اجابت دعا کے موجب ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کے قولی، اور فعلی اوامر ونواہی کے سامنے سر افگندہ ہونا (سر جھکا لینا وتسلیم کر لینا) اور اس پر ایمان لانا جو قبولیت دعا کا موجب ہیں۔'' (تفسیر السعدی: ۱/ ۲۳۹)

55۔ دیدارِ الٰہی کا شوق رکھنا

قرآن کی متعدد آیات کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے دوست اللہ کے دیدار کا شوق رکھتے ہیں۔ ذیل میں ہم چند آیات ذکر کرتے ہیں:

﴿ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ ﴾

(القيامه : ۲۲،۲۳)

''اس روز بہت سے چہرے تر وتازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿٦﴾ ﴾

(الانشقاق : ٦)

''اے انسان تو سخت مشقت کرتے کرتے اپنے رب کی طرف جانے والا ہے پھر اس سے ملنے والا ہے۔''

ایک اور جگہ اسی بات کو یوں بیان فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿٢﴾ ﴾

(الرعد : ٢)

''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ پھر عرش پر قرار پکڑے ہوئے ہے، اس نے سورج اور چاند کو ماتحتی میں لگا رکھا ہے۔ ہر ایک مقرر وقت کے لیے چل رہا ہے، وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، وہ اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔''

56۔ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا

اللہ کے دوستوں کی ایک منفرد اور لائق تحسین خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ہمیشہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ قرآن میں اس کا یوں ذکر ملتا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ (الحشر : ٩)

''اور ان کے لیے جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے، اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں، اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے، بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، بات یہ ہے کہ جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیے گئے وہی کامیاب لوگ ہیں۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''اور اپنی ذات پر (ان کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں سخت ضرورت ہو۔'' یعنی انصار کے اوصاف میں سے ایک وصف ایثار ہے، جس کی بنا پر وہ دوسروں پر فوقیت رکھتے ہیں اور ان سے ممتاز ہیں اور یہ کامل ترین جود وسخا ہے اور نفس کے

محبوب اموال وغیرہ میں ایثار کرنا اور ان اموال کے خود حاجت مند بلکہ ضرورت مند (اور اس پر بھی مستزاد یہ کہ خود) بھوکے ہونے کے باوجود دوسرے پر خرچ کرنا، یہ وصف اخلاق زکیہ، اللہ تعالیٰ سے محبت، پھر شہوات نفس اور اس کی لذات پر اللہ کی محبت کو مقدم رکھنے ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔'' (تفسیر السعدی)

((عَنْ اَبِیْ مُوسیٰ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ الْاَشْعَرِیِّیْنَ اِذَا اَرْمَلُوا فِی الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِیَالِهِمْ بِالْمَدِیْنَةِ جَمَعُوْا مَا کَانَ عِنْدَهُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ، ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَیْنَهُمْ فِیْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِیَّةِ فَهُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ .))

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اشعر والوں کی عادت ہے کہ جب کسی غزوہ میں ان کا زادراہ ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے، یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کی خوراک کم پڑ جاتی ہے تو سب کے پاس جو کچھ ہوتا ہے اسے ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں، پھر ایک برتن سے سب کو برابر برابر تقسیم کر دیتے ہیں۔ وہ مجھ سے ہیں، اور میں ان میں سے ہوں۔'' [1]



[1] صحیح بخاری ، کتاب الشرکة ، باب الشرکة، رقم: ٢٤٨٦.

باب نمبر 9

اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر انعامات

1۔ جنت الفردوس

اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو گوناگوں اور متنوع انعامات سے نوازا ہے۔ ذیل میں ہم چند انعامات الٰہیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يَّأْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝﴾ (طٰہٰ: ٧٥، ٧٦)

''اور جو مؤمن بن کر آئے گا، اور اعمال بھی نیک کیے ہوں گے، تو ایسے ہی لوگوں کے لیے بلند درجات ہیں۔ سدا بہار ہیشگی کے باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہر اس شخص کا انعام ہے جو پاک ہوا۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝﴾ (النساء : ١٢٤)

''جو ایمان والا مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے، یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ﴾(النساء: ١٢٤) "اور جو نیک اعمال کرے۔" اس میں تمام اعمال قلب اور اعمال بدن شامل ہیں اور عمل کرنے والوں میں جن وانس، چھوٹا بڑا اور مرد و عورت سب داخل ہیں۔ اس لیے فرمایا: ﴿مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ "مرد ہو یا عورت بس وہ مومن ہو۔" ایمان تمام اعمال کی قبولیت کے لیے اوّلین شرط ہے۔ کوئی عمل اس وقت تک نیک ہو سکتا ہے نہ قبول اور نہ اس پر ثواب مترتب اور نہ وہ کسی عذاب سے بچا سکتا ہے جب تک کہ عمل کرنے والا مومن نہ ہو۔ ایمان کے بغیر اعمال اس درخت کی شاخوں کی مانند ہیں جس کی جڑ کاٹ دی گئی ہو اور اس عمارت کی مانند ہیں جسے پانی کی موج پر تعمیر کیا گیا ہو۔ ایمان درحقیقت وہ اصل، اساس اور قاعدہ ہے جس پر ہر چیز کی بنیاد ہے اس قید کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے یہ عمل جو مطلقاً بیان کیا گیا ہو وہ ایمان کی قید سے مقید ہے۔ ﴿فَاُولٰٓئِكَ﴾ "تو ایسے لوگ" یعنی وہ لوگ جو ایمان اور عمل صالح ان دونوں صفات کے جمع کرنے والے ہوں تو وہ ﴿يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ﴾ "جنت میں داخل ہوں گے۔"

2۔ بڑے ثواب اور اچھی جزا کا وعدہ

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو قیامت والے دن بڑے ثواب اور اجر عظیم سے نوازے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (المائدہ: ٩)

"اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لیے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔"

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''﴿وَعَدَ اللّٰهُ﴾ ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔''یعنی اس اللہ تعالیٰ جو وعدہ خلافی نہیں کرتا ان لوگوں کے ساتھ وعدہ فرماتا ہے جو اس پر اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور جنہوں نے نیک عمل کیے۔'' جو واجبات و مستحبات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ان کو بخش دینے، ان کے گناہوں کی سزا کو معاف کر دینے اور ان کو اجر عظیم کے عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے جس کی بڑائی کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾ ﴾ (السجدہ: ١٧)

''کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے ان اعمال کے صلہ کے طور پر آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی گئی۔'' (تفسیر السعدی: ١/ ٦٦٢)

3۔ بخشش کا وعدہ

اللہ نے ان سے بخشش کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١١﴾ ﴾ (هود: ١١)

''سوائے ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ انہی کے لیے بخشش بھی اور بہت بڑا نیک بدلہ بھی ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''یہ انسان کی فطرت ہے سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ توفیق سے نواز دے اور اسے

ان مذموم اخلاق سے نکال کر اخلاقِ حسنہ کی طرف لے جائے اور یہ وہ لوگ ہیں جو مصائب اور تکالیف کے وقت اپنے نفس کو صبر پر مجبور کرتے ہیں اور مایوس نہیں ہوتے اور خوشی کے وقت بھی صبر کرتے ہیں پس خوشی میں اتراتے نہیں ہیں اور نیکیوں میں واجبات و مستحبات پر عمل کرتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ؟ ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ﴾ ''ان کے لیے ان کے گناہوں کی مغفرت ہے۔'' (تفسیر السعدی)

ایک جگہ فرمایا:

﴿لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴﴾ (السبا : ٤)

''تاکہ وہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو بدلہ عطا فرمائے، یہی لوگ ہیں کہ جن کے لیے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔''

4۔ اللہ اپنے مخلصین اولیاء کا اجر ضائع نہیں کرتا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝۳۰ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝۳۱﴾ (الكهف : ٣٠، ٣١)

''یقیناً جو لوگ ایمان لائیں، اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ ان کے لیے ہمیشگی والے باغات ہیں، ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہاں یہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے

نرم وباریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، وہاں تختوں کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ کیا خوب بدلہ ہے، اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔"

مزید فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٢٠﴾

(التوبہ : ۱۲۰)

"مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش ہیں ان کو یہ حق نہیں کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں، اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں، یہ اس سبب سے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور تکان پہنچتی اور جو بھوک لگی اور جو کسی ایسی جگہ پر چلے جو کفار کو غصہ دلائے، اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا۔ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

5۔خوف اور غم سے نجات

اللہ اپنے ان مقرب بندوں سے خوف اور غم کو دور کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٣٥﴾

(الاعراف : ۳۵)

''اے اولاد آدم ! اگر تمہارے پاس پیغمبر آئیں جو تم ہی سے ہوں جو میرے احکام تم سے بیان کریں تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے، اور اصلاح کرے سو ان لوگوں پر نہ خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''﴿فَمَنِ اتَّقٰى﴾ ''پس جس شخص نے تقویٰ اختیار کیا'' یعنی جو ان اُمور سے بچ گیا جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً شرک اور دیگر کبیرہ اور صغیرہ گناہ ﴿وَاَصْلَحَ﴾ ''اور اس نے (ظاہری اور باطنی اعمال کی) اصلاح کر لی۔'' ﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾ ''تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا۔'' یعنی وہ اس شر کے خوف سے مامون ہوں گے جس سے دیگر لوگ خوف زدہ ہوں گے۔ ﴿وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ''اور نہ وہ (گزرے ہوئے واقعات پر) غمگین ہوں گے۔'' جب ان سے حزن و خوف کی نفی ہوگئی تو انہیں کامل امن اور ابدی فلاح و سعادت حاصل ہوگئی۔'' (تفسیر السعدی)

نیز فرمایا:

﴿وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝٦١ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٦٢ۚ﴾ (یونس : ٦١،٦٢)

''اور آپ کسی بھی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں، اور تم جو کام بھی کرتے ہو ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اس کام

کو کرنا شروع کرتے ہو، اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرّہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں، اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی، اور نہ کوئی بڑی مگر یہ ایک واضح کتاب میں موجود ہے۔ (کان لگا کر غور سے سن لو کہ) بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

6۔ عمدہ رزق

ان کو اللہ تعالیٰ عمدہ رزق سے نوازتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ⑪﴾

(الطلاق : ١١)

"جو شخص اللہ پر ایمان لایا اور نیک و شائستہ عمل کیے، اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہت اچھا رزق رکھا ہے۔"

7۔ گناہ مٹا دیے جائیں گے

اللہ تعالیٰ ایک انعام ان پر یہ کرتا ہے کہ ان کے گناہ ان سے مٹا دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨﴾

(التغابن : ٩)

"جس دن وہ تمہیں جمع کرنے کے دن کے لیے جمع کرے گا یعنی قیامت کے دن، یہ ہار جیت کا دن ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اچھے کام کرے وہ

(اللہ)اس سے اس کی برائیاں دور کردے گا اور اسے (ان) باغات میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''حضرت ماجدہ فرماتے ہیں اس سے زیادہ تغابن کیا ہوگا کہ ان کے سامنے انہیں جنت میں اور ان کے سامنے انہیں جہنم میں لے جائیں، گویا اس کی تفسیر اس کے بعد والی آیت میں ہے کہ ایمان دار لوگوں کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور بہتی نہروں والی ہمیشگی کی جنت میں اسے داخل کیا جائے گا، اور پوری کامیابی کو پہنچ جائے گا۔ اور کفر و تکذیب کرنے والے جہنم کی آگ میں جائیں گے، جہاں پڑے جلتے جھلتے رہیں گے، بھلا اس سے بُرا ٹھکانا اور کیا ہوسکتا ہے؟

(تفسیر ابن کثیر : ١/ ٤٣٠)

مزید فرمایا:

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (العنکبوت : ٧)

''اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ہم ان سے ان کی برائیاں ضرور دور کریں گے، اور انہیں ان کو ان کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''یعنی وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح سے نوازا، وہ ان کے گناہوں کو ختم کردے گا کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ﴿وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور ہم ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا صلہ دیں گے'' اس سے مراد اعمال خیر ہیں مثلاً واجبات و مستحبات وغیرہ اور یہ

بندے کے بہترین اعمال ہیں کیونکہ بندہ مباح کام بھی کرتا ہے۔"

(تفسیر السعدی : ۲/ ۲۰۲۲)

8۔ دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل

ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ارشاد فرمایا:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾﴾ (النحل : ۹۶،۹۷)

"تمہارے پاس جو کچھ ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے باقی رہنے والا ہے۔ اور صبر کرنے والوں کو ہم اچھے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔ جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن مومن ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور بہ ضرور دیں گے۔"

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"پس جو کوئی ایمان اور عمل صالح کو جمع کر لیتا ہے ﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ "تو ہم اس کو زندگی دیں گے اچھی زندگی" یہ زندگی اطمینان قلب، سکون نفس اور ان اُمور کی طرف عدم التفات پر مشتمل ہے جو قلب کو تشویش میں مبتلا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح رزق حلال سے نوازتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ ﴿وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ﴾ "اور ہم بدلے میں دیں گے ان کو۔" یعنی آخرت میں ﴿اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ'' یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مختلف قسم کی لذات سے نوازے گا جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی ان کا خیال گزرا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں بھی بھلائی سے نوازے گا اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کرے گا۔''

(تفسیر السعدی: ۱۴۳۰/۲)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ يَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الْكٰفِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾﴾ (الشوریٰ: ٢٦)

''ان لوگوں کی دعا سنتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور انھیں اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔''

9۔ رحمت کا سایہ

اللہ کی رحمت کا سایہ ان بندوں پر ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ (اعراف: ٥٦)

''یقیناً اللہ کی رحمت نیک کردار لوگوں سے نزدیک ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مقام احسان پر پہنچنے والے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے والے لوگ۔ پس بندہ جتنا زیادہ احسان کے مقام پر فائز ہوگا اتنی ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے قریب ہوگی اس آیت کریمہ میں احسان کی ترغیب ہے جو مخفی نہیں۔'' (تفسیر السعدی)

نیز فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ﴾ (الحجرات : ١٠)

’’مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

10۔ بڑی کامیابی ملے گی

اللہ تعالیٰ انہیں قیامت والے دن بڑی کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾

(التغابن : ٩)

’’جس دن وہ تمہیں جمع کرنے کے دن کے لیے جمع کرے گا (یعنی قیامت کے دن) یہ ہار جیت کا دن ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اچھے کام کرے وہ (اللہ) اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور اسے (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔‘‘

دوسری جگہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾

(النساء : ١٣)

''یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا، اسے اللہ باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

11۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩٦﴾﴾

(الاعراف : ١٩٦)

''یقیناً میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کا مددگار بنتا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''﴿اِنَّ وَلِـیِّۦَ اللّٰهُ﴾ ''میرا حمایتی تو اللہ ہے۔'' جو میری سرپرستی کرتا ہے پس مجھے ہر قسم کی منفعت عطا کرتا ہے اور ہر قسم کے ضرر سے بچاتا ہے۔ ﴿الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ﴾ ''جس نے کتاب نازل فرمائی۔'' جس میں ہدایت، شفا اور روشنی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے خاص بندوں کی دینی تربیت کے لیے سرپرستی ہے۔ ﴿وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''اور حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی'' وہ لوگ جن کی نیتیں، اعمال اور اقوال پاک ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست اور سرپرست ہے جو ایمان لائے، وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔'' (البقرہ: ٢٥٧)

پس صالح مومن، جب ایمان اور تقویٰ کے ذریعے سے اپنے رب کو اپنا دوست اور سرپرست بنا لیتے ہیں اور کسی ایسی ہستی کو اپنا دوست نہیں بناتے جو کسی کو نفع

پہنچا سکتی ہے نہ نقصان، تو اللہ تعالیٰ ان کا دوست اور مددگار بن جاتا ہے، ان کو اپنے لطف وکرم سے ونوازتا ہے ان کے دین ودنیا کی بھلائی اور مصالح میں ان کی مدد کرتا ہے اور ان کے ایمان کے ذریعے سے ان سے ہر ناپسندیدہ چیز کو دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (الحج: ۳۸) ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتا ہے۔''

(تفسیر السعدی: ۱ / ۹۶۰، ۹۶۱)

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾﴾

(مریم : ۹٦)

''بے شک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں، ان کے لیے اللہ رحمٰن محبت پیدا کردے گا۔''

12۔فلاح اور نجات

اللہ کے دوستوں پر جو انعاماتِ خداوندی ہیں، ان میں سے ایک انعام فلاح اور جہنم سے نجات ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٧٧﴾﴾ (الحج : ۷۷)

''اے ایمان والو! رکوع سجدہ کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔''

﴿فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ

الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾ (القصص: ٦٧)

''ہاں جو شخص توبہ کر لے، ایمان لے آئے اور نیک کام کرے، یقین ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

13۔صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾﴾

(طٰهٰ: ٨٢)

''ہاں! بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''بایں ہمہ بندے نے خواہ کتنا بڑا گناہ کیوں نہ کیا ہو اس کے لیے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ﴾ یعنی جو شخص بدعت اور فسق و فجور سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتا ہے اور قلب، بدن اور زبان کے ذریعے سے نیک عمل کرتا ہے تو میں بہت زیادہ بخشنے والا اور بے پایاں رحمت کا مالک ہوں۔ ﴿ثُمَّ اهْتَدٰى﴾ یعنی پھر وہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوا۔ رسول کریم ﷺ کی اتباع اور دین قیم کی پیروی کی۔ پس یہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا وہ اس کے گزشتہ گناہوں اور ان پر اس کے اصرار کو معاف کر دے گا کیونکہ وہ بخشش اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کے لیے سب سے بڑا سبب لے کر اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے بلکہ تمام اسباب انہی اشیاء پر منحصر ہیں کیونکہ توبہ گذشتہ تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

راہِ ہدایت کی تمام اقسام پر گامزن رہنا مثلاً علم حاصل کرنا کسی آیت یا حدیث کا معنی سمجھنے کے لیے ان میں تدبیر کرنا دین حق کی طرف دعوت دینا، بدعت، کفر و ضلالت کا رڈ کرنا، جہاد اور ہجرت وغیرہ اور ہدایت کی دیگر جزئیات۔ یہ سب گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور منزل مطلوب کے حصول میں مدد دیتی ہیں۔''

(تفسیر السعدی : ۲/ ۱۶۳۰)

14۔ اچھا انجام

اللہ کے مقرب بندوں کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿٢٩﴾ ﴾

(الرعد: ۲۹)

''جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام بھی کیے، ان کے لیے خوشحالی ہے اور بہترین ٹھکانہ۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''جو لوگ ایمان ائے اور نیک عمل کیے۔'' یعنی جو اپنے دل سے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ یعنی اعمال قلوب مثلاً محبت الٰہی، خشیت الٰہی اور اللہ تعالیٰ پر اُمید وغیرہ اور اعمال جوارح مثلاً نماز وغیرہ کے ذریعے سے اس ایمان کی تصدیق کرے ﴿طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنَ مَاٰبٍ﴾ ''ان کے لیے خوش حالی اور عمدہ ٹھکانا ہے۔'' یعنی ان کا حال پاک صاف اور ان کا انجام اچھا ہے اور یہ اس بنا پر ہے کہ انہیں دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی طرف سے اکرام وتکریم حاصل ہے اور انہیں کامل راحت اور پورا اطمینان قلب عطا کیا گیا ہے۔ ان جملہ نعمتوں میں،

جنت کا ''شجر طوبیٰ'' بھی شامل ہے کہ اگر ایک سوار اس درخت کے سائے میں ایک سو سال تک چلتا رہے گا مگر سایہ ختم ہونے کو نہیں آئے گا۔''

(تفسیر السعدی : ٢/ ١٣٢٤)

15۔ دیدارِ الٰہی

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور مقرب بندوں کو روزِ قیامت اپنے دیدار سے بہرہ یاب کرے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾ ﴾ (الكهف : ١١٠)

''آپ اعلان کر دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ ہاں میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''﴿قُلْ﴾ اے محمد (ﷺ) ان کفار سے کہہ دیجیے۔'' ﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ ''میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم'' یعنی میں معبود نہیں، اقتدارِ الٰہی میں میرا کوئی حصہ نہیں، نہ میرے پاس کوئی علم غیب ہے اور نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہی ہیں۔ ﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ ''میں اپنے رب کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔'' ﴿يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ ''وحی آتی ہے مجھ پر کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔'' یعنی مجھے تم پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ میری طرف وحی کرتا ہے اور جلیل ترین وحی یہ ہے

کہ اس نے تمہیں آگاہ کیا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے، یعنی اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ کوئی ذرہ بھر عبادت کا مستحق ہے اور میں تمہیں ان اعمال کی دعوت دیتا ہوں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب اور اس کے ثواب سے بہرہ ور کرتے ہیں اور تم سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دُور کرتے ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾ ''پس جس کو اُمید ہو اپنے رب سے ملاقات کی، سو وہ کرے نیک عمل۔'' اس سے مراد وہ اعمال ہیں جو واجب اور مستحب ہیں۔ ﴿وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ ''اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔'' یعنی اپنے اعمال میں ریا سے کام نہ لے بلکہ اس کے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں۔ یہی وہ چیز ہے جو اخلاص اور اتباع کی جامع ہے اور اسی سے مطلوب ثواب حاصل ہوسکتا ہے۔ اس طریقے کے سوا دیگر طریقوں کو اختیار کرنے والے لوگ اپنی دنیا و آخرت میں خائب و خاسر لوگ ہیں جو اپنے آقا و مولیٰ کے قرب اور اس کی رضا کے حصول سے محروم ہوں گے۔'' (تفسیر السعدی : ۲/ ۱۵۵۹، ۱۵۶۰)

16۔ رضائے الٰہی

انعاماتِ ربانی میں سے ایک انعام اللہ کی رضا ہے اور یہی مطلوب و مقصود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (١٩)﴾ (النمل : ۱۹)

''اس کی اس بات سے سلیمان ہنس کر مسکرا دیے، اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر،

اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہیں اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے، اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے۔"

ایک مقام پر نیک بندوں کو اپنی رضا کا پروانہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾ ﴾ (الفجر : ٢٧، ٣٠)

"اے اطمینان پانے والی روح! اپنے رب کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے نیک بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔"

17۔ نیک لوگوں میں داخلہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿٩﴾ ﴾

(العنکبوت : ٩)

"اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام کیے، ہم انہیں نیک لوگوں میں ضرور داخل کریں گے۔"

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ﴾ (النساء : ٦٩)

"اور جو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کریں، تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا (یعنی) نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے

ساتھ، اور یہ لوگ کتنے ہی اچھے ساتھی ہیں۔"

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یعنی ہر وہ شخص جو اپنے حسب حال قدر واجب کے مطابق، خواہ مرد ہو یا عورت اور بچہ ہو یا بوڑھا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ ﴿فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ "پس یہی وہ لوگ ہیں جو ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے فضل کیا۔" یعنی ان کو عظیم نعمت سے نوازا جو کمال فلاح اور سعادت کی مقتضی ہے۔ ﴿مِّنَ النَّبِيِّينَ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے وحی عطا کر کے فضیلت بخشی اور انہیں خصوصی فضیلت عطا کی کہ ان کو لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ ﴿وَالصِّدِّيقِينَ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس وحی کی کامل کی تصدیق کی جو رسول لے کر آئے تھے انہوں نے حق کو جان لیا اور یقین کامل کے ساتھ اس کی تصدیق کی اور پھر اپنے قول وفعل، حال اور اللہ کی طرف دعوت دے کر اس حق کو قائم کیا۔ ﴿وَالشُّهَدَاءِ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور قتل کر دیے گئے۔ ﴿وَالصَّالِحِينَ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ظاہر و باطن درست ہے اور اس کے نتیجے میں ان کے اعمال درست ہیں پس ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ ان لوگوں کی صحبت سے بہرہ ور ہوگا۔

﴿وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ ان مذکورہ اصحاب فضیلت کے ساتھ نعمت والے باغوں میں اکٹھے ہونے اور اللہ رب العالمین کے جوار میں ان اصحاب کی قربت کا انس ایک بہت ہی اچھی رفاقت ہے۔ ﴿ذَٰلِكَ الْفَضْلُ﴾ یہ فضیلت جو انہوں نے حاصل کی ہے۔ ﴿مِنَ اللَّهِ﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ اللہ

تعالیٰ ہی ہے جس نے انہیں اس کی توفیق سے نوازا اس کے حصول میں ان کی مدد کی اور انہیں اتنا زیادہ ثواب عطا کیا کہ ان کے اعمال وہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ ﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال کا علم رکھتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ ان میں سے کون ان اعمالِ صالحہ کے ذریعے سے جن پر ان کا دل اور اعضاء متفق ہوں ثواب جزیل (زیادہ اجر) کا مستحق ہے۔''

18۔ برائیوں کے بدلے نیکیاں ملیں گی

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الفرقان : ٧٠)

''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں۔ ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''﴿اِلَّا مَنْ تَابَ﴾ ''مگر جس نے توبہ کی'' یعنی جس نے ان گناہوں اور دیگر گناہوں سے توبہ کی اس نے فی الفوران گناہوں کو ترک کر دیا اور ان گناہوں پر نادم ہوا اور پختہ عزم کر لیا کہ اب وہ دوبارہ گناہ نہیں کرے گا۔ ﴿وَاٰمَنَ﴾ ''اور ایمان لایا'' یعنی اللہ تعالیٰ پر صحیح طور پر ایمان لایا جو گناہوں کو ترک کرنے اور نیکیوں کے اکتساب کا تقاضا کرتا ہے۔ ﴿وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ ''اور اچھے کام کیے۔'' یعنی وہ ایسے نیک کام کرتا ہے جن کا شارع نے حکم دیا ہے اور ان سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے۔ ﴿فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ

حَسَنٰتٍ﴾ ''تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔'' یعنی ان کے وہ افعال اور اقوال جو بُرائی کی راہ میں سرانجام پانے کے لیے تیار تھے نیکیوں میں بدل جاتے ہیں چنانچہ ان کا شرک ایمان میں بدل جاتا ہے ان کی نافرمانی اطاعت میں اور وہ برائیاں جن کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا نیکیوں میں بدل جاتی ہیں پھر ان کا وصف یہ بن جاتا ہے کہ جو بھی گناہ ان سے صادر ہوتا ہے تو وہ اس کے بعد توبہ کرتے اور اطاعت کا راستہ اختیار کرتے ہیں، جس سے وہ گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے اس ضمن میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے جو اس شخص کے بارے میں ہے جس کے بعض گناہوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ کرے گا اور ان گناہوں کو اس کے سامنے شمار کرے گا پھر ہر برائی کو نیکی میں بدل دے گا وہ شخص اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّیْ لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةِ...... فَيُقَالُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا، وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً، فَيَقُوْلُ: رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَاهُنَا.))[1]

''اے میرے رب! میری تو بہت سی برائیاں تھیں جو مجھے دکھائی نہیں دیتیں۔''

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (العنکبوت : ۷)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ہم ان کے تمام گناہوں کو معاف کر دیں گے اور انہیں ان کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔''

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنیٰ اهل الجنة منزلة فيها، رقم : ۱۹۰

20۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنا ساتھی بنا لے گا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (العنكبوت : ٦٩)

''اور جن لوگوں نے ہمارے بارے میں پوری کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنے راستے دکھادیں گے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

'' ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا﴾ ''اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی۔'' اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی، اپنے دشمنوں کے خلاف جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی اتباع کرنے کی بھر پور کوشش کی۔ ﴿لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ ''ہم ان کو ضرور اپنے راستے دکھادیں گے۔'' ہم ان کو ان راستوں پر گامزن کر دیتے ہیں جو ہم تک پہنچتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نیکوکار ہیں۔ ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ اپنی مدد ،نصرت اور ہدایت کے ذریعے سے نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔'' یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ صحیح بات کی موافقت کرنے کے حق دار اہل جہاد ہیں۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے احکام کی احسن طریقے سے تعمیل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور ہدایت کے اسباب کو اس کے لیے آسان کر دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی شرعی علم کی طلب میں جدو جہد کرتا ہے اسے اپنے مطلوب ومقصود اور ان اُمور الٰہیہ کے حصول میں اللہ تعالیٰ

کی معاونت اور رہنمائی حاصل ہوتی ہے جو اس کے مدارک اجتہاد سے باہر ہیں اور اُمور علم اس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں کیونکہ شرعی علم طلب کرنا، جہاد فی سبیل اللہ کے زمرے میں آتا ہے بلکہ یہ جہاد کی دو اقسام میں سے ایک ہے جسے صرف خاص لوگ ہی قائم کرتے ہیں ...... اور وہ یہ ہے کہ وہ منافقین و کفار کے خلاف قولی اور لسانی جہاد کرتے ہیں۔ اُمور دین کی تعلیم کے لیے جدو جہد کرنا مخالفین حق، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں، کے اعتراضات کا جواب دینا بھی جہاد ہے۔" (تفسیر السعدی: ۳/ ۲۰۵۷، ۲۰۵۸)

20۔ اللہ تعالیٰ کی مدد

اللہ کے انعاموں میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ اللہ اپنی مدد ان کے شامل حال کر دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝۵۱ ﴾ (المومن: ۵۱)

"بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ضرور مدد کرتے ہیں دنیا کی زندگی میں اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷ ﴾

(الروم: ۵،۷)

"اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ وہی سب پر غالب نہایت

رحم والا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہ تو صرف دنیوی زندگی کے ظاہر کو ہی جانتے ہیں اور وہ آخرت سے تو بالکل ہی غافل ہیں۔''

21۔ قربِ الٰہی

اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں اپنے مقرب بندوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝١٠ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝١١ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝١٢﴾

(الواقعہ: ۱۰ تا ۱۲)

''اور جو پہل کرنے والے ہیں، وہی آگے بڑھنے والے ہیں۔ یہی لوگ قریب کیے ہوئے ہیں۔ نعمت کے باغوں میں۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ ''اور سبقت لے جانے والے تو سبقت لے جانے والے ہی ہیں یہی لوگ مقرب ہیں۔'' یعنی جو دنیا میں نیکیوں کی طرف سبقت کرتے تھے، وہی آخرت میں جنت میں داخل ہونے کی طرف سبقت کریں گے یہ وہ لوگ ہیں جو جنت کے اندر اعلیٰ علیین میں بلند منازل پر مقربین کے وصف سے موصوف ہوں گے اس سے بلند تر کوئی منزل نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کے فرمان کو آگے بڑھ کر دوسروں پر سبقت کر کے قبول کرنے والے سب اس میں داخل ہیں۔ قرآنِ کریم میں اور جگہ ہے: ﴿سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ.....الخ﴾ (آل عمران: ۱۳۳) ''اپنے رب کی بخشش

اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کا عرض مثل آسمان وزمین کے ہے پس جس شخص نے اس دنیا میں نیکیوں کی طرف سبقت کی وہ آخرت میں اللہ کی نعمتوں کی طرف بھی سابق ہی رہے گا۔'' ہر عمل کی جزا اسی جنس سے ہوتی ہے جیسا جو کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے اسی لیے یہاں ان کی نسبت فرمایا گیا کہ یہ اللہ کے مقربین ہیں یہ نعمتوں والی جنت میں ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر، ج ٥)



باب نمبر 10

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے دوست ہیں

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی وحی ان پر نازل کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۵۱﴾

(الشوری: ۵۱)

''ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بے شک وہ بزرگ ہے، حکمت والا ہے۔''

ایک جگہ فرمایا کہ ہم اپنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں، دنیوی زندگی میں اور اخروی زندگی میں بھی۔ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝۵۱﴾ (المؤمن: ۵۱)

''یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنیاوی زندگی میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ''جب اللہ تعالیٰ

نے آل فرعون کے لیے دنیاء، برزخ اور قیامت کے روز کے عذاب کا ذکر فرمایا اور اہل جہنم کے لیے جو اس کے رسولوں سے عناد رکھتے اور ان کے خلاف جنگ کرتے تھے، بُرے حال کا ذکر کیا، تو فرمایا: ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ''ہم یقیناً اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں۔'' یعنی ہم دنیا میں دلیل برہان اور نصرت کے ذریعے سے اپنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔ ﴿وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ﴾ ''اور اس دن بھی (مدد کریں گے) جب گواہ کھڑے ہوں گے۔'' آخرت میں ان کے حق میں فیصلے کے ذریعے سے ان کی مدد کریں گے، ان کے متبعین کو ثواب سے نوازیں گے اور ان لوگوں کو سخت عذاب دیں گے جنہوں نے اپنے رسولوں کے خلاف جنگ کی۔ ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ﴾ ''(جب وہ معذرت کریں گے تو) ظالموں کی معذرت اس دن تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔ ﴿وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾ (المومن: ۵۲) ''اور ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے بُرا گھر ہے۔'' یعنی بہت بُرا گھر جو وہاں داخل ہونے والوں کو بہت تکلیف دے گا۔''

(تفسیر السعدی: ۲۳۹۰/۳)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٤٣﴾ ﴾

(الاعراف: ۱۴۳)

''اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر آئے، اور ان کا رب اُن سے ہم کلام ہوا تو موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! مجھے نظر دے کہ میں تجھے دیکھ سکوں، فرمایا: تم

مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتے لیکن دیکھو اس پہاڑ کی طرف پھر وہ اگر اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو ضرور تم بھی مجھے دیکھ سکو گے؟ چنانچہ جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی تو تجلی نے اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب ہوش آیا تو کہنے لگے: تو پاک ہے، میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔"

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝۲۸۵﴾

(البقرہ: ۲۸۵)

"رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی جانب سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور سب مومن بھی (ایمان لائے) ہر ایک اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ (وہ کہتے ہیں) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش کے طالب ہیں، اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِیَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱﴾ (ابراهیم: ۱۱)

"ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں، لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر

ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں، اور ایمان والوں کو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

ایک مقام پر فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝﴾ (الکھف: ۱۱۰)

"(اے نبی) کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، ہاں میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ تمہارا سب کا معبود ایک ہی ہے تو جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اُسے چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔"

نیز فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ڔ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝﴾ (الاعراف: ۱۸۸)

"آپ فرما دیجیے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اور کسی ضرر کا اختیار نہیں رکھتا مگر مگر جو چاہے اللہ اور اگر میں غائب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا۔ میں تو محض ڈرانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔"

﴿اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۤ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَاۗءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

وَ اجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ۩ ﴾

(مریم : ۵۸)

''یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا انبیاء میں سے جو اولاد آدم تھے، اور ان لوگوں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا، اور یہ ابراہیم و اسرائیل کی نسل سے تھے، اور ان لوگوں میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت دی اور چن لیا۔ جب ان پر رحمٰن کی آیات پڑھی جاتی تھیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔''

ایک جگہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ ﴾ (آل عمران : ۱۴۴)

''محمد صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے، اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا، عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے گا۔''

﴿ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿٤٤﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ ﴾ (الحاقہ : ۴۴ تا ۴۸)

''اگر وہ ہم پر کوئی بات بنا کر لگا دیتا تو ہم اس کا دائیں ہاتھ سے پکڑتے، پھر ہم اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ سو تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اس سے روکنے

والا نہ ہوتا۔ اور بے شک یہ (قرآن) ڈرنے والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اگر اس رسول نے اللہ پر کوئی جھوٹ گھڑا ہوتا ﴿بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ﴾ ''اور بعض جھوٹی باتیں بنائی ہوتیں۔'' ﴿لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ﴾ ''تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور رگ گردن کاٹ دیتے۔'' ﴿وَتِيْنٌ﴾ وہ رگ ہے جو دل کے قریب ہوتی ہے اگر وہ کٹ جائے تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔'' (تفسیر السعدی)

اب ہم ذیل میں چند انبیاء و رسل علیہم السلام کا تذکرہ قرآنی آیات کی روشنی میں کرتے ہیں۔

1۔ سیدنا آدم علیہ السلام

سیّدنا آدم علیہ السلام کو اللہ نے بہت سے اعزازات سے نوازا ہے، آپ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ آپ علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا، اور اور آپ کو اپنی جنت میں ٹھہرایا، اور جنت میں جو بھی داخل ہوگا وہ انہی کی شکل وصورت لے کر جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُوْلٰئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُورَةِ آدَمَ .))[1]

''اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا، پھر فرمایا کہ جا اور ملائکہ کو سلام کر کے دیکھنا کہ وہ کن لفظوں میں آپ کے سلام کا جواب دیتے ہیں،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب وقوله تعالیٰ واذ قال ربك للملائكة، رقم: ٣٣٢٦.

کیونکہ وہی تمہارا، اور تمہاری اولاد کا طریقہ سلام ہوگا۔ آدم علیہ السلام گئے اور کہا ''السلام علیکم'' فرشتوں نے جواب دیا ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ''۔ انہوں نے ''ورحمۃ اللہ'' کا جملہ بڑھا دیا۔ پس جو بھی جنت میں داخل ہوگا، وہ آدم علیہ السلام کی شکل وصورت وقد وقامت پر داخل ہوگا۔''

اب آپ خلیفۃ اللہ فی الارض آدم علیہ السلام کے بارے میں چند قرآنی آیات ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ آپ کو ان سے نفع عطا کرے۔

﴿ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۞ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۞ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۞ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ٚ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۞ وَ قُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۞ فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ۞ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾

(البقرہ: ۳۰تا۳۹)

''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، توانہوں نے کہا: ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے گا، اور خون بہائے گا، اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، اور اللہ نے آدم کو تمام نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا، اور فرمایا: اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ، ان سب نے کہا: اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے پورے علم وحکمت والا تو تو ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم سے فرمایا: تم ان کے نام بتادو، جب انہوں نے بتادیئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں (پہلے ہی) نہ کہا تھا کہ زمین اور آسمان کا غیب میں ہی جانتا ہوں، اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو، اور جو تم چھپاتے تھے، اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہی تھا۔ اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں کہیں سے چاہو بلا روک ٹوک کھاؤ پیو، لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالم ہو جاؤ گے لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر وہاں سے نکلوا دیا، اور ہم نے کہہ دیا کہ اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اور ایک وقت مقررہ تک تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنا اور

فائدہ اٹھانا ہے۔آدم نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں، اور اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے کہا: تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف وغم نہیں۔ اور جو انکار کر کے ہماری آیتوں کو جھٹلائیں وہ جہنمی ہیں، اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔''

آدم علیہ السلام کا احترام نہ کرنے پر ابلیس کا دھتکارے جانا اور آدم علیہ السلام کو چند ہدایات

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝١١ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝١٢ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝١٣ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝١٤ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝١٥ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝١٦ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝١٧ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝١٨ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٩ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝٢٠ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝٢١ فَدَلّٰىهُمَا

بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

(الاعراف : ۱۱تا۲۳)

"اور البتہ ہم نے تمہیں پیدا کیا، اور پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی، پھر ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو، سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں نے تجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو تجھے کس چیز نے منع کیا؟ وہ کہنے لگا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس تو یہاں سے اتر جا، تجھ کو کوئی حق نہیں کہ تو آسمان میں رہ کر تکبر کرے پس نکل جا، بیشک تو ذلیلوں میں سے ہے۔ وہ بولا: مجھے اس دن تک مہلت دے (جس دن مردے) اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے مہلت دی گئی وہ بولا: جیسے تو نے میرے گمراہ (ہونے کا فیصلہ) کیا ہے میں ان کے لیے (گمراہ کرنے کے لیے) آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر میں ان تک ضرور آؤں گا ان کے سامنے، ان کے پیچھے سے، ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے، اور تو ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والے نہ پائے گا۔ فرمایا: یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جا، ان میں سے جو تیرا کہنا مانے گا میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اے آدم تم اور تمہاری بیوی (حوا) جنت میں رہو، پھر جس جگہ سے تم دونوں چاہو کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کی شرمگاہیں

جو ان سے پوشیدہ تھیں ان کو ظاہر کر دے، اور بولا: تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لیے روکا کہ (کہیں) تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ، یا (کہیں) ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے سامنے قسم کھائی کہ یقین جانیے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ پس ان دونوں کو دھوکے سے نیچے لے آیا۔ پس جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان کے لیے ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں۔ اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے انہیں پکارا: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور کیا یہ نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ ان دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

آدم علیہ السلام کا جنت میں سے نکالا جانا

﴿قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۞ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۞ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۞ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞﴾ (الاعراف: ۲۴ تا ۲۷)

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اتر جاؤ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں اور تمہارے

لیے زمین میں ایک وقت تک ایک ٹھکانا اور کچھ زندگی کا سامان ہے۔فرمایا: تم اسی میں زندگی گزاروگے اوراسی میں مروگے اوراسی سے نکالے جاؤگے۔اے آدم کی اولاد!ہم نے تم پرلباس اتاراہے جوتمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور باعث زینت بھی ہے، اورتقوی کا لباس! وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔اے آدم کی اولاد!کہیں تمہیں شیطان فتنے میں نہ ڈال دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سےنکلوادیا،ایسی حالت میں کہ ان کالباس بھی اتروادیا تاکہ وہ ان کوان کی شرمگاہیں دکھائے۔ بے شک وہ اوراس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنایاہے جوایمان نہیں رکھتے۔"

اللہ کی رہنمائی

﴿ فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾ (البقرۃ: ٣٧)

"(سیدنا) آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں،اوراللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا، اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

آدم علیہ السلام کی دعاءومعافی

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: ٢٣)

"دونوں نے کہا: اے ہمارے رب !ہم نے اپنا بڑانقصان کیا اوراگرتونے ہمیں

معاف نہ کیا، ہم پر رحم نہ کیا، تو ہم یقیناً خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

2۔ سیدنا ادریس علیہ السلام

سیّدنا ادریس علیہ السلام کو آدم اور شیث علیہما السلام کے بعد سب سے پہلے نبی ہونا کا شرف حاصل ہے، اور آدم علیہ السلام کے تین سو ساٹھ برس، ان کو دیکھنے کا موقعہ ملا، اور یہ قلم کے ذریعے لکھنے والے سب سے پہلے یہ شخص ہیں۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر، ص: ٧٠)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے، اور چھٹے آسمان پر پہنچے تو ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

((قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ بِإِدْرِيْسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هٰذَا إِدْرِيْسُ.))[1]

"سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر جب جبریل ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا، خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی۔ (نبی علیہ السلام فرماتے ہیں) میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا، یہ ادریس ہیں۔"

اور قرآن نے ان کا ذکر اس انداز سے کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں، اللہ آپ کی حفاظت کرے۔

سیّدنا ادریس علیہ السلام کا مقام و مرتبہ

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيْسَ ۫ إِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ ﴾ (مریم: ٥٦تا٥٧)

"اور اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کر، بے شک وہ نہایت سچا نبی تھا۔ اور ہم نے اسے بہت اونچے مقام پر بلند کیا۔"

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر ادریس، رقم: ٣٣٤٢.

''یعنی اس کتاب کریم میں تعظیم و اجلال اور صفات کمال سے متصف ہونے کے اعتبار سے سیّدنا ادریس علیہ السلام کا ذکر کرو۔ ﴿إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ان کو بیک وقت صدیقیت ...... جو جو تصدیق تام، علم کامل، یقین ثابت اور عمل صالح کی جامع ہے...... اور اپنی وحی اور رسالت کے لیے چن لیا۔ ﴿وَرَفَعْنَهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے جہانوں میں ان کا ذکر اور مقربین کے درمیان ان کا درجہ بلند کیا۔۔ پس وہ ذکر کے لحاظ سے بھی بلند تھے اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے بھی بلند۔'' (تفسیر السعدی: ۱۵۸۲/۲)

3۔سیدنا نوح علیہ السلام

سیّدنا نوح علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے بہت سے اعزازات سے نوازا، وہ پہلے رسول بن کر دنیا میں مبعوث ہوئے، وہ آدم ثانی کہلائے، وہ سب سے پہلے سمندری (پانی کی) سواری تیار کرنے والے، وہ مشہود نبی آخر الزمان ہوں گے۔ [1] وہ اللہ سے عبد الشکور کا لقب پانے والے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ: يَا نُوْحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، وَسَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شُكُوْرًا.)) [2]

''(جب آدم علیہ السلام سفارش و شفاعت کرنے سے انکار فرما دیں گے) تو لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور عرض کریں گے، اے نوح! آپ روئے زمین پر سب سے پہلے رسول ہیں، اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے عبد الشکور کہہ کر پکارا ہے۔''

سیّدنا نوح علیہ السلام کے بارے میں

اب آیات قرآنی کی روشنی میں نوح علیہ السلام کے تذکرہ کو پڑھیے اور ایمان کو تازہ کیجیے۔

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله عزوجل ارسلنا نوحا...... الخ رقم: ۳۳۳۹.

[2] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله عزوجل ولقد ارسلنا نوحا، رقم: ۳۳۴۰.

نوح علیہ السلام کی دعوت اور قوم کی حالت

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ ﴾ (المؤمنون : ۲۳تا۲۶)

”یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا، اس نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، کیا تم (اس سے) ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سرداروں نے صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے، یہ تم پر فضیلت اور بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو کسی فرشتے کو اتار دیتا، ہم نے تو اسے اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانے میں سنا ہی نہیں۔ یقیناً اس شخص کو جنون ہے، پس تم ایک وقت تک اس کے بارے میں انتظار کرو۔ نوح (علیہ السلام) نے دعا کی: اے میرے پالنے والے! ان کے جھٹلانے پر تو میری مدد کر۔“

نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم اور سواروں کی ترتیب

﴿ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ

فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۸﴾

(المؤمنون: ۲۷تا۲۸)

”تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنا۔ جب ہمارا حکم آجائے اور تنور اُبل پڑے تو ہر قسم کا ایک ایک جوڑا اس میں رکھ لے اور اپنے اہل کو بھی، مگر ان میں سے جس کی بابت ہماری بات پہلے گزر چکی ہے اور مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں بات نہ کرنا جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ تو سب ڈبوئے جائیں گے۔ جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر باطمینان بیٹھ جاؤ تو کہنا کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی۔“

منزل مقصود پر پہنچنے کی دُعا

﴿وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾﴾ (المؤمنون: ۲۹تا۳۱)

”اور کہنا کہ اے میرے رب! مجھے ایسا اتارنا جو بابرکت ہو اور تو ہی بہتر اتارنے والا ہے۔ یقیناً اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں اور ہم بے شک آزمائش کرنے والے ہیں۔ ان کے بعد ہم نے اور بھی امت پیدا کی۔“

قوم کا انجام، نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر اللہ کا احسان

﴿وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا

اِلَیَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۷۳﴾

(یونس: ۷۱تا۷۳)

"اور آپ ان کو نوح کا قصہ پڑھ کر سنایئے، جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الٰہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔ تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کرلو، پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہیں ہونی چاہیے۔ پھر میرے ساتھ کرگزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو۔ پھر بھی اگر تم اعراض ہی کیے جاؤ تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں میں سے رہوں۔ سو وہ لوگ ان کو جھٹلاتے رہے، پس ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے، ان کو نجات دی اور ان کو آباد کیا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا، ان کو غرق کردیا۔ سو دیکھنا چاہیے کہ کیسا انجام ہوا، ان لوگوں کا جو ڈرائے جاچکے تھے۔"

عذاب کی ہولناکی اور بیٹے کی بدبختی

﴿ وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ﰳابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰى جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَۚ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۖ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٤٦﴾ ﴾ (هود: ٤٢ تا ٤٦)

''اور کشتی انہیں پہاڑوں جیسی موجوں میں لے کر جا رہی تھی، اور نوح نے اپنے لڑکے کو جو ایک کنارے پر تھا، پکار کر کہا کہ اے میرے پیارے بچے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ رہ۔ اس نے کہا: میں عنقریب کسی (بڑے) پہاڑ کی طرف پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا۔نوح نے کہا: آج اللہ کے فیصلے سے بچانے والا کوئی نہیں، صرف وہی بچیں گے جن پر اللہ کا رحم ہوا۔اسی وقت ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔فرمادیا گیا کہ اے زمین! اپنے پانی کو نگل جا اور اے آسمان! بس کر، تھم جا،اسی وقت پانی سکھا دیا گیا اور کام پورا کر دیا اور کشتی جودی نامی پہاڑ پر جا لگی اور فرمادیا گیا کہ ظالم لوگوں پر لعنت نازل ہو۔نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ میرے رب میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے تھا۔ یقیناً تیرا وعدہ بالکل سچا ہے، اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح یقیناً وہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے۔اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں، بس مجھ سے اس بات کا سوال نہ کر جس کا تجھ کو کوئی علم نہیں، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں تا کہ تو جاہلوں میں سے نہ ہو جائے۔نوح نے کہا اے میرے رب! بے شک میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو۔''

نوح علیہ السلام کی دعا اور اللہ کا انعام

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝۴۷ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۴۸ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝۴۹﴾ (ھود: ٤٧تا٤٩)

”اگر تو مجھے نہ بخشے گا، اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ فرمادیا گیا کہ اے نوح اتر جا ہماری طرف سے عظیم سلامتی اور بہت سی برکتوں کے ساتھ، تجھ پر اور ان جماعتوں پر جو ان لوگوں سے ہوں گی جو تیرے ساتھ ہیں، اور بہت سی وہ امتیں ہوں گی جنہیں ہم فائدہ تو ضرور پہنچائیں گے لیکن پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ یہ خبریں غیب کی خبروں میں سے ہیں جن کی وحی ہم آپ کی طرف کرتے ہیں انہیں اس سے پہلے آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم، اس لیے آپ صبر کرتے رہیے۔ یقین مانیے کہ اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہی ہے۔“

4۔ سیدنا ہود علیہ السلام

سیدنا ہود علیہ السلام کو ایسی قوم کی طرف داعی بنا کر بھیجا گیا جو قوم کھجوروں کے تنوں کے جتنی لمبی، اور تمام انسانوں میں سب سے زیادہ طاقتور جن پر عذاب کا تذکرہ کتب احادیث میں جابجا موجود ہے حتیٰ کہ اگر بارش کا سماں بنتا تو رسول اللہ ﷺ پریشان ہو جاتے کہ کہیں یہ

ہمارے لیے عادیوں کی بربادی جیسا پیغام نہ لایا ہو۔ [1]

آیئے اب چند قرآنی آیات کی روشنی میں ہود علیہ السلام کی محنت و کاوش کا مطالعہ کرتے ہیں، اور ان کی قوم کے عبرت ناک انجام سے عبرت حاصل کرتے ہیں، اور رب تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، وہ مقلب القلوب (دلوں کو پھیرنے والا) ہے، وہ ہمیں ایمان والوں اور اولیاء اللہ کی صفات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہود علیہ السلام کی دعوت اور قوم کے اعتراضات

﴿وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۭ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧٠﴾﴾

(الاعراف: ٦٥ تا ٧٠)

"اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، سو کیا تم نہیں ڈرتے۔ ان کی قوم میں جو بڑے کافر لوگ تھے، انہوں نے کہا: ہم تم کو کم عقلی میں

[1] السلسلة الصحيحة، رقم: ٢٧٥٧.

دیکھتے ہیں اور ہم بے شک تم کو جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن میں پروردگارِ عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آ گئی تا کہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ نے تم کو قومِ نوح کے بعد جانشین بنایا اور قد وقامت میں تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں۔ پس تم جس عذاب کی دھمکی ہمیں دیتے ہو اس کو ہم پر لے آؤ، اگر تم سچے ہو۔''

ایمان نہ لانے والوں کو عذاب کی اطلاع اور ایمانداروں کا انجام خیر

﴿ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٧١﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٢﴾ ﴾

(الاعراف: ۷۱ تا ۷۲)

''انہوں نے فرمایا کہ بس اب تم پر اللہ کی طرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے گھڑ لیا ہے، ان کے معبود ہونے کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ سو تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ غرض ہم نے

ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت کے ساتھ بچالیا، اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا، اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔"

قوم کی ہلاکت کے اسباب

﴿فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۞ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْۤ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَ هُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۞﴾ (حم السجدہ: ۱۵ تا ۱۶)

"اب عادیوں نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کردی اور کہنے لگے کہ ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے بہت ہی زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔ بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز و تند آندھی منحوس دنوں میں بھیجی تا کہ ہم انہیں دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھادیں۔ یقین مانو کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا ہے اور انہیں کوئی امداد نہ دی جائے گی۔"

ریت کے ٹیلوں پر ہود علیہ السلام کا وعظ و نصیحت کرنا

﴿وَ اذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۞ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۫ وَ

اُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝﴾

(الاحقاف: ۲۱تا۲۳)

''عاد کے بھائی کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنی قوم کو احقاف [1] میں ڈرایا، اور یقیناً اس سے پہلے بھی ڈرانے والے گزر چکے ہیں، اور اس کے بعد بھی یہ کہ تم سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خوف کھاتا ہوں۔ قوم نے جواب دیا: کیا آپ ہمارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں اپنے معبودوں (کی پرستش) سے باز رکھیں۔ پس اگر آپ سچے ہیں تو جن عذابوں کا آپ وعدہ کرتے ہیں انہیں ہم پر لے آئیں۔ (سیدنا ہود علیہ السلام نے) کہا: (اس کا) علم اللہ ہی کے پاس ہے میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا تھا وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم نادانی کر رہے ہو۔''

لاعلمی کی وجہ سے قوم کا عذاب کو دیکھ کر خوش ہونا

﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝﴾ (الاحقاف: ۲۴تا۲۵)

''پھر جب انہوں نے عذاب کو بصورتِ بادل دیکھا جو ان کے میدانوں کا رخ کیے ہوئے تھا تو کہنے لگے: یہ ابر (بادل) ہم پر برسنے والا ہے۔ (نہیں) بلکہ دراصل یہ ابر وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے، ہوا ہے جس میں

[1] احقاف حقف کی جمع جو کہ ریت کے لمبے لمبے ٹیلوں پر بولا جاتا ہے جو ٹیلے اپنی لمبائی و چوڑائی میں پہاڑ کی مانند ہوں، لیکن اصطلاحاً یہ صحرائے عرب الربع الخالی کے جنوبی مغربی حصے کا نام ہے (جو کہ حضر موت (یمن) کے قریب تھا) جہاں آج کوئی آبادی نہیں ہے۔ اور بعض نے اس کے معنی پہاڑ اور غار کیے ہیں، نیز یہ عاد اولیٰ کا تذکرہ ہے۔

دردناک عذاب ہے جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر دے گی، پس وہ ایسے ہو گئے کہ بجز ان کے مکانات کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ گناہ گاروں کے گروہ کو ہم یونہی سزا دیتے ہیں۔"

5۔ سیّدنا صالح علیہ السلام

سیّدنا صالح علیہ السلام کو قومِ ثمود کی طرف بھیجا گیا، یہ لوگ مدائن صالح حجر کے قریب رہتے تھے جو کہ اب موجودہ سعودی عرب میں ہے۔ اور غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا گزر ان کی قوم کے تباہ شدہ علاقہ سے ہوا جس طرح تذکرہ صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ قرآن نے صالح علیہ السلام اور قوم صالح کے واقعات کو کس طرح بیان کیا ہے، اس کی ایک جھلک ملاحظہ کریں۔

قوم کو دعوت اور اللہ کی نشانی اونٹنی کے بارے میں نصیحت

﴿ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ ﴾ (الاعراف: ۷۳تا۷۵)

"اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: اے

میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے، یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے، اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہ کہیں تم کو دردناک عذاب آ پکڑے، اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عاد کا جانشین بنایا، اور تمہیں زمین پر رہنے کا ٹھکانا دیا کہ تم نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو۔ سو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔ ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے، انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے۔ پوچھا: کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بے شک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔"

قوم کے لوگوں کی بدبختی

﴿قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۷۶ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷۷ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۷۸ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۷۹﴾

(الاعراف: ۷۶تا۷۹)

"وہ متکبر لوگ کہنے لگے: تم جس بات پر یقین لائے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں۔ پس انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے

لگے کہ اے صالح! جس کی آپ دھمکی دیتے ہیں اس کو لے آیئے، اگر آپ پیغمبر ہیں۔ پس ان کو زلزلے نے آ پکڑا، سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ اس وقت (صالح) ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچادیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔"

6۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں۔ انہیں اللہ کی توحید کی خاطر بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن آپ سب آزمائشوں پر استقامت کا پہاڑ بنے رہے۔ اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا، اور اپنے مقدس کلام میں جابجا ان کا تذکرہ جمیل کیا۔ ذیل میں ہم انہی چند آیات کا ذکر کرتے ہیں۔

قوم کو دعوت اور بت شکنی

﴿وَ لَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ٘ وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَ تَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ

عَلٰۤى اَعۡيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَشۡهَدُوۡنَ ۞ قَالُوۡۤا ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ۞ قَالَ بَلۡ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيۡرُهُمۡ هٰذَا فَسۡـَٔلُوۡهُمۡ اِنۡ كَانُوۡا يَنۡطِقُوۡنَ ۞ فَرَجَعُوۡۤا اِلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ فَقَالُوۡۤا اِنَّكُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۞ ثُمَّ نُكِسُوۡا عَلٰى رُءُوۡسِهِمۡ‌ۚ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا هٰٓؤُلَۤاءِ يَنۡطِقُوۡنَ ۞ قَالَ اَفَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكُمۡ شَيۡـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمۡ ۞ اُفٍّ لَّكُمۡ وَلِمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۞﴾ (الانبیاء: ۵۱ تا ۶۷)

”یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو اس کی سمجھ بوجھ عطا فرمائی تھی، اور ہم اسے جاننے والے تھے، جب کہ اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو، کیا ہیں؟ سب نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر تو تم اور تمہارے باپ دادا بھی یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا رہے۔ کہنے لگے: کیا آپ ہمارے پاس سچ مچ حق لائے ہیں یا یوں ہی مذاق کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! درحقیقت تم سب کا پروردگار تو وہ ہے جو آسمان وزمین کا مالک ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے میں تو اسی بات کا گواہ اور قائل ہوں، اور اللہ کی قسم میں تمہارے ان معبودوں کا علاج تمہاری غیر موجودگی میں ضرور کروں گا۔ پس اس نے ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، ہاں صرف بڑے بت کو چھوڑ دیا، یہ بھی اس لیے کہ وہ سب اس کی طرف ہی لوٹیں۔ کہنے لگے کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کس نے کیا؟ ایسا شخص تو یقیناً ظالموں میں سے ہے۔ بولے: ہم نے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا جسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ سب

نے کہا: اچھا اسے مجمع میں لوگوں کی نگاہوں کے سامنے لاؤ تا کہ گواہ ہو جائیں۔
کہنے لگے: اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔
آپ نے جواب دیا: بلکہ اس کام کو ان کے بڑے نے کیا ہے، تم اپنے خداؤں
سے ہی پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں۔ پس یہ لوگ اپنے دلوں میں قائل ہو گئے اور
کہنے لگے: یقیناً تم خود ہی ظالم ہو، پھر اپنے سروں پر الٹے کر دیئے گئے کہ یہ
تو تجھے بھی معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں۔ اللہ کے خلیل نے اسی وقت فرمایا: افسوس!
کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکیں نہ نقصان۔ تف
(افسوس) ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو۔ کیا تمہیں اتنی سی
عقل بھی نہیں۔"

قوم کی ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کوشش اور آگ کا ٹھنڈا ہو جانا

﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾﴾ (الاعراف: ٦٨ تا ٧٠)

" (جب ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو) کہنے لگے: اسے جلا دو اور اپنے
خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو۔ ہم نے فرمادیا: اے آگ!
تو ابراہیم پر سراسر ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔ گو انہوں نے ابراہیم کا برا چاہا لیکن ہم
نے انہیں ہی نقصان پانے والا کر دیا۔"

والد کو دعوت اور والد سے علیحدگی

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾

يٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ﴿۴۳﴾ یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ﴿۴۴﴾ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَىٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ﴿۴۷﴾ وَ اَعْتَزِلُكُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّیْ ۖؗ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾

(مریم: ۴۱ تا ۴۸)

''اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کر بے شک وہ سچا نبی تھا۔ جب کہ اس نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے باپ! اس چیز کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی ہے اور نہ تیرے کام آتی ہے۔ میرے مہربان باپ! آپ دیکھیے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں۔ تو آپ میری ہی مانیے، میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہنمائی کروں گا۔ میرے ابا! آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں۔ شیطان تو رحم وکرم والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ ابا جی! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الٰہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے۔ سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا۔ اور مجھے چھوڑ جا اس حال میں کہ تو صحیح سالم ہے۔ کہا: اچھا تم پر سلام ہو۔ میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، بے شک وہ مجھ پر ہمیشہ سے مہربان ہے۔ میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ رہا ہوں، صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں

مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگنے میں محروم نہ رہوں گا۔"

ابراہیم علیہ السلام کی تعریف بزبان قرآن

﴿ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ ﴾

(التوبہ: ١١٤)

"اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت مانگنا، وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے کرلیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہو گئے، بے شک ابراہیم بہت نرم دل اور بڑے بردبار تھے۔"

ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا طرز زندگی و منہج

﴿ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ

النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

(البقرہ: ۱۳۱تا۱۳۶)

”جب کبھی اس سے اس کے رب نے کہا: فرمانبردار ہو جا، اس نے کہا: میں رب العالمین کا فرمانبردار ہو گیا، اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند فرمالیا ہے، خبردار! تم مسلمان ہی مرنا، کیا یعقوب کے انتقال کے وقت تم موجود تھے، جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ اُن سب نے جواب دیا: آپ کے معبود کی اور آپ کے آباؤاجداد اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ یہ جماعت تو گزر چکی جو انہوں نے کیا، وہ ان کے لیے ہے اور جو تم کرو گے تمہارے لیے ہے۔ ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے۔ کہتے ہیں: یہود ونصاریٰ بن جاؤ، تو تم ہدایت پاؤ گے کہو: بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں، اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار اور مشرک نہ تھے۔ اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی، اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) دیئے گئے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔“

آزمائش کے بعد امامت کا ملنا

﴿ وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ ﴾

(البقرہ: ۱۲۴)

''جب ابراہیم کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا۔ اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنا دوں گا۔ عرض کرنے لگے: اور میری اولاد کو بھی، فرمایا: میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔''

دین ابراہیم

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿١٢٥﴾﴾ (النساء: ۱۲۵)

''باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے جس نے اپنا چہرہ اللہ کے تابع کر دیا، اور وہ ہو بھی نیک کام کرنے والا اور اس نے ابراہیم کی ملت کی پیروی کی، جو ایک اللہ کی طرف ہو جائے، اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔''

7۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام

سیّدنا اسماعیل جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں، ان کو بھی رب نے اپنی رسالت کے لیے چنا صرف ہی نہیں بلکہ ان کی دعاء کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی انہیں کی اولاد میں سے چنا۔ مختصر یہ کہ آپ علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ پیغمبر، باپ پیغمبر بھائی پیغمبر، بھتیجے یعقوب پیغمبر اور نبی آخر الزمان اپنی ہی اولاد سے پیغمبر۔

اسماعیل علیہ السلام کی والد کی فرمانبرداری اور اللہ کی راہ میں فدا ہونے کی تڑپ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ قَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا

وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ بٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَ عَلٰۤی اِسْحٰقَ ؕ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ﴿۱۱۳﴾

(الصفت : ۹۹تا۱۱۳)

’’اور اس نے کہا: میں تو ہجرت کر کے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں، وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔ اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔ تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی، پھر جب بچہ اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے تو ابراہیم نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ: اے ابا جان! آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے اسے بجالایئے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ غرض جب دونوں مطیع ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے ایک جانب گرادیا تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا، اور ہم نے ان کا ذکرِ خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔ ابراہیم پر سلام ہو ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔ اور ہم نے اس کو اسحاق (بیٹے) کی بشارت دی اس حال میں کہ وہ نبی ہوگا اور صالح لوگوں میں سے ہوگا۔ اور ہم نے

ابراہیم واسحاق پر برکتیں نازل فرمائیں، ان دونوں کی اولادوں میں بعضے تو نیک بخت ہیں اور بعضے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ ۪ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝﴾ (مریم: ٥٤، ٥٥)

''اس کتاب میں اسماعیل کا واقعہ بھی بیان کرو، وہ بڑے ہی وعدے کے سچے تھے ،رسول اور نبی بھی تھے۔ وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسند کیے ہوئے تھے۔''

8۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام

سیّدنا اسحاق علیہ السلام بھی ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اور اسماعیل علیہ السلام کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ان کو اللہ نے یہ اعزاز بھی بخشا ہے کہ ان کے بیٹے یعقوب، پوتے یوسف اور آگے چل کر ان کی اولاد میں موسیٰ وعیسیٰ، یحییٰ وزکریا علیہم السلام پیدا ہوئے، اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل بھی انہیں کی اولاد سے ہیں۔

﴿وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ بٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝﴾

(الصفت: ١١٢، ١١٣)

''اور ہم نے اس کو اسحاق نبی کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے ہوگا۔ اور ہم نے ابراہیم واسحاق (علیہما السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں، اور ان دونوں کی اولادوں میں بعض تو نیک بخت ہیں، اور بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔''

اسحاق علیہ السلام کی پیدائش

﴿ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۚ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۚ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾ ﴾

(ھود: ٦٩ تا ٧٣)

”اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر ابراہیم کے پاس خوش خبری لے کر آئے، انہوں نے سلام کہا۔ اس نے کہا: سلام ہو اور بغیر کسی تاخیر کے بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ اب جو دیکھا کہ ان کے ہاتھ بھی اس کی طرف نہیں پہنچ رہے تو انہیں اجنبی جان کر دل ہی دل میں ان سے ڈرنے لگے، انہوں نے کہا: ڈرو نہیں، ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں، ان کی بیوی جو کھڑی ہوئی تھیں، وہ ہنس پڑی، تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی۔ وہ کہنے لگیں: میرے ہاں اولاد کیسے ہو سکتی ہے میں خود بڑھیا ہوں، اور یہ میرے خاوند بھی بہت بڑی عمر کے ہیں، یہ تو یقیناً بہت تعجب کی بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: کیا تو اللہ کی قدرت پر تعجب کر رہی ہو، اے اس گھر کے لوگو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، بے شک وہ (اللہ) بے حد تعریف کیا گیا، بڑی شان والا ہے۔“

9۔سیدنا شعیب علیہ السلام

اللہ کے نبی شعیب علیہ السلام بھی ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدیان بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، ان کو اللہ نے اہل مدین کی طرف بھیجا، اور اصحاب الایکہ بھی انہی کی قوم پر بولا گیا ایکہ ایک درخت تھا ان کی قوم اس کی پوجا کیا کرتی تھی، اور آپ کو خطیب الانبیاء کا لقب بھی دیا گیا۔[1]

اور ان کو لوط علیہ السلام کے بعد قریب کے زمانہ میں بھیجا گیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر، ص: ٢٤٤)

قرآن ان کا تعارف اور ان کی دعوت کا بیان کچھ یوں پیش کرتا ہے

﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاِنْ كَانَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَاۗىِٕفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿٨٨﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ

---

[1] مستدرک حاکم: ٥٦٨/٢۔ طبری: ٢٢٩/١.

كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٩٠﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩١﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٩٣﴾ (الاعراف: ۸۵ تا ۹۳)

''اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے، پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو، اور روئے زمین میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کردی گئی فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو، اور اللہ کی راہ سے روکو، اور اس میں کجی ڈھونڈتے رہو۔اور اس حالت کو یاد کرو جب تم کم تھے، پھر اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو فساد کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا، اور اگر تم میں سے کچھ لوگ اس حکم پر جس کو دے کر مجھے بھیجا گیا ایمان لے آئے ہیں اور کچھ ایمان نہیں لائے ہیں، تو ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ ہمارے درمیان میں اللہ فیصلہ کردے اور وہ سب فیصلہ

کرنے والوں سے بہتر ہے۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور ان کو جو آپ کو اور جو آپ ساتھ ایمان والے ہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ۔ شعیب نے جواب دیا کہ اگر چہ ہم ناپسند کرنے والے ہوں؟ ہم تو اللہ تعالیٰ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہو جائیں گے۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں آجائیں، اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں پھر آجائیں۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے، ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کردے اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیب کی راہ پر چلو گے تو بے شک بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔ پس ان کو زلزلے نے آپکڑا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے۔ جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہو گئی جیسے ان گھروں میں وہ کبھی رہے ہی نہ تھے۔ جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی خسارے میں پڑ گئے۔ اس وقت شعیب ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دیئے تھے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی تو میں نہ ماننے والوں پر کیوں رنج کروں۔''

10 و 11۔ سیّدنا یعقوب علیہ السلام و سیدنا یوسف علیہ السلام

ان دونوں پیغمبروں کا ذکر بھی اللہ نے اپنے مقدس کلام میں کیا ہے۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام کے واقعے کو ''احسن القصص'' کہا گیا ہے۔ سورۂ یوسف میں اس کا مفصلاً تذکرہ ہے۔ ایک دفعہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا:

((مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: اَکْرَمُهُمْ اَتْقَاهُمْ، قَالُو: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ،

لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ ، قَالَ: فَاَكْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ .))[1]

''سب سے زیادہ معزز و شریف کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جو سب سے زیادہ متقی ہو وہ سب سے زیادہ معزز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا، ہمارے سوال کا مطلب یہ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر سب سے زیادہ مکرم ومحترم اور عزت وشرف والے اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ خود اللہ کے نبی ہیں، ان کے والد (یعقوب علیہ السلام) بھی اللہ کے نبی ہیں، پھر ان کے والد (یعنی یوسف علیہ السلام کے دادا اسحاق علیہ السلام) بھی اللہ کے نبی ہیں، پھر ان کے والد (ابراہیم علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے پردادا ہیں وہ خلیل اللہ ہیں) تو ان سے بڑھ کر کوئی عزت وشرف مقام والا نہیں ہوسکتا ایسی نسبت کسی اور کو حاصل نہیں ہوسکتی۔''

ایک دوسری روایت میں نبی ﷺ نے یوسف علیہ السلام کو یوں خراج تحسین پیش فرمایا:

((وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ))[2]

''اور اگر میں اتنی میں مدت تک قید تک قید خانہ میں رہتا جتنی لمبی مدت یوسف علیہ السلام رہے تو ضرور میں بادشاہ کے قاصد کی بات مان لیتا۔''

تو ان سے بڑھ کر کوئی عزت وشرف ومقام والا نہیں ہوسکتا۔ ایسی نسبت کسی اور کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ اب ذرا ان دونوں معزز ومحترم اور اللہ کے پاک پیغمبروں کا تذکرہ قرآن کی زبانی معلوم کرتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام کا خواب اور احسانات باری تعالیٰ

﴿اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قصة اسحاق بن ابراهیم، رقم: ۳۳۷٤.

[2] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب و نبئهم عن ضیف ابراهیم، رقم: ۳۳۷۲.

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾﴾

(یوسف: ٤ تا ٦)

''جب کہ یوسف نے اپنے باپ سے ذکر کیا کہ اے ابا جان! میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا کہ وہ سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ یعقوب نے کہا: میرے پیارے بچے! اپنے اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے ساتھ کوئی فریب کاری کریں۔ شیطان تو انسان کا صریح دشمن ہے۔ اور اسی طرح تجھے تیرا پروردگار (تجھے اپنے کام کے لیے) چن لے گا، اور تجھے باتوں کی اصل حقیقت (خوابوں کی تعبیر) بھی سکھائے گا، اور اپنی نعمت تجھ پر اور آل یعقوب پر پوری کرے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلے تیرے دادا ابراہیم واسحاقؑ پر پوری کی یقیناً تیرا رب سب کچھ جاننے والا اور زبردست حکمت والا ہے۔''

گٹھ جوڑ اور سازش

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ﴿۸﴾ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا

تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿١٠﴾ (یوسف: ۷تا۱۰)

''یقیناً یوسف اور اس کے بھائیوں میں سوال کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جب کہ انہوں نے کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی بہ نسبت ہمارے، باپ کو بہت زیادہ پیارا ہے حالانکہ ہم طاقتور جماعت ہیں، کوئی شک نہیں کہ ہمارا باپ صریح غلطی پر ہے۔ (آپس میں مشورہ کرتے ہوئے کہنے لگے) یوسف کو تو مار ہی ڈالو یا اسے نامعلوم جگہ پہنچا دو تا کہ تمہارے والد کا چہرہ صرف تمہاری ہی طرف ہو جائے۔ اس کے بعد تم نیک ہو جانا۔ ان میں سے ایک نے کہا: یوسف کو قتل تو نہ کرو، بلکہ اسے کسی گمنام اندھے کنوئیں میں پھینک دو، کوئی راہ چلتا قافلہ اسے لے جائے گا، اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یوں کرو۔''

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا اعتماد دلانے کی کوشش کرنا اور والد کے خدشات

﴿قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿١١﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿١٢﴾ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿١٣﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿١٤﴾﴾

(یوسف: ۱۱تا۱۴)

'' انہوں نے کہا: اے ہمارے باپ! آخر آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار کیوں نہیں کرتے ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ کل آپ اسے ضرور ہمارے ساتھ بھیج دیجیے کہ یہ خوب کھائے پیئے اور کھیلے، اس کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں۔ (یعقوب علیہ السلام نے) کہا: مجھے تو یہ بات سخت غمگین کرتی ہے کہ تم اسے ساتھ

لے جاؤ اور مجھے یہ بھی کھٹکا لگا رہے گا کہ تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا کھا جائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم جیسی زورآور جماعت کی موجودگی میں بھی اگر اسے بھیڑیا کھا جائے پھر تو ہم بالکل نکمے ہیں۔‘‘

یوسف علیہ السلام کنویں میں اور بھائی روتے ہوئے

﴿ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَجَآءُوْۤا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝ ﴾

(یوسف: ۱۵ تا ۱۸)

’’پھر جب اسے لے چلے اور سب نے مل کر طے کر لیا کہ اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیں، ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ یقیناً وقت آ رہا ہے کہ تو انہیں اس ماجرا کی خبر اس حال میں دے گا کہ وہ جانتے ہی نہ ہوں گے، اور رات کے اندھیرے میں (وہ سب) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے پہنچے، اور کہنے لگے کہ ابا جی! ہم تو آپس میں دوڑ میں لگ گئے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو اسے کوئی بھیڑیا کھا گیا، آپ تو ہماری بات پر یقین کرنے والے نہیں خواہ ہم سچے ہی کیوں نہ ہوں۔ اور یوسف کے کرتے کو جھوٹ موٹ کے خون سے آلودہ بھی کر لائے تھے۔ باپ نے کہا: (حقیقت) یوں نہیں (جس طرح کہ تم کہہ رہے ہو) بلکہ تم نے اپنے دل ہی دل سے ایک

بات بنالی ہے۔ پس صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے۔''

یوسف علیہ السلام بازار مصر میں

﴿وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَٰبُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَٰمٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَٰعَةً ۚ وَٱللَّهُ عَلِيمٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَٰهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ ٱلزَّٰهِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَالَ ٱلَّذِى ٱشْتَرَىٰهُ مِن مِّصْرَ لِٱمْرَأَتِهِۦٓ أَكْرِمِى مَثْوَىٰهُ عَسَىٰٓ أَن يَنفَعَنَآ أَوْ نَتَّخِذَهُۥ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِى ٱلْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُۥ مِن تَأْوِيلِ ٱلْأَحَادِيثِ ۚ وَٱللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰٓ أَمْرِهِۦ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُۥٓ ءَاتَيْنَٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾﴾ (یوسف: ۱۹تا۲۲)

''اور ایک قافلہ آیا اور انہوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا، اس نے اپنا ڈول لٹکا دیا۔ وہ کہنے لگا: واہ واہ! خوشی کی بات ہے، یہ تو ایک لڑکا ہے۔ انہوں نے اسے مال تجارت قرار دے کر چھپا دیا، اور اللہ تعالیٰ اس سے باخبر تھا جو وہ کر رہے تھے، انہوں نے اسے بہت ہی ہلکی قیمت پر گنتی کے چند درہموں پر ہی بیچ ڈالا، وہ تو یوسف کے بارے میں بہت ہی بے رغبت تھے۔ مصر والوں میں سے جس نے اسے خریدا تھا، اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسے بہت ہی عزت و احترام کے ساتھ رکھو، ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے ہم اپنا بیٹا ہی بنالیں، یوں ہم نے مصر کی زمین میں یوسف کا قدم جما دیا کہ ہم اسے خواب کی تعبیر کا کچھ علم سکھا دیں، اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، اور جب

(یوسف) پوری جوانی کی عمر کو پہنچا ہم نے اسے دانائی اور علم دیا، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔"

ملکہ کی چالبازیاں اور اللہ کی مدد

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٢٣ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝٢٤ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٢٥ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٢٦ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٢٧ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝٢٨ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۝٢٩﴾ (یوسف: ۲۳ تا ۲۹)

"اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے، اس نے یوسف کو اپنی طرف ورغلانا چاہا، اس نے دروازے بند کر لیے اور کہنے لگی: جلدی آ جاؤ، یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ! میرے رب نے مجھے بہت اچھی منزلت بخشی ہے۔ ظالم لوگ یقیناً فلاح نہیں پاتے۔ چنانچہ اس عورت نے یوسف کا قصد کیا اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتے۔ اس طرح ہم نے انہیں اس برائی اور بے

حیائی سے بچا لیا کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے۔ پھر وہ دونوں
دروازے کی طرف لپکے اور اس نے یوسف کو پیچھے سے کھینچ کر قمیض پھاڑ دی،
انھوں نے اس کے خاوند کو دروازے کے پاس کھڑا پایا۔ تب کہنے لگی: جو تیری
بیوی سے بُرا ارادہ رکھتا ہو، اس کا بدلہ اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ یا اس کو قید کر
دیا جائے یا المناک سزا دی جائے۔ یوسف نے کہا: یہ عورت ہی مجھے پھسلا رہی
تھی اور عورت کے قبیلے ہی کے ایک شخص نے گواہی دی کہ اگر اس کی قمیض آگے
سے پھٹی ہوئی ہو تو عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔
اور اگر اس کی قمیض پیچھے کی جانب سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت جھوٹی ہے، اور
یوسف سچوں میں سے ہیں۔ خاوند نے جو دیکھا کہ قمیض پچھلی جانب سے پھٹی
ہوئی ہے تو صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم عورتوں کے فریب میں سے ہے، بے شک
تمہارا فریب بہت بڑا ہے۔ یوسف اس معاملے سے درگزر کرو اور عورت تو اپنے
گناہ کی معافی مانگ۔ بے شک تو گناہ گاروں میں سے ہے۔"

یوسف عَلَیْہِ السَّلَام مصر کی عورتوں کے سامنے

﴿ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ
قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۰ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ
اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ
سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۡ
وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝۳۱ قَالَتْ
فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ
وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝۳۲ قَالَ

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾

(یوسف: ۳۰ تا ۳۴)

"اور شہر کی عورتوں میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز کی بیوی اپنے جوان غلام کو اپنا مطلب نکالنے کے لیے بہلانے پھسلانے میں لگی رہتی ہے۔ اس کے دل میں یوسف کی محبت بیٹھ گئی ہے، ہمارے خیال میں تو وہ صریح غلطی میں ہے۔ اس نے جب ان کی پُر فریب غیبت کا حال سنا تو انہیں بلوا بھیجا اور ان کے لیے ایک مجلس مرتب کی اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دی۔ اور کہا: اے یوسف! ان کے سامنے چلے آؤ، ان عورتوں نے جب اسے دیکھا، تو بہت بڑا جانا اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے، اور زبان سے نکل گیا کہ ماشاء اللہ! یہ انسان تو ہرگز نہیں، یہ تو یقیناً کوئی بہت ہی بزرگ فرشتہ ہے۔ اس وقت عزیز مصر کی بیوی نے کہا: یہی ہے جن کے بارے میں تم مجھے طعنے دے رہی تھیں، میں نے ہر چند اس سے اپنا مطلب حاصل کرنا چاہا لیکن یہ بال بال بچا رہا اور جو کچھ اس سے کہہ رہی ہوں، اگر یہ نہ کرے گا تو یقیناً یہ قید کر دیا جائے گا اور بے شک یہ بہت ہی بے عزت ہوگا۔ یوسف نے دعا کی: اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف عورتیں مجھے بلا رہی ہیں، اس سے تو مجھے جیل خانہ بہت پسند ہے۔ اگر تو نے ان کا فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا، اور میں نادانوں میں جا ملوں گا، اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی، اور ان عورتوں کے داؤ پیچ اس سے پھیر دیئے۔ یقیناً وہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

حدیث میں آتا ہے کہ:

((عن النبی ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ:......وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: اِنِّی اَخَافُ اللّٰهَ .))[1]

''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اپنا سایہ عطا فرمائے گا...... ان میں سے ایک وہ شخص ہے جسے ایک ایسی عورت دعوت گناہ دے جو حسن و جمال سے آراستہ ہو اور جاہ و منصب کی بھی حامل ہو، لیکن وہ اسکے جواب میں یہ کہہ دے کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔''

12۔ سیدنا ایوب علیہ السلام

سیّدنا ایوب علیہ السلام کے متعلق یہ بات جاننا ضروری ہے کہ آپ علیہ السلام بہت مالدار تھے، اور آپ کا علاقہ حوران ثنیہ تھا ان کے صبر و شکر اور ان پر رب کے احسانات کو قرآن نے جابجا بیان کیا ہے، اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَيُّوْبَ نَبِيَّ اللّٰهِ لَبِثَ فِيْ بَلَائِهِ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَفَضَهُ الْقَرِيْبُ وَالْبَعِيْدُ الا رجلين......وَكَانَ يَخْرُجُ اِلَى حَاجَتِهِ، فَاِذَا قَضَى حَاجَتَهُ، اَمْسَكَتْ اِمْرَأَتُهُ بِيَدِهِ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ اَبْطَأَ عَلَيْهَا، فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَى اَيُّوْبَ فِيْ مَكَانِهِ "اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ شَرَابٌ "ص الآية: ٤٢" فَاسْتَبْطَأَتْهُ فَبَلَغَتْهُ، فَاَقْبَلَ عَلَيْهَا قَدْ اَذْهَبَ اللّٰهُ مَابِهِ الْبَلَاءَ فَهُوَ اَحْسَنُ مَا كَانَ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: اى۔ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ۔! هَلْ رَأَيْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ۔ هٰذَا الْمُبْتَلٰى۔؟ وَاللّٰهِ۔ عَلٰى ذٰلِكَ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ بِهِ مِنْكَ

[1] صحیح بخاری، کتاب الآذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاة، رقم: ٦٦٠۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل اخفاء الصدقة.

إِذَا كَانَ صَحِيْحًا! قَالَ فَإِنِّيْ أَنَا هُوَ ، وَكَانَ لَهُ انْدَرَان: أَنْدَرُ الْقُمْحِ وَأَنْدَرُ السَّعِيْرِ ، فَبَعَثَ اللّٰهُ سَحَابَتَيْنِ ، فَلَمَّا كَانَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى أَنْدَرِ الْقَمْحِ ، أَفْرَغَتْ فِيْهِ الذَّهَبُ حَتّٰى فَاضَتْ ، وَأَفْرَغَتْ الْأُخْرٰى عَلَى أَنْدَرِ السَّعِيْرِ الْوَرِقِ حَتّٰى فَاضَتْ .))[1]

''اللہ کے نبی ایوب اٹھارہ سال بیماری میں رہے حتیٰ کہ دور قریب کے سب رشتہ دار سب چھوڑ گئے، دو آدمیوں کے علاوہ.......... آپ جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے فارغ ہوتے تو آپ علیہ السلام کی بیوی ہاتھ کا سہارا دیئے رہتیں حتیٰ کہ آپ واپس آجاتے، ایک دن اس سے دیر ہوگئی تو اللہ نے وحی فرمائی ''اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ'' (ص:۴۲) ''اپنا پاؤں زمین پر ماریئے، یہ نہانے اور پینے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے'' بیوی دیر سے پہنچیں تو دیکھنے لگ گئیں، ایوب علیہ السلام اس کی طرف آئے جبکہ اللہ نے بیماری بالکل ختم کردی، اور اب وہ بہت خوبصورت حالت میں تھے، بیوی آپ کو دیکھ کر کہنے لگیں، کیا آپ نے اللہ کے نبی کو دیکھا ہے جو یہاں بیماری کی حالت میں موجود تھے؟ اور اللہ کی قسم جب وہ صحیح تھے تو وہ آپ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے تو (ایوب علیہ السلام نے) فرمایا وہ میں ہی ہوں۔

ایوب علیہ السلام کے دو کھلیان (وہ جگہ جہاں تھریشر، یا ویٹ مشین یا کسی دوسرے طریقے پر اناج بھس وغیرہ سے نکال کر ڈھیر لگایا جائے) تھے، ایک گندم کا اور دوسرا جو کا، اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے۔ ایک بادل گندم کے کھلیان پر آیا، اور اس نے سونا برسایا حتیٰ کہ وہ لبالب بھر گیا۔ پھر دوسرے نے جو کے کھیت پر چاندی برسائی۔ حتیٰ کہ وہ بھی فُل چاندی سے بھر گیا۔''

---

[1] صحيح ابن حبان، رقم: ۲۸۸۷۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۷.

آپ نے ملاحظہ کیا کہ آزمائش کے بعد رب تعالیٰ نے ان کو کتنا نوازا، اب ہم قرآن کی چند آیات ان کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

ایوب علیہ السلام کا اللہ کا ادب، اور اللہ کی رحمت کی برکھا

﴿وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۴﴾﴾ (الانبیاء: ۸۳تا ۸۴)

''ایوب کی اس حالت کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور ہم نے ان کی سن لی اور جو دکھ انہیں تھا، اسے دور کر دیا، اور اس کو اہل وعیال عطا فرمائے بلکہ اپنی خاص مہربانی سے ان کے ساتھ ویسے ہی اور تا کہ سچے بندوں کے لیے سبب نصیحت ہو۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَ اذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾﴾ (ص: ۴۱ تا ۴۴)

''اور ہمارے بندے ایوب کا بھی ذکر کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔ (اللہ نے فرمایا) اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے، اور ہم نے اسے اس کا پورا کنبہ عطا فرمایا بلکہ اتنا ہی اور

بھی اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور عقل مندوں کی نصیحت کے لیے، اور اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لے کر مار دے اور قسم کا خلاف نہ کر، سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اسے بڑا صابر بندہ پایا، وہ بڑا نیک بندہ تھا اور بڑا ہی رغبت رکھنے والا۔''

13۔ سیدنا یونس علیہ السلام

سیّدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اِنِّی خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی .)) [1]

''کسی بندے کے لیے لائق نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔''

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ارض موصل کے ایک شہر نینوی کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔

یونس علیہ السلام کی دعا

﴿وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾﴾

(الانبیاء: ٨٧ تا ٨٨)

''مچھلی والے (سیدنا یونس علیہ السلام) کو یاد کرو! جب کہ وہ غصے سے چل دیا اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں کے اندر پکار اٹھا کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں ظالموں میں سے ہوگیا۔ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یونس علیہ السلام کی دعا قبول کی، اور اسے اندھیرے سے اور مچھلی کے پیٹ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ "وان یونس الخ" رقم: ٣٤١٣ و ٣٤١٢.

سے نجات دے دی، اور فرمایا کہ جو بھی مومن ہمیں اسطرح شدائد اور مصیبتوں میں پکارے گا، ہم اسے نجات دیں گے، حدیث میں بھی آتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَعْوَةُ ذِی النُّوْنِ اِذْ دَعَا وَهُوَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ.))[1]

''کہ جس مسلمان نے بھی اس دعا کے ساتھ کسی معاملے کے لیے دعا مانگی تو اللہ نے اسے قبول فرمایا ہے۔''

یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے نجات پانا

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۱۴۸﴾﴾

(الصفت: ۱۳۹ تا ۱۴۸)

''اور یہ یونس نبیوں میں سے تھے۔ جب بھاگ پڑے بھری کشتی کی جانب، پھر قرعہ اندازی ہوئی تو یہ مغلوب ہو گئے۔ تو پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا، اور وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرنے لگ گئے۔ پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو یہ اس دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے جس دن مردے زندہ کیے

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۰۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

جائیں۔ پس اسے ہم چٹیل میدان میں ڈال دیا۔ اور اس وقت وہ بیمار تھے اور اس پر سایہ کرنے والا کدو کی قسم کا ایک درخت ہم نے اگا دیا اور ہم نے اسے ایک لاکھ بلکہ اور زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔ پس وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں ایک زمانہ تک عیش وعشرت دی۔"

یونس علیہ السلام پر رب کا احسان اور چُن لیا جانا

﴿ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ ۘ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿٥٠﴾ ﴾

(القلم: ٤٨ تا ٥٠)

"پس تم اپنے رب کے حکم کا صبر سے انتظار کرو اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جاؤ، جب کہ اس نے غم کی حالت میں دعا کی۔ اگر اسے اس کے رب کا احسان نہ پالیتا، تو یقیناً وہ برے حالوں میں بنجر زمین میں ڈال دیا جاتا۔ اسے اس کے رب نے پھر نوازا اور اسے نیکوکاروں میں کر دیا۔"

﴿ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ إِيْمَانُهَآ إِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ إِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾ ﴾ (یونس: ٩٨)

"چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ اس کا ایمان لانا اس کو نافع دینا سوائے یونس کی قوم کے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان سے ٹال دیا اور ان کو ایک خاص وقت تک کے لیے زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔"

14و15۔ سیّدنا موسیٰ وسیدنا ھارون علیہما السلام:

یہ دونوں بھی اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبروں میں سے تھے۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کثرت سے قرآن میں آیا ہے، اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

((اَلنَّاسُ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یَّفِیْقُ، فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ جُوْزِیَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.))[1]

''قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا، اور دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کے پایوں میں سے ایک پایا تھامے ہوئے ہیں، اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے ہوں یا (بے ہوش ہی نہ کیے گئے ہوں بلکہ) انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کا بدلہ دیا گیا ہو۔''

اسی ہی باب کی حدیث، رقم: ۳۳۹۴، میں ہے کہ ''میں نے معراج والی رات موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ ایک دبلے پتلے سیدھے بالوں والے آدمی ہیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوہ میں ہوں۔''[2]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((اِسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْیَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُحَمَّدًا ﷺ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔ فِی قَسَمٍ یُقْسِمُ بِهٖ۔ فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ: وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعَالَمِیْنَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ یَدَهٗ فَلَطَمَ الْیَهُوْدِیَّ، فَذَهَبَ الْیَهُوْدِیُّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِیْ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَقَالَ

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ "وھل اتاك حدیث موسی، رقم: ۳۳۹۸.

[2] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب وفاة موسی، رقم: ۳٤۰۸.

"لاتُخَیِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی فَاِنَّ النَّاسَ یُصْعَقُوْنَ......الخ .))

''مسلمانوں میں سے ایک آدمی کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا مسلمان نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا، قسم کھاتے ہوئے انہوں نے یہ کہا اس پر یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا، اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کو تھپڑ مار دیا، وہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنے اور مسلمان کے جھگڑے کی آپ کو خبر دی۔ آپ نے اسی موقع پر فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر ترجیح نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش......الخ''

اب آپ قرآن سے چند آیات موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو نبوت ملنا

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۚ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾﴾ (مریم : ۵۱ تا ۵۳)

''اس قرآن میں موسیٰ کا ذکر بھی کرو، جو چنا ہوا رسول اور نبی تھا۔ ہم نے اسے طور کی دائیں جانب سے پکارا اور راز گوئی کرتے ہوئے اسے قریب کر لیا اور اپنی خاص مہربانی سے اس کے بھائی کو نبوت عطا فرمائی۔''

طور سینا پر رب سے کلام اور معجزات کا ملنا

﴿فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ

شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٣٠ وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۟ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝٣١ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝٣٢ ﴾

(القصص: ۲۹ تا ۳۲)

”جب سیّدنا موسیٰ نے مدت پوری کر لی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو کوہ طور کی طرف آگ دیکھی۔ اپنی بیوی سے کہنے لگے: ٹھہرو! میں نے آگ دیکھی ہے، بہت ممکن ہے کہ میں وہاں سے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا کوئی انگارہ لاؤں تا کہ تم سینک لو۔ پس جب وہاں پہنچے تو اس بابرکت زمین کے میدان کے دائیں کنارے کے درخت میں سے آواز دیئے گئے کہ اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار اور (یہ بھی آواز آئی) کہ اپنی لکڑی ڈال دے۔ پھر جب اسے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح پھن پھیلا رہی ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر واپس ہو گئے اور مڑ کر رخ بھی نہ کیا۔ ہم نے کہا: اے موسیٰ! آؤ، ڈرو مت یقیناً تو ہر طرح امن والا ہے۔ اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی قسم کے روگ و بیماری کے چمکتا ہوا نکلے گا، بالکل سفید اور انھوں نے خوف سے بچنے کے لئے اپنے بازو اپنی طرف ہلائے، پس یہ دونوں معجزے تیرے لیے تیرے رب کی طرف سے ہیں فرعون اور اس کی جماعت کی طرف، یقیناً وہ سب کے سب بے حکم اور نافرمان لوگ ہیں۔“

معجزاتِ موسیٰ علیہ السلام کی تعداد

﴿ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ ﴾ (الاسراء: ۱۰۱ تا ۱۰۲)

"ہم نے موسیٰ کو نو معجزے بالکل صاف صاف عطا فرمائے، تو خود ہی بنی اسرائیل سے پوچھ لے کہ جب وہ ان کے پاس پہنچے تو فرعون بولا کہ اے موسیٰ! میرے خیال میں تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ تجھے علم ہو چکا ہے کہ آسمان وزمین کے پروردگار ہی نے نو معجزے دکھانے سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں۔ اے فرعون! میں تجھے ہلاک کیا ہوا سمجھتا ہوں۔"

جادوگروں کا ایمان لانا اور فرعون کا انتقام

﴿ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى ﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۷۲﴾ؕ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ وَ مَنْ

يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَأُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ (طه: ۷۰ تا ۷۶)

''اب تو تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور پکار اٹھے کہ ہم تو ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لائے۔ فرعون کہنے لگا کہ کیا میری اجازت سے پہلے ہی تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تو تمہارا وہ بڑا بزرگ ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، سن لو! میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کی مخالف جانب سے (یعنی سیدھا تو الٹا پاؤں و برعکس) کٹوا کر تم سب کو کھجور کے تنوں میں سولی پر لٹکوا دوں گا اور تمہیں پوری طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کی مار زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ناممکن ہے کہ ہم تجھے ان دلیلوں پر ترجیح دیں اور جو ہمارے سامنے آچکیں اور اس اللہ پر (تجھ کو ترجیح دیں) جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اب تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گزر، تو جو کچھ بھی حکم چلا سکتا ہے چلا تیرا وہ اسی دنیوی زندگی میں ہی ہے، ہم اس امید سے اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں کہ وہ ہماری خطائیں معاف فرمادے، اور جو کچھ تم نے ہم سے زبردستی کرایا ہے وہ تو جادو ہے، اللہ ہی بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ بات یہی ہے کہ جو بھی گنہگار بن کر اللہ تعالیٰ کے ہاں جائے گا اس کے لیے دوزخ ہے، جہاں نہ موت ہوگی، اور نہ زندگی اور جو بھی اس کے پاس ایماندار ہو کر جائے گا، اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے، اس کے لیے بلند و بالا درجے ہیں۔ ہیشگی والے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو پاک ہوا ہے۔''

موسیٰ وہارون علیہما السلام کو وحی کی روشنی عطا ہونا

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٠﴾﴾

(الانبیاء: ٤٨ تا ٥٠)

"یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے موسیٰ وہارون کو فیصلے کرنے والی نورانی اور پرہیز گاروں کے لیے وعظ ونصیحت والی کتاب عطا فرمائی ہے۔ وہ لوگ اپنے رب سے بن دیکھے خوف کھاتے ہیں اور قیامت سے ڈرنے والے ہیں اور یہ نصیحت وبرکت والا قرآن بھی ہم نے نازل کیا ہے، کیا تم اس کے منکر ہو۔"

موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی کتاب کے ساتھ ان کی قوم کا سلوک

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩١﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩٢﴾﴾ (الانعام: ٩١ تا ٩٢)

"اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جو اس کی قدر کرنے کا حق تھا، جب کہ یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ آپ یہ کہیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ لائے تھے، جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ نور ہے اور

لوگوں کے لیے وہ ہدایت ہے جس کو تم نے ان متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے۔ جن کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو اور تم کو بہت سی ایسی باتیں بتائی گئیں ہیں جن کو نہ تم اور نہ تمہارے بڑے جانتے تھے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اللہ نے نازل فرمایا ہے، پھر انہیں چھوڑ دے اپنی فضول بحث میں کھیلتے رہیں۔ اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے، اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرائیں، اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں، اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔''

تورات کا تعارف

﴿ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ ﴾

(الانعام: ۱۵۴ تا ۱۵۵)

''پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی جس سے اچھی طرح عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو اور سب احکام کی تفصیل ہو جائے اور رہنمائی ہو اور رحمت ہو، تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے پر یقین لائیں۔ اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی ہے اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

موسیٰ و ہارون علیہما السلام تبلیغ کے لیے فرعون کے دربار میں

﴿ وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَ لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا

لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَ لَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَ لَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ ﴾ (طٰهٰ: ۴۱ تا ۵۲)

’’اور میں نے تجھے خاص اپنی ذات کے لیے پسند فرمالیا ہے، اب تو اپنے بھائی سمیت میری نشانیاں لیے ہوئے جا اور خبردار میرے ذکر میں سستی نہ کرنا، تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، اس نے بڑی سرکشی کی ہے، اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ سمجھ جائے یا ڈر جائے۔ دونوں نے کہا: اے ہمارے رب ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے۔ جواب ملا کہ تم مطلقاً خوف نہ کرو، میں اب تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا رہوں گا۔ تم اس کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے پیغمبر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے، ان کی سزائیں موقوف کر۔ ہم تو تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اس کے لیے ہے جو ہدایت کا پابند ہو جائے۔ ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ جو جھٹلائے اور روگردانی کرے اس کے لیے عذاب ہے۔ فرعون نے پوچھا: اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت شکل عنایت

فرمائی، پھر راہ سمجھادی۔ اس نے کہا: اچھا یہ تو بتاؤ: اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔"

16۔ سیدنا الیاس علیہ السلام

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ الیاس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دمشق کے مغربی شہر بعلبک کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ بعل ایک بت کا نام تھا جس کی وہ پوجا کیا کرتے تھے، جس طرح کہ ذیل کی آیت سے واضح ہے۔ یہ شہر موجودہ اردن کے شمالی اضلاع پر مشتمل ہے۔ الیاس علیہ السلام کا ذکر قرآن میں صرف دو مقام پر ہے، ایک یہ درج مقام، اور دوسرا سورہ انعام آیت ۸۵ میں۔

الیاس علیہ السلام کی دعوت

﴿ وَ اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ ﴾

(الصفت : ۱۲۳ تا ۱۳۲)

"بے شک الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم بعل (نامی بت) سے دعائیں کرتے ہو؟ اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟ اللہ جو تمہارا اور تمہارے اگلے تمام باپ دادوں کا پالنہار ہے۔ لیکن قوم نے انہیں جھٹلایا۔ پس یقیناً وہ سب ضرور حاضر کیے جائیں گے۔ ہم نے الیاس کے ذکرِ خیر کو پچھلوں میں بھی باقی رکھا کہ

سلام ہو الیاسین پر۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔"

17۔ سیدنا داوٗد علیہ السلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ صَلَاةَ داوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ .)) ❶

"اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داوٗد علیہ السلام کی نماز ہے، اور سب سے زیادہ پسندیدہ روزے بھی داوٗد علیہ السلام کے روزے ہیں۔"

نیز نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

((خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ، وَلَا يَأْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ .)) ❷

"داوٗد علیہ السلام کے لیے قرآن (یعنی زبور) کی قرأت بہت آسان کردی گئی تھی، چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسے جانے سے پہلے ہی پوری زبور پڑھ لیتے، اور آپ علیہ السلام صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔"

یہ تھے داوٗد علیہ السلام کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند فرامین، جبکہ قرآن میں بھی ان کی عبادت وریاضت اور انابت الی اللہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

نبوت کا عطا ہونا اور جالوت کا قتل

﴿ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ

---

❶ صحيح بخارى، كتاب التهجد، قم: ١١٣١.

❷ صحيح بخارى، كتاب احاديث الانبياء، باب قوله تعالىٰ واتينا داؤد زبورا، رقم: ٣٤١٧.

الْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾

(البقرہ: ۲۵۱)

''چنانچہ اللہ کے حکم سے انہوں نے جالوتیوں کو شکست دے دی، اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا، اور اللہ نے داؤد کو مملکت و حکمت، اور جتنا کچھ چاہا علم بھی عطا فرمایا۔ اگر اللہ بعض (شر پسند) لوگوں کو بعض (صالح لوگوں کے ذریعے) سے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔''

ان کے لیے اللہ کی طرف سے لوہے کا نرم ہو جانا

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١﴾ ﴾ (سباء: ۱۰ تا ۱۱)

''اور ہم نے داؤد پر اپنا فضل کیا، (ہم نے کہا) اے پہاڑو! اس کے ساتھ تسبیح پڑھا کرو، اور پرندے بھی، اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کر دیا کہ تو پوری پوری زرہیں بنا اور جوڑوں میں اندازہ رکھ اور تم سب نیک کام کرو۔ یقین مانو کہ میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔''

علامہ شوکانی اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

'''' أَوِّبِي'' کے معنی ہیں تسبیح دہراؤ۔ یعنی پہاڑوں اور پرندوں کو ہم نے کہا چنانچہ یہ بھی داؤد کے ساتھ مصروف تسبیح ہو جاتے، اور ہم نے پرندے ان کے تابع کر دیے۔'' (فتح القدیر، للشوکانی)

اللہ تعالیٰ نے پرند اور پہاڑ تابع کردیے

﴿اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَ الطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾﴾ (ص: ۱۷ تا ۲۰)

’’آپ ان کی باتوں پر صبر کریں، اور بندے داوٗد کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا، یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا، ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام اور صبح کو تسبیح کرتے تھے۔ اور اڑتے پرندے جمع ہو کر سب کے سب اس کے زیر فرمان رہتے۔ اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا، اور اسے حکمت اور فیصلہ کن گفتگو عطا فرمائی۔‘‘

۱۸۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ساتھ بادشاہت سے بھی نوازا تھا۔ ان کی حکومت نہ صرف انسانوں بلکہ پرندوں، جانوروں، جنات پر بھی تھی۔ آپ معمار بیت المقدس بھی ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَمَّا فَرَغَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ مِنْ بِنَاءِ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ سَأَلَ اللّٰهَ ثَلَاثًا: حُكْمًا یُصَادِفُ حُكْمَهُ، وَمُلْكًا لَا یَنْبَغِی لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ، وَاَلَا یَاْتِی هٰذَا الْمَسْجِدَ اَحَدٌ۔ لَا یُرِیْدُ اِلَا الصَّلَاةَ فِیْهِ۔ اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَمَّا اِثْنَتَانِ فَقَدْ اُعْطِیَهُمَا. وَاَرْجُوْا اَنْ یَكُوْنَ قَدْ اُعْطِیَ الثَّالِثَةَ.)) [1]

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة، رقم: ۱۴۰۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

''جب سلیمان بن داؤد علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر مکمل کر چکے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا (۱) اے اللہ میرا فیصلہ تیرے فیصلہ کے موافق ہو (۲) مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو (یعنی ویسی حکومت میرے بعد کسی کو نہ ملے) ان کی یہ دونوں دعائیں قبول کر لی گئیں۔ اور تیسری دعاء انہوں نے یہ کی کہ کوئی بھی شخص صرف نماز کی غرض سے میری اس تعمیر کردہ مسجد میں آجائے تو اس کے تمام گناہ معاف فرما کر ایسے کر دینا گویا وہ ابھی پیدا ہوا ہے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ چیز بھی اللہ نے اُسے عطاء کی ہے۔''

اب آیئے قرآنی آیات کی روشنی میں ان کی سیرت و حالات کی ایک جھلک کو ملاحظہ کرتے ہیں۔

پرندوں اور جانور کی زبانوں کو سمجھنا

﴿وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَ حُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾﴾ (النمل: ۱۶ تا ۱۹)

''اور داؤد کے وارث سلیمان ہوئے اور کہنے لگے: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی

سکھائی گئی ہے اور ہم سب کچھ دیئے گئے ہیں۔ (جو ایک ریاست کو ضرورت ہوتا ہے) بے شک یہ واضح فضل الٰہی ہے۔ سلیمان کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات اور انسان اور پرندے جمع کیے گئے ہر ہر قسم الگ الگ کھڑی کردی گئی۔ جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے، اس کی اس بات سے سیّدنا سلیمان مسکرا کر ہنس دیئے اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے۔"

جاسوس پرندے کی اطلاع

﴿ وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ ﴾ (النمل: ۲۰ تا ۲۷)

'' آپ نے پرندوں کی دیکھ بھال کی اور فرمانے لگے یہ کیا بات کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا؟ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے؟ یقیناً میں اسے سخت سزا دوں گا، یا اسے ذبح کرڈالوں گا۔ یا میرے سامنے کوئی معقول وجہ بیان کرے۔ کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ آکر اس نے کہا: میں ایک ایسی خبر لایا ہوں کہ تجھے اس کی خبر ہی نہیں۔ میں سبا کی ایک سچی خبر آپ کے پاس لایا ہوں، میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کررہی ہے جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیا ہے، اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے۔ پس وہ ہدایت پر نہیں آتے کہ اسی اللہ کے لیے سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو، اور ظاہر کرتے ہو وہ سب جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی عظمت والے عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ سلیمان نے کہا: اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے۔''

ہواؤں اور جنوں کا تابع ہونا

﴿ وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝۸۱ وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝۸۲ ﴾

(الانبیاء: ۸۱ تا ۸۲)

'' ہم نے تند و تیز ہواؤں کو سلیمان کے تابع کردیا جو اس کے فرمان کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھیں جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی، اور ہم ہر چیز سے باخبر اور دانا ہیں۔ اسی طرح سے بہت سے شیاطین بھی ہم نے اس کے تابع کیے تھے جو اس کے فرمان سے غوطے لگاتے تھے، اور اس کے سوا بھی بہت سے

کام کرتے تھے، ان کے نگہبان ہم ہی تھے۔"

سلیمان علیہ السلام کی موت اور جنوں کی عاجزی

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾﴾ (سبا: ١٤)

"پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی بجز گھن (دیمک) کے کیڑے کے جو ان کی لکڑی کو کھا رہا تھا۔ پس جب سلیمان گر پڑے اُن جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔"

آزمائش کے بعد انعامات

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾﴾ (ص: ٣٤ تا ٤٠)

"اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا۔ پھر اس نے رجوع کیا۔ کہا کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما کہ جو میرے سوا کسی شخص کے لائق نہ ہو، تو بڑا ہی دینے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا، وہ آپ کے حکم سے جہاں آپ چاہتے بہ نرمی پہنچا دیا

کرتی تھی۔ اور طاقت ور جنات کو بھی ان کا ماتحت کر دیا ہر عمارت بنانے والے کو، اور غوطہ خور کو، اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے۔ یہ ہمارا عطیہ ہے اب تو احسان کر یا روک رکھ کچھ حساب نہیں۔ ان (سلیمان) کے لیے ہمارے پاس بڑا تقرب ہے اور بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔"

19 و 20۔ سیدنا زکریا و یحییٰ علیہما السلام

یہ دونوں انبیاء باپ بیٹا ہیں، زکریا علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے بڑھاپے میں اولاد عطاء فرمائی، اور اس کا نام بھی رب تعالیٰ نے خود رکھا، اس کے علاوہ قرآن میں ان کے بہت سارے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اور احادیث نبوی میں بھی مختلف اعزازات بیان ہوئے ہیں جن کو اختصار سے ذکر کرنا بہتر ہوگا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا .)) ❶

"زکریا (علیہ السلام) بڑھئی تھے۔"

نبی علیہ السلام کی ایک دوسری حدیث میں ہے:

((اِنَّ مِنْ اَطْيَبِ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ: مِنْ كَسْبِهِ .)) ❷

"انسان کا سب سے پاکیزہ کھانا اس کا اپنے ہاتھ سے کمایا ہوا ہے۔"

جہاں قرآن نے یحییٰ علیہ السلام کو سیداً وحصوراً کہا، وہاں نبی علیہ السلام نے ان کا یوں تذکرہ فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَ الشَّبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَا اِبْنَىِ الْخَالَةَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَيَحْىٰ بْنَ زَكَرِيَّا .)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل زکریا علیه السلام، رقم: ۲۳۷۹.

❷ سنن ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی الرجل یاکل من مال ولده رقم: ۳۵۲۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❸ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۹۲۰، مع التعلیقات الحسان۔ مستدرك حاکم: ۳/۱۶۶، رقم: ۴۸۳۱۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۷۹۶.

''حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے سوائے دوخالہ زاد بھائیوں، عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کے۔''

اب قرآن کی روشنی میں ان دو عظیم باپ بیٹے کے چند فضائل ومناقب اور اللہ کی طرف سے عطا کردہ اعزازات کو ملاحظہ فرمائیں۔

دعاءزکریا اور پیدائش یحییٰ علیہما السلام اور عطاء نبوت

﴿ كٓهٰيٰعٓصٓ ۚ ① ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ ② اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ③ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ④ وَ اِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ⑤ يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ⑥ يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ⑦ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑧ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْـًٔا ⑨ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ⑩ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ⑪ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ⑫ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِيًّا ⑬ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ⑭ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ⑮ ﴾ (مریم: ۱ تا ۱۵)

''کٓھٰیٰعٓصٓ۔ یہ تیرے پروردگار کی مہربانی کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے

زکریا پر کی تھی، جب کہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔ کہ اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اٹھا ہے (یعنی بہت زیادہ سفید ہوگیا ہے) لیکن میں کبھی بھی تجھ سے دعا کر کے محروم نہیں رہا۔ مجھے اپنے مرنے کے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے۔ میری بیوی بھی بانجھ ہے، پس تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا بھی جانشین۔ اور میرے رب! تو اسے مقبول بندہ بنالے۔ (اللہ نے وحی فرمائی) اے زکریا! ہم تجھے ایک بچے کی خوش خبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہم نے اس سے پہلے اس کا ہم نام بھی کسی کو نہیں کیا۔ زکریا کہنے لگے: میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، میری بیوی بانجھ اور میں خود بڑھاپے کے انتہائی ضعف کو پہنچ چکا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ وعدہ اسی طرح ہو چکا، تیرے رب نے فرمادیا ہے کہ مجھ پر تو یہ بالکل آسان ہے اور تو خود جب کہ کچھ نہ تھا میں تجھے پیدا کر چکا ہوں۔ کہنے لگے: میرے پروردگار! میرے لیے کوئی علامت مقرر فرمادے۔ ارشاد ہوا کہ تیرے لیے علامت یہ ہے کہ باوجود بھلا چنگا ہونے کے تو تین راتوں تک کسی شخص سے بول نہ سکے گا، اب زکریا اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آکر انہیں اشارہ کرتے ہیں کہ تم صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو۔ اے یحییٰ! میری کتاب کو مضبوطی سے تھام لے، اور ہم نے اسے لڑکپن ہی سے دانائی عطا فرمادی۔ اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی بھی۔ وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرنے والا تھا۔ وہ سرکش اور گنہگار نہ تھا۔ اس پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا، اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔"

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

"عَاقِرٌ" اس عورت کو بھی کہتے ہیں جو بڑھاپے کی وجہ سے اولاد جننے کی صلاحیت سے محروم ہو چکی ہو، اور اس کو بھی کہتے ہیں جو شروع سے ہی بانجھ ہو۔

یہاں یہ دوسرے معنیٰ میں ہی ہے۔ جو لکڑی سوکھ جائے اسے ''عتیا'' کہتے ہیں، مراد بڑھاپے کا آخری درجہ ہے جس میں ہڈیاں اکڑ جاتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میری بیوی تو جوانی سے ہی بانجھ ہے، اور میں بڑھاپے کے انتہائی آخری درجے کو پہنچ چکا ہوں۔ اب اولاد کیسے ممکن ہے؟ کہا جاتا ہے، سیّدنا زکریا کی بیوی کا نام اشاع ہے، لیکن زیادہ صحیح قول یہ لگتا ہے کہ اشاع بھی عمران کی دختر ہیں جو سیّدہ مریم کے والد تھے یوں سیّدنا یحیٰی اور سیّدنا عیسیٰ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ صحیح حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔'' (فتح القدیر، للشوکانی)

پیدائش یحیٰی علیہ السلام کے آثار

﴿ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَ امْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ﴾ (آل عمران : ۳۷ تا ۴۱)

''پس اسے اس کے پروردگار نے اچھی طرح قبول فرمایا، اور اسے بہترین پرورش

دی۔اس کی خیر خبر لینے والا زکریا کو بنایا۔جب کبھی زکریا ان کے حجرے میں جاتے ا ن کے پاس روزی رکھی ہوئی پاتے۔وہ پوچھتے: اے مریم! یہ روزی تمہارے پاس کہاں سے آئی ؟وہ جواب دیتیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہے بے شمار روزی دے۔اسی جگہ زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔پس فرشتوں نے اسے آواز دی جب کہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، کہ اللہ یحییٰ کی یقینی خوش خبری دیتا ہے جو اللہ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا، سردار، اپنے آپ پر بہت ضبط رکھنے والا اور نیک لوگوں میں سے نبی ہے، کہنے لگے: اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا ؟میں بالکل بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے فرمایا: اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔ کہنے لگے: پروردگار! میرے لیے اس کی کوئی نشانی مقرر کردے۔فرمایا: نشانی یہ ہے کہ تین دن تک تو لوگوں سے بات نہ کرسکے گا۔صرف اشارے سے سمجھائے گا۔تو اپنے رب کا ذکر کثرت سے کر اور صبح وشام اسی کی تسبیح بیان کرتا رہ۔ ''

سیدنا زکریا علیہ السلام نے جو اپنے رب سے دعا کی قرآن اس کا ذکر یوں کرتا ہے:

﴿وَ زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝٨٩ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝٩٠﴾ (الانبیاء : ۸۹ تا ۹۰)

''اور زکریا کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے۔تو ہم نے اس کی دعا قبول فرما کر اسے یحییٰ عطا فرمایا اوران کی بیوی کو ان کے لیے درست کر دیا۔یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور ڈر خوف سے

پکارتے تھے۔ اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔"

ایک جگہ سیدنا زکریا، سیدنا یحییٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ اور سیدنا الیاس علیہم السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٥﴾﴾ (الانعام: ٨٥)

"اور زکریا اور یحییٰ اور الیاس، سب نیک لوگوں میں سے تھے۔"

21۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر پیغمبروں میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کتاب انجیل نازل کی، اور وہ آسمانوں میں ابھی بھی زندہ ہیں۔ قرب قیامت اللہ تعالیٰ دوبارہ ان کو اتارے گا، اور وہ آکر دجال کو قتل کریں گے، اور چالیس سالہ زندگی گزار کر اس دار فانی سے رفیق اعلیٰ کی طرف منتقل ہو جائیں گے یعنی وفات پا جائیں گے۔ اب آیئے ان کے بارے میں قرآن مجید کی چند آیات پڑھتے ہیں۔

رسالت، دعوت و معجزات

﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ﴿٤٢﴾ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿٤٣﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٤﴾ إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ (آل عمران: ۴۲ تا ۵۱)

”اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ کرلیا، اور تجھے پاک کردیا، اور سارے جہان کی عورتوں میں سے تیرا انتخاب کرلیا۔ اے مریم! تو اپنے رب کی اطاعت کر، اور سجدہ، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم تیری طرف وحی سے پہنچاتے ہیں، تو ان کے پاس نہ تھا جب کہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریم کو ان میں سے کون پالے گا؟ اور نہ تو ان کے جھگڑے کے وقت ان کے پاس تھا؟ جب فرشتوں نے کہا، اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلمے کی خوش خبری دیتا ہے، جس کا نام مسیح بن مریم ہے، جو دنیا اور آخرت میں ذی عزت ہے، اور وہ میرے مقربین میں سے ہے۔ وہ لوگوں سے اپنے گہوارے (پنگھوڑا گود) میں اور ادھیڑ عمر میں بھی باتیں کرے گا، اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ کہنے لگی: الٰہی! مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ حالانکہ مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ بھی نہیں لگایا، فرشتے نے کہا: اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے پیدا کرتا ہے، جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے کہ صرف یہ کہہ دیتا

ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ اسے لکھنا اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا (عیسیٰ علیہ السلام نے کہا) میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لایا ہوں۔ میں تمہارے لیے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں، اور مردے کو زندہ کر دیتا ہوں، اور جو کچھ تم کھاؤ اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرو میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے۔ اگر تم ایماندار ہو اور میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے ہے، اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تم پر بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کر دی گئیں ہیں، اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں اس لیے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور میری فرمانبرداری کرو۔ یقین مانو میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔"

عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ سمجھنے والوں کے لیے تنبیہ

﴿ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝٥٨ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝٥٩ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝٦٠ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝٦١ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٦٢ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝٦٣ ﴾ (آل عمران : ۵۸ تا ۶۳)

"یہ جسے ہم تیرے سامنے پڑھ رہے ہیں آیتیں ہیں، اور حکمت والی نصیحتیں ہیں۔

یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال ہو بہو آدم کی مثال ہے جسے مٹی سے پیدا کر کے کہہ دیا کہ ہو جا، پس وہ ہو گیا۔ تیرے رب کی طرف سے حق یہی ہے، خبردار! شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔ اس لیے جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ، ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو، اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو، اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلا لیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ یقیناً صرف یہی سچا بیان ہے، اور کوئی معبود برحق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے، اور بے شک غالب اور حکمت والا اللہ ہی ہے۔ پھر بھی اگر قبول نہ کریں تو اللہ بھی صحیح طور پر فسادیوں کو جاننے والا ہے۔''

عیسیٰ علیہ السلام الٰہ نہیں بلکہ رسول اور اللہ کے بندے ہیں

﴿ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ وَلَا تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّۚ إِنَّمَا ٱلۡمَسِيحُ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلۡقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرۡيَمَ وَرُوحٞ مِّنۡهُۖ فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦۖ وَلَا تَقُولُواْ ثَلَٰثَةٌۚ ٱنتَهُواْ خَيۡرٗا لَّكُمۡۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ سُبۡحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٞۘ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلٗا ﴿١٧١﴾ لَّن يَسۡتَنكِفَ ٱلۡمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبۡدٗا لِّلَّهِ وَلَا ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ ٱلۡمُقَرَّبُونَۚ وَمَن يَسۡتَنكِفۡ عَنۡ عِبَادَتِهِۦ وَيَسۡتَكۡبِرۡ فَسَيَحۡشُرُهُمۡ إِلَيۡهِ جَمِيعٗا ﴿١٧٢﴾ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَيُوَفِّيهِمۡ أُجُورَهُمۡ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضۡلِهِۦۖ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱسۡتَنكَفُواْ وَٱسۡتَكۡبَرُواْ فَيُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا أَلِيمٗا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَلِيّٗا وَلَا نَصِيرٗا ﴿١٧٣﴾ ﴾

(النساء : ۱۷۱تا۱۷۳)

''اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ، اور اللہ پر سوائے حق کے اور کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم علیہا السلام کی طرف ڈال دیا تھا، اور اس کی طرف سے ایک روح ہے۔ اس لیے تم اللہ کو، اور اس کے سب رسولوں کو مانو، اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، اس سے باز آ جاؤ کہ تمہارے لیے بہتری ہے۔ اللہ تو صرف ایک ہی معبود برحق ہے، اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔ مسیح کو اللہ کا بندہ ہونے میں عار نہیں، نہ مقرب فرشتوں کو اس کی بندگی سے جو بھی عار سمجھے، اور تکبر وانکار کرے، اللہ ان سب کو اکٹھا اپنی طرف جمع کرے گا۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور نیک اعمال کیے ان کو ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا۔ اور اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا، اور جنہوں نے عار سمجھا، اور تکبر کیا تو وہ انہیں دردناک عذاب دے گا، اور وہ اپنے لیے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی دوست اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔''

عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو الٰہ ماننا کفر ہے

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ (المائدہ: ۱۷)

''یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے، آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم، اور اس کی ماں، اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کون ہے جو اللہ پر کچھ اختیار رکھتا ہے؟

آسمانوں اور زمین اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کا کھانا کھانا ان کے بشر ہونے کی نشانی ہے

﴿ اَ فَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰهِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ﴿۷۵﴾ ﴾ (المائدہ: ۷۴تا۷۵)

''یہ لوگ کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے ؟ اللہ تو بے حد بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ مسیح ابن مریم سوائے پیغمبر ہونے کے اور کچھ بھی نہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں، اس کی ماں صدیقہ ہے۔ دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے، آپ دیکھیے کہ ہم ان کے سامنے آیات کھول کر بیان کرتے ہیں، پھر دیکھو کس طرح پھرے جاتے ہیں۔''

عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس کے ذریعے مدد کی گئی ہے

﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَلٰکِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ کَفَرَ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ﴿۲۵۳﴾ ﴾

(البقرہ: ۲۵۳)

''یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، ان میں سے

بعض وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بات چیت کی ہے، اور بعض کے درجے بلند کیے ہیں، اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات عطا فرمائے، اور روح القدس سے ان کی تائید کی، اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے اپنے پاس نشانیاں آجانے کے بعد ہرگز آپس میں نہ لڑتے لیکن ان لوگوں نے اختلاف کیا، ان میں سے بعض تو مومن ہوئے اور بعض کافر۔ اور اگر اللہ چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے، لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

عیسیٰ علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دیتے ہیں

﴿ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَىٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْبَيِّنَٰتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۞ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّٰلِمِينَ ۞ يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوْ كَرِهَ الْكَٰفِرُونَ ۞ ﴾

(الصف: ٦ تا ٨)

"اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا: اے (میری قوم) بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوش خبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے، پھر جب وہ اس کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔ اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ (افترا) باندھے، حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں، اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں۔"

باب نمبر 11

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے اولیاء ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں اصحابِ محمد ﷺ کی فضیلت بیان کی ہے۔قرآن کی آیات مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے محبوب اور مقرب بندے ہیں۔ذیل میں ہم ان آیاتِ مبارک کا ذکر کرتے ہیں۔

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰﴾

(التوبہ: ۱۰۰)

''اور جو مہاجرین اور انصار میں سے وہ اولین لوگ جنہوں نے ہجرت کرنے، اور ایمان لانے میں دوسروں پر سبقت کی، اور دوسرے وہ لوگ جو اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا، اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لیے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے۔یہ بڑی کامیابی ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ

أُولَٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰٓئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

(المجادلہ: ۲۲)

''اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے، اور ان کی تائید اپنی نصرت خاص سے کی ہے، اور انہیں جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہی لوگ ہی اللہ کی جماعت کے والے ہیں۔ آگاہ رہو! بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَىٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَٰنًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَىٰةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْـَٔهُ فَـَٔازَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾﴾

(الفتح: ۲۹)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بڑے

سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ کے فضل اور رضا مندی کی تلاش میں رہتے ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی صفت تورات میں ہے، اور ان کی یہ صفت انجیل میں ہے۔ مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے مضبوط کیا، اور وہ موٹا ہو گیا، پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا، اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور شائستہ اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا، اور بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.)) [1]

''بہتر لوگ میرے زمانہ کے (صحابہ رضی اللہ عنہم) ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔''

((عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِيْ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ.)) [2]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو۔ میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی ایک اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، وہ ان کے ایک مد بلکہ نصف مد کے (درجہ کو بھی) نہیں پا سکتا۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، رقم: ٢٦٥٢.

[2] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة رضي الله عنهم، رقم: ٢٥٤٠.

1۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے غارِ ثور میں فرمایا تھا:

((قَالَ: مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا .)) ❶

''ان دو کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔''

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فِيْ مَرَضِهِ: أُدْعِيْ لِيْ أَبَاكِ أَبَابَكْرٍ وَأَخَاكِ ، حَتّٰى أَكْتُبَ كِتَابًا ، فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلٰى ، وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ إِلَّا أَبَابَكْرٍ .)) ❷

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنے والد ابوبکر اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں کوئی تحریر لکھوں، کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے، اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں سب سے بہتر ہوں۔ حالانکہ اللہ اور سب اہل ایمان، ابوبکر کے سوا سب کا انکار کریں گے۔''

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا ، وَلٰكِنَّهُ أَخِيْ وَصَاحِبِيْ ، وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ ، عَزَّوَجَلَّ ، صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا .)) ❸

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، لیکن وہ میرا بھائی اور رفیق سفر ہے۔ بلاشبہ تمہارا ساتھی (یعنی نبی اکرم ﷺ) اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔''

---

❶ صحيح بخاري، كتاب التفسير، رقم: ٤٦٦٣.

❷ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابي بكر رضي الله عنه، رقم: ٢٣٨٧.

❸ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل ابي بكر الصديق رضي الله عنه، رقم: ٢٣٨٣.

((عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ: هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلُ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ .)) ❶

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں (ابوبکر وعمر) انبیاء اور رسولوں کے علاوہ باقی تمام اگلے پچھلے بوڑھے جنتیوں کے سردار ہیں۔''

((عن محمد بن جبیر بن مطعم، عن ابیه قال: اَتَتْ اِمْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ: اَرَأَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ؟۔ كَاَنَّهَا تَقُوْلُ: الْمَوْتَ۔ قَالَ ﷺ: اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ اَبَابَكْرٍ .)) ❷

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اور اس نے کسی معاملہ میں آپ سے گفتگو کی، آپ ﷺ نے اسے پھر آنے کا حکم فرمایا، اس نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔''

((عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ .)) ❸

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تجھ کو آگ سے آزاد کر دیا ہے۔'' اس دن سے ان کا لقب عتیق (آزاد کیا ہوا) پڑ گیا۔

---

❶ سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٦٦٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابه، رقم: ٣٦٥٩۔ صحیح مسلم، رقم: ٢٣٨٦۔

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، رقم: ٣٦٧٩۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

2۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

((عن محمد بن سعد بن ابی وقاص عن أبیه......فقال رسول اللّٰهِ ﷺ "اِیْهًا یَابْنَ الْخَطَّابِ ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا لَقِیَكَ الشَّیْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ غَیْرَ فَجِّكَ .))❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، شیطان تم سے گلی میں چلتے ہوئے ملے گا تو تمہاری گلی چھوڑ کر دوسری گلی میں چلنے لگے گا۔''

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْكَ بِاَبِیْ جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: وَكَانَ اَحَبُّهُمَا اِلَیْهِ عُمَرُ .))❷

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ابوجہل یا عمر بن خطاب ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما۔'' سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان دونوں میں عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے ہاں زیادہ محبوب تھے۔''

((عن ابن عمر، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ ، وَقَالَ اِبْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ اَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوْا فِیْهِ وَقَالَ فِیْهِ عُمَرَ اَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِیْهِ۔ شَكَّ خَارِجَةُ۔ اِلَّا نَزَلَ فِیْهِ الْقُرْآنَ عَلٰی نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ .))❸

---

❶ صحیح بخاری ، کتاب فضائل الصحابه، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ۳٦٨٣.

❷ سنن ترمذی ، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ۳٦٨١۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی ، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص، رقم: ۳٦٨٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لوگوں کو کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش نہیں آیا کہ انہوں نے اس میں اپنی رائے دی ہو، اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا ہو، مگر اس بارہ میں قرآن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوا۔''

سیدنا عقبہ بن عامر فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.)) [1]

''اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔''

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ۔ يَعْنِي اللَّبَنَ۔ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَى الرِّيِّ يَجْرِيْ فِيْ ظُفُرِيْ، اَوْ فِيْ اَظْفَارِيْ، ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ، قَالُوْا: فَمَا اَوَّلْتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "اَلْعِلْمُ".)) [2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا ہے، میں نے اس سے دودھ پیا اور جو بچا تھا وہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علم۔''

((ان ابا هريرة رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ قَالَ: بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَاِذَا اِمْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰى جَانِبِ الْقَصْرِ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوْا لِعُمَرَ.)) [3]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جنت میں ایک محل دیکھا، میں نے

---

[1] سنن ترمذی، أیضاً، رقم: ٣٦٨٦۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٣٢٧.

[2] صحيح البخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٦٨١.

[3] صحيح البخاری، كتاب فضائل الصحابة باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص، رقم: ٣٦٨٠.

پوچھا یہ کس کا ہے؟ تو جواب میں کہا گیا: عمر بن خطاب کا ہے۔''

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قَالَ: اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ، یَدْعُوْنَ اللّٰهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَقَدْ وُضِعَ عَلٰی سَرِیْرِهٖ، اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ یَقُوْلُ: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ! اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ یَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَیْكَ، لِاَنِّیْ كَثِیْرًا مِمَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ، فَاِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْا اَنْ یَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا، فَالْتَفَتُّ فَاِذَا هُوَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ.))[1]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے، اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر میرے شانے پر اپنی کہنی رکھ دی، اور (عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہنے لگا: اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (دفن) کرائے گا، میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ ''میں، ابوبکر اور عمر تھے۔ میں نے ابوبکر اور عمر نے یہ کام کیا۔ میں ابوبکر اور عمر گئے۔'' اس لیے مجھے یہی اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۶۷۷.

3۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

((فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى: هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ ، فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ فَقَالَ: هٰذِهِ لِعُثْمَانَ .)) [1]

''سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا تھا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

((اَلَا اَسْتَحْيِ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ .)) [2]

''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

((ان انس بن مالك رضی اللہ عنہ حدثهم: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ اُحُدَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ ، فَقَالَ: اُثْبُتْ اُحُدُ ، فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ .)) [3]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ، ابو بکر اور عثمان رضی اللہ عنہما اُحد پہاڑ پر چڑھے، تو پہاڑ ہل گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اُحد ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

4۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

((وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّي وَاَنَا مِنْكَ .)) [4]

نبی کریم ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔''

((عن مصعب بن سعد ، عن ابيه: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ...... قَالَ:

---

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ٣٦٩٩.

[2] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، رقم: ٢٤٠١.

[3] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ٣٦٧٥.

[4] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، رقم: ٤٢٥١.

اَلا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهُ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ .))[1]

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے...... سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

((قَالَ عَلِیٌّ: وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسْمَةَ، اَنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ﷺ اِلَیَّ: اَنْ لَا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ .))[2]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ تجھ سے ایمان دار محبت، اور منافق بغض رکھے گا۔''

5۔ سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

((عَنِ الزبیر رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلٰی صَخْرَةٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ فَاَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ فَصَعِدَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی اِسْتَوٰی عَلَی الصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ "اَوْجَبَ طَلْحَةُ" .))[3]

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک چٹان پر چڑھنے کی کوشش کی مگر اس کی طاقت نہ پائی، پھر طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھا کر ان کے کندھے پر قدم رکھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم چٹان پر چڑھ گئے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ نے فرمایا: ''طلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنے

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ تبوک، رقم: ٤٤١٦.
[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ١٣١.
[3] سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٧٣٨۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لیے جنت) واجب کرلی ہے۔''

((قال جابر بن عبد الله: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ" .)) ❶

سیّدنا جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ کسی شہید کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھے، تو وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔''

((عن قيس بن ابى حازم قال: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِيْ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ شَلَّتْ .)) ❷

قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں: ''میں نے سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی تھی کہ وہ بالکل بیکار ہو چکا تھا۔''

6۔ سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

((عن الزبير رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ يَأْتِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ؟ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ: فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ .)) ❸

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کی) اطلاع میرے پاس لا سکے۔ اس پر میں وہاں گیا، اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آپ نے فرط مسرت میں اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ ''میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔''

❶ سنن الترمذی، أیضاً، رقم: ۳۷۳۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح کہا ہے۔
❷ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۲٤.
❸ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۲۰

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ .)) [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کے لیے مخلص مدد گار ہوتے ہیں، اور میرا مخلص مددگار زبیر بن عوام ہے۔''

7۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

((عَنْ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ".)) [2]

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ جب بھی دعا کرے تو تو اس کی دعا قبول فرما۔''

((عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ: لَقَدْ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ .)) [3]

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا: ''تجھ پر میرے والدین قربان ہوں۔''

8۔ سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

((عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ، قِيْلَ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ كُنَّا: مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحِرَاءَ، فَقَالَ اُثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ . قِيْلَ: وَمَنْ

---

[1] صحيح البخاري، ايضاً، رقم: ٣٧١٩.

[2] سنن الترمذي، كتاب المناقب، رقم: ٣٧٥١۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن ابي وقاص، رقم: ٢٤١٢.

هُمْ؟ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ. قِيْلَ: فَمَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا.)) ❶

سیّدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نو آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنت میں جائیں گے، اور اگر دسویں کے بارے میں گواہی دوں تو گناہگار نہیں ہوں گا۔ پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا: ہم حرا پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حراء ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق، شہید ہیں۔'' پوچھا گیا: وہ کون تھے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ پوچھا گیا: دسویں کون تھے؟ فرمایا: وہ میں ہی تھا۔

9۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

((عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ.)) ❷

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر جنتی ہے۔ عمر جنتی ہے۔ عثمان جنتی ہے۔ علی جنتی ہے۔ طلحہ جنتی ہے۔ زبیر جنتی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہے۔ سعد بن ابی وقاص جنتی ہے۔ سعید بن زید جنتی ہے اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہے۔'' رضی اللہ عنہم اجمعین۔

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۵۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۴۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

10۔ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

((عن انس بن مالك: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِينًا وَاِنَّ اَمِيْنَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ .)) [1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے، اور اے اُمت! ہمارے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔''

((عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: "نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَكْرٍ ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ ، نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ......الخ)) [2]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں......۔''

11۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

((فَقَالَ: يَاُمَّ سَلْمَةَ لَاتُؤْذِيْنِي فِيْ عَائِشَةَ ، فَاِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَاَنَا فِي لِحَافِ اِمْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا .)) [3]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُم سلمہ! تو مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ پہنچا، کیونکہ سوائے عائشہ کے (بستر) کے تمہارے کسی ایک کے بستر میں مجھ پر وحی نہیں نازل ہوئی۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، رقم: ٣٧٤٤.

[2] سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٧٩٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، رقم: ٣٧٧٥.

((عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ جِبْرِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: "هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ".))❶

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جبرائیل امین علیہ السلام ریشم کے ایک سبز کپڑے میں میری تصویر لپیٹ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لائے، اور فرمایا: یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہے۔

((ان عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا: "يَا عَائِشَ، هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامُ، فَقُلْتُ: عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَىٰ مَالَا اَرَىٰ".))❷

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائش! یہ جبرائیل ہیں، جو تجھ کو سلام کہتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کے رسول ﷺ جو آپ دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھتے۔''

((عمرو بن العاص: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ...... فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: اَبُوْهَا، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا.))❸

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:...... میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ تمام لوگوں سے زیادہ آپ کو محبوب کون ہے؟ فرمایا: ''عائشہ۔'' پھر پوچھا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ۔'' میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: ''عمر''۔ پھر کچھ اور صحابہ کا بھی نام لیا۔

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب من فضل عائشه رضی الله عنها، رقم: ۳۸۸۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح البخاری، أیضاً، رقم: ۳۷٦۸.

❸ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل ابی بکر رضی الله عنه، رقم: ۲۳۸٤.

12۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَمَا تَرْضِیْنَ اَنْ تَکُوْنِی سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ؟)) ❶

''تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی عورتوں کی سردار بنوگی۔''

((عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ، قَالَتْ: مَا رَأَیْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْیًا بِرَسُولِ اللّٰهِ فِی قِیَامِهَا وَقُعُودِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. قَالَتْ: وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ قَامَ إِلَیْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِی مَجْلِسِهِ، وَكَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَیْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِی مَجْلِسِهَا، فَلَمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ ﷺ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ فَأَكَبَّتْ عَلَیْهِ فَقَبَّلَتْهُ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَبَكَتْ، ثُمَّ أَكَبَّتْ عَلَیْهِ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنَّ هَذِهِ مِنْ أَعْقَلِ نِسَائِنَا فَإِذَا هِیَ مِنَ النِّسَاءِ، فَلَمَّا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ قُلْتُ لَهَا: أَرَأَیْتِ حِینَ أَكْبَبْتِ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ فَبَكَیْتِ ثُمَّ أَكْبَبْتِ عَلَیْهِ فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ فَضَحِكْتِ، مَا حَمَلَكِ عَلَى ذَلِكَ! قَالَتْ: إِنِّی إِذًا لَبَذِرَةٌ، أَخْبَرَنِی أَنَّهُ مَیِّتٌ مِنْ وَجَعِهِ هَذَا فَبَكَیْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِی أَنِّی أَسْرَعُ أَهْلِهِ لُحُوقًا بِهِ فَذَاكَ حِینَ ضَحِكْتُ.)) ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے بڑھ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ٣٦٢٤.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٨٧٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کر سیرت و کردار، اُٹھنے بیٹھنے، چال اور ڈھال میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ کسی ایک کو نہیں دیکھا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اس طرح جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں، اور آپ کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس تشریف لائیں، اور آپ کو جھک کو بوسہ دیا، اور سر اُٹھا کر رونے لگیں۔ پھر دوسری بار آپ پر جھکیں تو سر اُٹھا کر ہنسنے لگیں۔ میں نے خیال کیا کہ میں تو انہیں تمام عورتوں سے عقل مند سمجھتی ہوں مگر یہ تو عام عورتوں جیسی ہیں (کہ اس حالت میں بھی ہنس رہی ہیں) جب نبی معظم ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے ان سے پوچھا: جب آپ نبی کریم ﷺ پر جھکی تھیں تو سر اُٹھا کر رونے لگی تھیں، اور جب دوبارہ جھکی تھیں تو پھر سر اُٹھا کر ہنسنے لگی تھیں۔ ایسے کیوں کیا؟ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اب یہ راز ظاہر کر دیتی ہوں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ''میں اس بیماری سے فوت ہونے والا ہوں۔'' تو (یہ سن کر) میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ ''میرے تمام اہل سے تو مجھ کو سب سے پہلے ملے گی۔'' تو اس پر میں ہنس پڑی۔''

((عن المسور بن مخرمة: ان رسول الله ﷺ قَالَ: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي.)) [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اس لیے جس نے اسے ناراض کیا تو اس نے مجھے ناراض کیا۔''

13۔ سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما

((عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، رقم: ٣٧٦٧.

"اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ".))❶

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

((عن انس قال: لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.))❷

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا۔''

((عن اسامة بن زيد...... فَقَالَ هَذَانِ اِبْنَایَ وَابْنَا اِبْنَتِی، اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا.))❸

سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا:) اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما، اور اس سے بھی محبت فرما جو ان سے محبت کرتا ہے۔''

16۔ سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ

((عن ابی هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: "رَأَيْتُ جَعْفَرَ يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ".))❹

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے (خواب میں) جعفر رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اُڑتے دیکھا ہے۔''

((عن البراء بن عازب، أنا النبی ﷺ قال لِجَعْفَرِ بن أبی

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷٦۸، سلسلة الصحيحة، رقم: ۷۹٦.

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۲.

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷٦۹ ۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❹ سنن ترمذی کتاب المناقب، رقم: ۳۷٦۳. سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۲۲٦.

طالب اَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي .)) ❶

سیّدنا براء بن عازب فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے فرمایا: ''تم سیرت اور صورت میں میرے مشابہ ہو۔''

15۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

((عن انس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ:...... وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ .)) ❷

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''......میری اُمت میں سب سے زیادہ حلال وحرام کے جاننے والے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

((عن انس رضی اللہ عنہ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ: اُبِيٌّ ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَاَبُوْزَيْدٍ ، وَزَيْدُ بْنِ ثَابِتٍ ، قُلْتُ لِاَنَسٍ: مَنْ اَبُوْزَيْدٍ؟ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِي .)) ❸

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن جمع کیا، وہ سب انصاری تھے۔ سیّدنا ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم تھے۔ انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، ابو زید کون ہیں۔ فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا ہیں۔''

((عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ، قال: قال رسول الله ﷺ: ...... نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ .)) ❹

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''......معاذ بن

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۶۵ ۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❷ سنن ترمذی ، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۹۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❸ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب زید بن ثابت، رقم: ۳۸۱۰.
❹ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۹۵. البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

جبل رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں۔"

16۔ سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

((عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ حُلَّةُ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا، فَقَالَ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا۔ أَوْ أَلْيَنُ .)) ❶

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا تحفہ میں دیا گیا، تو لوگ اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اس پر تعجب کرتے ہو، (جنت میں) سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہیں، یا (آپ نے فرمایا) اس سے کہیں زیادہ نرم ونازک ہیں۔"

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) ❷

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سنا: (جب لوگوں کے سامنے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑا ہوا تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سعد کے لیے اللہ تعالیٰ کا عرش لرز گیا ہے۔"

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُونَ: مَا أَخَفَّ جَنَازَتَهُ، وَذَلِكَ لِحُكْمِهِ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ .)) ❸

---

❶ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضی الله عنه، رقم: ٣٨٠٢.

❷ صحیح البخاری، کتاب المناقب، رقم: ٣٨٠٣.

❸ سنن الترمذی ، کتاب المناقب، رقم: ٣٨٤٩۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کا جنازہ اُٹھایا گیا تو منافقین کہنے لگے: اس کا جنازہ کتنا ہلکا ہے، یہ بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کی وجہ سے کہا گیا۔ نبی معظم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہیں۔''

17۔ سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لِأُبَيٍّ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَبَكَى.)) [1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھے سورت البینہ پڑھ کر سناؤں۔'' سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' تو اس پر (فرط مسرت کی وجہ سے) سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ بن کعب رو پڑے۔''

((عن انس بن مالك، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ......وَاَقْرَؤُهُمْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ.)) [2]

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''......میری اُمت میں قرآن کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔''

18۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ قَالَ لِاَبِي هُرَيْرَةَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ: اَنْتَ كُنْتَ اَلْزَمَنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَحْفَظَنَا لِحَدِيْثِهِ.)) [3]

---

[1] صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة ﴿لَمْ يَكُن﴾، رقم: ٤٩٥٩.

[2] سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٧٩٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] سنن الترمذی، كتاب المناقب، رقم: ٣٨٣٦. البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے ابو ہریرہ! تم ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے تھے، اور حدیث بھی ہم سے زیادہ یاد رکھتے ہو۔''

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا فَأَنْسَاهُ، قَالَ ﷺ: ابْسُطْ رِدَائَكَ، فَبَسَطْتُ فَغَرَفَ بِيَدِهِ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ضُمَّهُ، فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ حَدِيثًا بَعْدُ.)) [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں، لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی چادر پھیلاؤ۔'' میں نے چادر پھیلا دی۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کر ڈال دی اور فرمایا: ''اسے اپنے بدن پر لگا لو۔'' چنانچہ میں نے لگا لیا، اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔''

19۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّمَا فِي يَدِي قِطْعَةُ إِسْتَبْرَقٍ وَلَا أُشِيرُ بِهَا إِلَى مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ، أَوْ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.)) [2]

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت کے جس مقام کی طرف اشارہ کرتا ہوں وہ مجھے اس

---

[1] صحيح بخاری، كتاب المناقب، رقم: ٣٦٤٨.

[2] سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٨٢٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

طرف لے کر اُڑ جاتا ہے، میں نے یہ خواب اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ''آپ کا بھائی نیک آدمی ہے۔'' یا فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے۔''

((فقال (النبی ﷺ): نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ. قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ بَعْدُ لا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا.))[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ کاش رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔'' سالم نے بیان کیا، سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔''

20۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

((عن ابن عباس، قَالَ: دَعَا لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّؤْتِيَنِي اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ.))[2]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دوبار دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکمت عطا فرمائے۔''

((عن ابن عباس، قَالَ: ضَمَّنِيَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى صَدْرِهٖ، وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ".))[3]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا: ''اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے۔''

21۔ سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

((عن عبد الرحمن بن ابی عمیرة وکان من اصْحَاب رسول

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۳۹.

[2] سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۲۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح الإسناد'' کہا ہے۔

[3] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۶.

اللہ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِبِهِ .))[1]

سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ نے سیّدنا معاویہ کے حق میں دعا کی: ''اے اللہ! اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا دے اور لوگوں کو اس کے ذریعہ ہدایت نصیب فرما۔''

22۔ سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

((عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أَصْمَتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُو لِي .))[2]

''سیّدنا اُسامہ اپنے والد زید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ میں آئے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ اس وقت بات نہیں کر سکتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ مبارک مجھ پر رکھتے، اور پھر انہیں اُٹھاتے تو میں جان گیا کہ آپ ﷺ میرے حق میں دعا فرما رہے ہیں۔''

((عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ أُسَامَةَ . قَالَتْ عَائِشَةُ: دَعْنِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ . قَالَ: يَا عَائِشَةُ أَحِبِّيهِ، فَإِنِّي أُحِبُّهُ .))[3]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸٤۲، سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۹٦۹.

[2] سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اُسامه بن زيد رضی اللہ عنہما، رقم: ۳۸۱۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[3] سنن الترمذی، أيضاً، رقم: ۳۸۱۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اُسامہ بن زید کی ناک صاف کرنے لگے۔ (جب وہ چھوٹے تھے) تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے دیں میں صاف کر دیتی ہوں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! تو اسے محبت کر، اس لیے کہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔''

23۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ ، فَقَالَتْ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أُنَيْسٌ؟ قَالَ: فَدَعَا لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ ، قَدْ رَأَيْتُ مِنْهُنَّ اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا ، وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ .))[1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ (ہمارے پاس سے) گزرے تو میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی آواز سن کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے والدین آپ پر قربان ہوں، یہ میرا چھوٹا سا انس ہے، تو آپ ﷺ نے میرے لیے تین دعائیں کی: ان دو کی قبولیت تو میں دنیا میں دیکھ چکا ہوں، اور تیسری کی آخرت میں اُمید رکھتا ہوں۔

24۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

((عن ابی هريرة ، قال......فَقَالَ: نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ ، سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ .))[2]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''خالد بن ولید اللہ کا اچھا بندہ ہے، اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔''

---

[1] سنن ترمذی، كتاب المناقب، رقم: ۳۸۲۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب خالد بن وليد رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۸٤٦۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۲۳۷۔

25۔ سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

((عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ .... وَإِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا ثَوْبًا كَانُوا إِذَا غَطَّوْا بِهِ رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّوْا بِهِ رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: غَطُّوا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ.)) [1]

جب سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ فوت (شہید) ہوئے تو انہوں نے صرف ایک چادر چھوڑی۔ صحابہ (کفن دیتے وقت) جب اس چادر کے ساتھ سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے، اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا سر ڈھانپ دو، اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو۔''

26۔ سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

((عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: يَا أَبَا مُوسَى، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ.)) [2]

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو موسیٰ! تجھ کو آل داؤد کی خوش الحانیوں میں سے خوش الحانی دی گئی ہے۔''

27۔ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

((عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِيَّاهَا، قَالَتْ: وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِينَ وَأَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ، أَوْ جِبْرِيلُ عليه السلام أَنْ

---

[1] سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۸۵۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءۃ للقرآن، رقم: ۵۰۴۸.

يُبَشِّـرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَفِي رِوَايَةٍ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ .))❶

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے جتنا رشک سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ہے کسی اور عورت پر نہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح ان کی وفات کے بعد کیا تھا، یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ ان کا بہت زیادہ ذکر کرتے تھے، اور اللہ نے آپ کو خدیجہ کے لیے جنت کے موتی سے بنے ہوئے گھر کی بشارت دینے کا حکم دیا جس میں نہ شوروغل ہے اور نہ کوئی تکلیف ہے۔

28۔ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما .... دَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ لَـهُ: اعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِي . فَقَالَ لِي: يَـا أَبَـا ذَرٍّ ، اكْتُـمْ هَـذَا الْـأَمْرَ ، وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ ، فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا فَأَقْبِلْ . فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُـرِهِـمْ ، فَـجَـاءَ إِلَـى الْـمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيهِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُـرَيْشٍ ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُـولُـهُ . فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِئِ ، فَقَامُوا فَضُرِبْتُ لِـأَمُـوتَ فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ ، فَقَالَ: وَيْـلَـكُـمْ تَـقْتُـلُـونَ رَجُلًا مِنْ غِفَارَ؟ وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلَى غِـفَـارَ؟ فَـأَقْـلَعُوا عَنِّي ، فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْـلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِئِ ، فَصُنِعَ بِـي مِثْـلَ مَا صُنِعَ بِالْأَمْسِ وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ

❶ صحيح البخاري، كتاب المناقب الانصار، رقم: ٣٨١٧، ٣٨١٩.

مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالْأَمْسِ، قَالَ: فَكَانَ هٰذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ اللّٰهُ.)) [1]

''سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں، اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ، اور انہیں میرا حال بتاؤ یہاں تک کہ جب ہمارے غلبے کا تمہیں علم ہو جائے۔'' (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے، اور بلند آواز سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا، اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ آ گئے، اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے آپ کو ڈال کر قریش سے کہا: افسوس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے؟ اور شام جانے والے تمام تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے؟ اس طرح انہیں ان سے بچایا۔ پھر سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے، اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم پھر بُری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی۔ اس دن بھی سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑ گئے، اور جیسا انہوں نے قریشیوں سے کل کہا تھا ویسا ہی آج بھی کہا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی ابتداء اس طرح سے ہوئی۔''

29۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

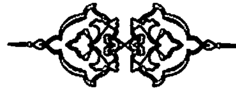
((عن عبد الله بن عمرو:..........إِنَّ رسول الله ﷺ قَالَ:

[1] صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب قصة اسلام ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٥٢٢.

اِسْتَقْرِئُوْا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ، وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ، وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ .)) ❶

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قرآن چار بندوں سے سیکھو: ......۱: عبداللہ بن مسعود۔ ۲: سالم مولیٰ ابی حذیفہ۔ ۳: ابی بن کعب۔ ۴: معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم)''



❶ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم، رقم: ۳۷٦۰۔

باب نمبر 12

اولیاء اللہ سے محبت

اولیاء سے محبت ایمان کا جزو ہے، بلکہ عین ایمان ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اَوْثَقُ عُرَی الْاِیْمَانِ اَلْمُوَالَاۃُ فِی اللّٰہِ ، وَالْمُعَادَاۃُ فِی اللّٰہِ ، وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ ، وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ .)) ❶

''ایمان کا مضبوط ترین کڑا یہ ہے کہ اللہ کے لیے دوستی کی جائے، اور اللہ ہی کے لیے دشمنی ہو، اللہ کی خاطر ہی محبت ہو، اور اللہ کی خاطر ہی ناراضگی ہو۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ ، یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا .)) ❷

''مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کیے ہوئے کرتا ہے۔''

اللہ کے لیے محبت اور دشمنی کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور ایسے لوگوں سے نفرت کرے جن سے اللہ نفرت کرتا ہے۔ بالفاظِ دیگر انسان اللہ کے دوستوں (اولیاء اللہ) سے محبت اور اللہ کے دشمنوں (اعداء اللہ) سے دشمنی رکھے۔ صرف ان لوگوں سے محبت کرے جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔

---

❶ معجم کبیر، للطبرانی، رقم: ۱۱۵۳۷۔ مسند احمد: ۲۸۶/۴۔ مستدرك حاكم: ۴۸۰/۲۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ۱۷۲۸.

❷ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم: ۲۵۸۵.

اور جولوگ شب و روز اللہ کی نافرمانیاں کرتے ہیں ان سے نفرت کرے۔ جب کسی انسان میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تب اس کا ایمان اور توحید کامل ہوتی ہے۔ [1]

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا ، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا......)) [2]

''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، جب تک ایمان والے نہ ہو جاؤ، اور اس وقت تک تم ایمان والے نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔''

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر اس طرح باب قائم کیا ہے:

[باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون ، وأن محبة المؤمنين من الايمان......]

''یہ باب اس بات کے بیان میں کہ جنت میں صرف اہل ایمان ہی داخل ہوں گے، اور مومنوں (اولیاء اللہ) سے محبت ایمان کا جزو ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث پاک سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جنت میں داخلے کے لیے اہل ایمان (اولیاء اللہ) سے محبت و اُلفت انتہائی ضروری ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَكُونُوا مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾ ﴾

(التوبه: ١١٩)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

---

[1] القول السديد شرح كتاب التوحيد: ١/١١٦.

[2] صحيح مسلم ، كتاب الايمان، باب بيان انه لا يدخل الجنة الا المؤمنون......، رقم: ٥٤.

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(آل عمران : ۲۸)

''مومنوں کے لیے مناسب نہیں کہ مومنوں کے بجائے کافروں کو دوست بنائیں۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ مومنوں کے بجائے کافروں کو اپنا دوست بنائیں۔ اس لیے کہ وہ مومنوں کا ولی! اللہ ہے۔ اور مومنین آپس میں ایک دوسرے کے ولی اور دوست ہیں۔ قرآنِ کریم میں اس مضمون کی کئی آیتیں آئی ہیں۔ اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے بغض و عداوت ایمان کے اُصولوں میں سے ایک اصل ہے، اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی کافروں کو اپنا دوست بنائے گا، اللہ اس سے بری ہے، اور اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں، اگر کافروں سے کوئی خطرہ ہو، تو مسلمان کے لیے یہ جائز ہے کہ وقتی طور پر زبان سے دوستی کا اظہار کرے۔ ''وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ اِنَّا لَنَكْشِرُ فِى وُجُوْهِ اَقْوَامٍ وَاِنَّ قُلُوْبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ . '' امام بخاری نے ابو الدارء رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم لوگ بعض قوموں کے سامنے مصنوعی مسکراہٹ کا اظہار کرتے تھے، حالانکہ ہمارے دل اُن پر لعنت بھیجتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اعداراة مع الناس)

اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ اللہ تمہیں اپنی ذاتِ مقدس سے ڈرا رہا ہے، دیکھو، اس کے احکام کی مخالفت اور اس کے دشمنوں سے دوستی کر کے اسے ناراض نہ کرو۔ اس میں انتہا درجے کی دھمکی ہے۔'' (تیسیر الرحمن، ص:۱۷۲)

دوستی و دشمنی میں اولیاءاللہ کا طرزِ عمل

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ

وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٢٢﴾

(المجادلہ: ۲۲)

''جو لوگ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں آپ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، چاہے وہ اُن کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں، یا اُن کے بھائی ہوں، یا اُن کے خاندان (و کنبے قبیلے) والے (ہی کیوں نہ) ہوں، اُنہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو راسخ کر دیا ہے، اور اُن کی تائید اپنی نصرتِ خاص سے کی ہے، اور اللہ اُنہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ اُن سے راضی ہوگیا، اور وہ اُس سے راضی ہوگئے، وہی اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، آ گاہ رہیے کہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

''اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کا ذکر کیے جانے کے بعد اب ان اہل ایمان کا ذکر کیا جا رہا ہے جو کسی بھی حال میں اللہ کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتے ہیں، اس لیے کہ ایمان باللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی اور مقصود اس آیت کریمہ سے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کی دوستی سے ممانعت میں مبالغہ ہے، یعنی مومن کو کافروں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے اور ان کے ساتھ اختلاط سے بالکل اجتناب کرنا چاہیے اور اس معاملے میں مومن کے دل میں ذرا سی بھی لچک نہیں پیدا ہونی چاہیے، اس بات کو مبالغہ کی حد تک ذہن نشین کرانے کے

لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چاہے وہ اللہ کے دشمن تمہارے باپ، بیٹے، بھائی یا دیگر قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ ایمان مومن سے تقاضا کرتا ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھا جائے۔" (تیسیر الرحمٰن: ۲/۱۵۵۸)

جو لوگ اولیاء اللہ سے دشمنی رکھتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے اعلانِ جنگ کر رہے ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((مَنْ عَادَلِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ......)) [1]

"جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھتا ہے، اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔"

اللہ کی خاطر محبت کرنا بڑا عظیم عمل ہے، اس کی برکت سے روز محشر انسان کو عرش عظیم کا سایہ نصیب ہوگا۔

((عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِی ظِلِّهِ يَوْمَ لا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ..........وَرَجُلَانَ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ .)) [2]

چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا کہ "یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میری جلالت کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ آج کے دن جب کہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے، انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔"

اللہ کے دوستوں سے محبت کی وجہ سے انسان ایمانی لذت کو حاصل کر سکتا ہے، ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم: ٦٥٠٢.

[2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل اخفاء الصدقة، رقم: ١٠٣١.

فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ".)) ❶

''جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت سے بہرہ یاب ہوگا، پہلی خصلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اسے سب سے زیادہ پیارے ہوں، دوسری جس سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے، اور تیسری کفر کی طرف پلٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

اس عمل کی وجہ سے ان پر روزِ محشر انبیاء وشہداء بھی رشک کریں گے۔ چنانچہ:

((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ، "قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ".)) ❷

''سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں، اللہ کے ہاں ان کے لیے نور کے منبر ہوں گے، انبیاء اور شہداء ان پر رشک کرتے ہوں گے۔''

اولیاء اللہ کو روزِ قیامت نہ ماضی کا غم لاحق ہوگا اور نہ مستقبل کا کوئی خوف، اور یہ وہی لوگ ہیں جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ ﴾

(یونس: ٦٢ تا ٦٤)

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ١٦۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بهن......، رقم: ١٤٣.

❷ سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء فی الحب فی الله رقم: ٢٣٩٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''آگاہ رہو! بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف لاحق ہوگا نہ کوئی غم، جو لوگ ایمان لائے تھے اور اللہ سے ڈرتے تھے، ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوش خبری ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کے وعدوں میں تبدیلی نہیں آتی ہے، یہی سب سے عظیم کامیابی ہے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اس کے دوستوں کو نہ ماضی کا غم لاحق ہوگا اور نہ مستقبل کا کوئی خوف۔

آیت (٦٤) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں دنیا اور آخرت دونوں جگہ اپنی رحمت، رضامندی اور جنت کی خوش خبری دی ہے۔ امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابوالدرداء اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ سَاَلْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ قَوْلِهِ اللّٰهِ تَعَالٰی "لَهُمُ الْبُشْرٰی فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" (یونس: ٦٤) سَاَلْتُ رَسُوْلَ ﷺ فَقَالَ......هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ وَتُرٰی لَهُ .))[1]

''دنیاوی زندگی میں بشارت سے مراد نیک خواب ہے جو مسلمان آدمی دیکھتا ہے۔''

اور قرآن وسنت سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرشتے موت سے پہلے اللہ کے نیک بندوں کو جنت کی خوش خبری دے دیتے ہیں۔

آیت میں اولیاء سے مراد وہ مخلص اہل ایمان ہیں جو اللہ کی بندگی اور گناہوں سے اجتناب کی وجہ سے اس سے قریب ہو جاتے ہیں۔ یہاں ان کی صفت یہ بتائی گئی

---

[1] سنن ابن ماجه كتاب الزهد، باب ذكر الموت والاتعداد له، رقم: ٤٢٦٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ہے کہ وہ اہل ایمان ہوتے ہیں اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ ''ولی'' کا معنی ''قریب'' ہے۔ یعنی مومن جب ایمان اور عمل صالح پر کاربند ہوتا ہے، اور شرک اور دوسرے گناہوں سے دُور رہتا ہے، تو اللہ سے قریب ہو جاتا ہے، علماء نے لکھا ہے کہ ولایت کی ایک نشانی یہ ہے کہ ولی مستجاب الدعوات ہوتا ہے، یعنی اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! اللہ کے اولیاء کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ .)) [1]

''جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے۔'' (تیسیر الرحمٰن: ۶۱۹/۱)

اہل ایمان اولیاء اللہ سے قطع تعلق کرنا شرعی طور پر ممنوع ہے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ .)) [2]

''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین (دن) رات سے زیادہ قطع تعلقی کیے رکھے۔''

اسلام نے جہاں مسلمانوں کو اولیاء اللہ سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے، وہاں ان تمام اُمور سے منع کر دیا ہے جو حرام ہیں اور وہ باہمی بغض و عداوت کا باعث بنتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند احادیث پیش خدمت قارئین ہیں:

((مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ .)) [3]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ان لرُؤیا المؤمن جزء...... رقم: ۲۲۷۰ و ۲۲۷۳ و ۲۲۷۵۔ السنن الکبری، للنسائی، رقم: ۱۱۲۳۵۔ کتاب الزهد: ۷۲/۱، رقم: ۲۱۷۔ الاحادیث المختاره ۱۰۸/۱۰، رقم: ۱۰۵۔ مجمع الزوائد ۷۸/۱۰.

[2] صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ۶۰۷۳.

[3] صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ۶۰۴۷.

''کسی مسلمان کو ملعون قرار دینا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

((عـن عبد الله (بن مسعود)، قال: قال رسول الله ﷺ: لَيْسَ الْمُؤْمِنَ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ .)) ❶

''وہ شخص مومن نہیں جو دوسروں پر لعنت و ملامت اور طعن و تشنیع کرے، اور فحش گوئی اور بدزبانی سے کام لے۔''

اللہ ہمیں اولیاء اللہ سے محبت کرنے اور ان کی صفات اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔



❶ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۷۷۔ سلسلة الاحادیث الصحیحة، رقم: ۳۲۰.

باب نمبر 13

اللہ کی اپنے اولیاء سے محبت

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور دوستوں سے محبت رکھتا ہے۔

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي لَأُحِبُّ هٰذَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: أَعْلَمْتَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَعْلِمْهُ، قَالَ: فَلَحِقَهُ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ، فَقَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ.)) [1]

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اتنے میں ایک آدمی وہاں سے گزرا تو اس شخص نے کہا: یارسول اللہ! میں اس آدمی سے محبت کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے بتایا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آگاہ کردے، چنانچہ وہ آدمی اس کے پیچھے گیا، اور اسے بتایا کہ میں تم سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ جواب میں اس نے اسے یہ دعا دی: تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کے لیے تو نے مجھ سے محبت کی۔"

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب اخبار الرجل بمحبته اياه، رقم: ٥١٢٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهُ فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا فَلَمَّا اَتٰی عَلَیْهِ قَالَ: اَیْنَ تُرِیدُ؟ قَالَ: اُرِیدُ اَخًا فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَیْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ لَا غَیْرَ اَنِّی اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَاِنِّی رَسُولُ اللّٰهِ اِلَیْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیهِ .)) [1]

''سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے اس کے گاؤں جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا۔ جب ملاقاتی وہاں پہنچا تو فرشتے نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ ملاقاتی نے جواب دیا: میں اس گاؤں جا رہا ہوں وہاں میرا (دینی) بھائی رہتا ہے۔ فرشتے نے کہا: کیا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے جسے اتارنے جا رہے ہو؟ ملاقاتی نے جواب دیا نہیں، کچھ نہیں۔ بس اس سے محض اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں (اس لیے اسے ملنے جا رہا ہوں) فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں (اور تجھے بتانے آیا ہوں کہ) اللہ تعالیٰ تجھ سے اسی طرح محبت فرماتا ہے جس طرح تو محض اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے دینی بھائی سے محبت کرتا ہے۔''

((عن ابی امامة، قال: قال رسول الله ﷺ: "مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰهِ اِلَّا اَكْرَمَ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ .)) [2]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی خاطر دوسرے بندے سے محبت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی عزت کرتا ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل الحب فى الله تعالىٰ: ٢٥٦٧.

[2] مسند احمد: ٥/٢٥٩، سلسلة الصحيحة، رقم: ١٢٥٦.

دوسرا حصہ

شیطان اور اس کے دوست

باب نمبر 1

شیطان اور اس کی علامات

شیطان ایک جن ہے لیکن جن انسانوں کے کام اور کرتوتیں شیطان کی طرح ہوں وہ بھی شیطان یا شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔ شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا۔ شیطان سوچ سمجھ کر دھوکہ اور فریب کی پلاننگ کرتا ہے۔ شیطان لوگوں کا ایسا دشمن ہے کہ ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے۔ اس کو جنت سے اس کے تکبر اور غرور کی وجہ سے نکالا گیا ہے، پھر اس نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوایا۔ شیطان برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور وعدے کر کے بے وفائی کر جاتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ ابلیس انتہائی مکار، چال باز اور فتنوں میں ڈالنے والا ہے۔ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔ اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ اس کے اپنے لشکر ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہر ایک کام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ یہ لوگوں کی شکل وصورت اختیار کر لیتا ہے۔ سب سے پہلے خود شبہ میں پڑا اور حجت بازی کی، اب لوگوں سے کرواتا ہے۔ ابلیس کے نزدیک ریاکاری، خود پسندی، لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا، بت پرستی، قبر پرستی، جہالت والے سب کام ٹھیک ہیں۔ یہ انسان کو اس قدر گمراہ کر دیتا ہے کہ اس کو گناہ اور ثواب، حق اور باطل، عابد اور معبود میں تمیز ختم کرا کے جہالت و گمراہی کے اندھیرے گڑھوں میں گرا دیتا ہے۔ پھر لوگوں سے ڈرتا ہے اور کہتا ہے: دنیا کو بھی تو رکھنا ہے، لوگ کیا کہیں گے، بس اب تھوڑی دیر ہے۔ اپنے نفس کو بھول کر لوگوں کے عیب نکالنا۔ زاہدوں کو گوشہ نشینی، عابدوں کو عبادت کے چکر میں، علوم میں کامل لوگوں پر نام ونمود کی راہ سے، علم وعمل میں کامل علما کو تکبر

کی راہ سے، باپ دادوں، علماء اور فقہا کی تقلید کے راستے لوگوں کو گمراہ اور سیدھے راستے سے دور کرتا ہے۔ شیطان کے زور اور غلبے سے بچنے کے لیے اللہ سے اپنا تعلق مضبوط رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نافرمان نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ شیطان مردود پر اللہ کی لعنت قیامت تک برستی رہے گی۔

مہلت مل جانے کے باوجود اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ شیطان بڑا سرکش اور دغاباز ہے اور اس کے ساتھی بے ایمان اور شریر قسم کے جن و انس ہی ہو سکتے ہیں۔

شیطان بُرا رفیق و ساتھی ہے اور اس کی پیروی سے لوگ راہِ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا انتباہ

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭاِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭاِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭقُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭاَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَرِيْقًا هَدٰي وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭاِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٠﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ ﴾ (الاعراف: ٢٧ تا ٣١)

"اے آدم کی اولاد! کہیں شیطان تمہیں فتنے میں نہ ڈال دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوادیا۔ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروا دیا تا کہ وہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے۔ وہ اور اس کا لشکر تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ ہم نے شیطانوں کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اس پر پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ کہہ دے: بے شک اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔کیا تم اللہ کے ذمہ وہ بات لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ کہہ دے: میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ تم ہر سجدے کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھو۔اور اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو، جس طرح اس نے تمہاری ابتداء کی اسی طرح تم دوبارہ جی اٹھو گے۔ ایک گروہ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی۔ بے شک ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنالیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پانے والے ہیں۔ اے آدم کی اولاد !تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا خوبصورت اور اچھا لباس پہن لیا کرو۔اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔"

شیطان اور اس کے حواریوں کی بات ماننے والا مشرک ہے

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۭ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـــِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿١٢١﴾ ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

"اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اور یقیناً یہ

تو سراسر نافرمانی ہے، اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ اور اگر تم نے ان لوگوں کا کہنا مان لیا تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔"

قرآن کو چھوڑ کر شیطان کی بات ماننے کا پچھتائے گا

﴿وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِیْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ یَوْمَىِٕذِ ﹰالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَ كَانَ یَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ﴿۲۶﴾ وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ﴿۲۷﴾ یٰوَیْلَتٰى لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾﴾

(الفرقان: ۲۵ تا ۳۰)

"اور جس دن آسمان بادل سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے لگاتار اتارے جائیں گے، اس دن حقیقی بادشاہی رحمٰن کی ہوگی اور یہ دن کافروں پر بڑا بھاری ہوگا۔ اور جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا، اور کہے گا، اے کاش! میں نے رسول کی راہ اختیار کی ہوتی۔ ہائے افسوس! کاش کہ میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آپہنچی تھی اور شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔ اور رسول کہے گا: اے میرے پروردگار! بے شک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔"

شیطان ہر موڑ پر بندے کو راہِ راست سے بھٹکاتا ہے اور گمراہ کرتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ ﴾ (النساء: ۶۰ تا ۶۱)

’’کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کردے بہت دور کا گمراہ کرنا۔ ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی اور رسول کی طرف آؤ، تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے صاف منہ پھیر لیتے ہیں۔‘‘

اللہ کا سوال اور شیطان کا جواب

﴿ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ ﴾

(الحجر: ۳۲ و ۳۳)

’’(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا؟ وہ بولا کہ میں ایسا نہیں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔‘‘

شیطان کا قیاس

﴿ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ﴾ (الاعراف: ۱۲)

"اللہ نے کہا: تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ نہیں کرتا جب میں نے تجھے حکم دیا؟ اس (شیطان) نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو تو نے خاک (مٹی) سے پیدا کیا ہے۔"

((عن علی بن حسین عن صفیة بنت حیی قالت.........قال: اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرٰی الدَّمِ .))[1]

علی بن حسین، صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بلاشبہ شیطان انسان کی رگ و پے میں سرایت کیے رہتا ہے۔"

((عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّ اِبْلِیسَ یَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَی الْمَآءِ، ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاهُ، فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، یَجِیءُ اَحَدُهُمْ فَیَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَیَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَیْئًا، قَالَ ثُمَّ یَجِیءُ اَحَدُهُمْ فَیَقُولُ: مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ امْرَاَتِهٖ، قَالَ: فَیُدْنِیهِ مِنْهُ وَیَقُولُ: نِعْمَ اَنْتَ".))[2]

"سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک شیطان کا تخت پانی پر ہے، اور وہ اپنے لشکر کو دنیا میں فساد پھیلانے کے لیے بھیجتا ہے، جو آدمیوں کو گمراہ کرتے ہیں، اور شیطان کے نزدیک مرتبہ میں سب سے بڑا وہ ہوتا ہے جو جتنا بڑا فساد ڈالنے والا ہو۔ ان میں سے کوئی آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیے تو شیطان کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا اور جب کوئی آ کر بتلاتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کے ساتھ اس وقت تک لگا رہا جب تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ کرادی، تو شیطان اسے اپنے

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده، رقم: ۳۲۸۱.

[2] صحیح مسلم، کتاب المنافقین، باب تحریش الشیطان وبعثه سرایاه لفتنة الناس، رقم: ۲۸۱۳.

نزدیک کر لیتا ہے، اور کہتا ہے: ہاں! تو نے بڑا کام کیا ہے۔"

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَا وَيْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ يَا وَيْلَتِي أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ.)) [1]

سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی آدمی سجدہ والی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے دور ہٹ جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ میرا ستیاناس! آدمی کو سجدے کا حکم ملا تو اس نے سجدہ کرلیا، اس کے لیے جنت ہے۔ اور مجھے بھی سجدے کا حکم ملا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا، اور میرے لیے جہنم ہے۔

1۔ ابلیس ایک جن ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰﴾ (الکھف: ۵۰)

"اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کے سامنے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کرلیا، یہ جنوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے۔ ایسے ظالموں کا بہت برا بدلہ ہے۔"

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلوة رقم: ۸۱.

2۔ابلیس آگ سے پیدا کیا گیا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ⑫ ﴾ (الاعراف : ۱۲)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ نہ کرے جب کہ میں نے تجھے حکم دیا؟ اس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا، اور اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔"

3۔شیطان سوچ سمجھ کر دھوکہ دیتا ہے

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ ﴾

(الحجر : ۳۹، ۴۰)

"(شیطان نے) کہا: اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لیے (نافرمانی و گناہ) کو مزین خوبصورت کروں گا، اور ہر صورت میں ان سب کو گمراہ کر کے رہوں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب (چن لیے گئے ہیں) کر لیے گئے ہیں۔"

4۔شیطان لوگوں کے ساتھ رہتا ہے

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ ﴾

(البقرہ : ۳۶)

''لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر وہاں سے نکلوا دیا اور ہم نے کہہ دیا کہ اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اور ایک وقت مقرر تک تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔''

5۔شیطان رسولوں اور تمام بنی آدم کا دشمن ہے

شیطان رسولوں اور لوگوں کا کا کھلا دشمن ہے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴾ (الانعام: ۱۱۲)

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کیے تھے، کچھ آدمی اور کچھ جن، جن میں سے بعض بعضوں کی چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کر سکتے تھے۔پس انہیں چھوڑ اور اسے بھی جو جھوٹ گھڑتے ہیں۔''

6۔شیطان بری باتوں کی ترغیب دلاتا ہے

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾

(البقرہ: ۱۶۸، ۱۶۹)

''لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ پیو۔اور شیطانی راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۱ ﴾ (النور: ۲۱)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے نقش قدم پر مت چلو، جو شیطان کے قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے پاک کر دیتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

7۔ شیطان بدترین ساتھی ہے

﴿ وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ مَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝۳۸ ﴾

(النساء: ۳۸)

''اور جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، اور جس کا ہم نشین اور ساتھی شیطان ہو، وہ اس کا بدترین ساتھی ہے۔''

8۔ شیطان ہر طرف سے وار کرتا ہے

﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۱۶ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ

شَمَآئِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾ (الاعراف: ١٦، ١٧)

''اس نے کہا: بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے، میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر ان پر حملہ کروں گا، ان کے آگے سے بھی، اور ان کے پیچھے سے بھی، اور ان کی داہنی جانب سے بھی، اور ان کی بائیں جانب سے بھی، اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر اس کی دشمنی کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٝ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿٥﴾ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿٦﴾ ﴾ (فاطر: ٥، ٦)

''لوگو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں غفلت میں ڈالے۔ یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم اسے دشمن جانو۔ وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لیے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں سے ہو جائیں۔''

ایک مقام پر اس کے تکبر کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿٧٦﴾ ﴾ (ص: ٧٥، ٧٦)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ یا پھر کیا تو بڑا بن گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا، اور اسے مٹی سے بنایا۔''

اللہ تعالیٰ شیطان کی پیروی کرنے سے منع کرتا ہے۔ارشاد گرامی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸ ﴾ (البقرہ: ۲۰۸)

"ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

9۔شیطان مردود کو تکبر نے جنت سے نکلوادیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝۱۳ ﴾ (الاعراف: ۱۳)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو آسمان سے اتر، تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو آسمان میں رہ کر تکبر کرے۔سو نکل جا، بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے۔"

10۔شیطان نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو کس طرح دھوکہ دیا؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝۲۰ ﴾ (الاعراف: ۲۰)

"پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں، دونوں کو ظاہر کردے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے بن جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے

ہو جاؤ۔"

انسانو! اپنے ماں باپ کے دشمن سے ہوشیار رہو

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭاِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭاِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (الاعراف: ۲۷)

"اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی فتنے میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں، باپ کو جنت سے باہر کرا دیا، ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروا دیا تا کہ وہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے۔ وہ اور اس کا لشکر تم کو وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔ہم نے شیطان کو ان ہی لوگوں کا رفیق بنایا جو ایمان نہیں لاتے۔"

آدم علیہ السلام کی دعاء اور زمین کی طرف سفر

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝﴾ (الاعراف: ۲۳،۲۴)

"دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا۔حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے اُتر جاؤ ایسی حالت میں تم باہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں ایک وقت تک رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے۔"

زمین پر رہنے کے قاعدے کلیے ورنہ......

﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَ لَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾﴾

(طٰہٰ: ۱۲۳ تا ۱۲۶)

”فرمایا: تم دونوں اکٹھے یہاں سے اتر جاؤ، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ گمراہ ہوگا نہ تکلیف میں پڑے گا۔ ہاں جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی۔ اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ الٰہی! مجھے تو نے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا۔ وہ (اللہ) فرمائے گا: اسی طرح میری آیات آئیں تو تو انہیں بھول گیا اور اسی طرح آج تو بھلایا جائے گا۔“

11۔ اللہ تعالیٰ کے مخلص دوستوں پر شیطان کا وار نہیں چلتا

اللہ تعالیٰ کے جو مخلص بندے ہوتے ہیں ان پر شیطان کا وار نہیں چلتا۔ اس ضمن میں ہم چند آیاتِ مبارکہ ذکر کرتے ہیں۔

﴿اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾﴾

(الاسراء: ٦٥)

”میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں۔ ان کا وکیل کارساز و مددگار

ہونے کے لحاظ تیرا رب کافی ہے۔"

﴿ وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۰ وَ مَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَ رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝۲۱ ﴾

(سبا: ۲۰، ۲۱)

"شیطان نے ان کے بارے میں اپنا گمان سچا کر دکھایا، یہ لوگ سب کے سب اس کے تابعدار بن گئے سوائے مومنوں کی جماعت کے۔ شیطان کا ان پر کوئی زور اور دباؤ نہ تھا مگر تاہم ان لوگوں کو جان لیں جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، اور کون شک میں ہیں۔ اور تیرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔"

﴿ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۳۹ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝۴۰ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝۴۱ ﴾ (الحجر: ۳۹، ۴۱)

"(شیطان نے) کہا: اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لیے (گناہ) کو مزین کروں گا، اور ان سب کو بھی گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ہاں! یہی مجھ تک پہنچنے والی سیدھی راہ ہے۔"

12۔ شیطان کا وعدہ دھوکے پر مبنی ہے

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۱۱۶ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ

اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۹﴾ یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ ؕ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا یَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِیْصًا ﴿۱۲۱﴾

(النساء: ۱۱۶-۱۲۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک بنایا جائے ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شریک بنانے والا بہت دور کی گمراہی میں بھٹک گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف عورتوں کو پکارتے ہیں اور صرف سرکش شیطان کو پوجتے ہیں۔ جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور اس نے بیڑا اٹھایا ہے کہ میں تیرے بندوں میں سے مقرر شدہ حصہ لے کر رہوں گا۔ اور انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور انہیں ضرور آرزوئیں دلاتا رہوں گا اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں اور ان سے کہوں گا کہ اللہ کی بنائی صورت کو بگاڑ دیں، سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا۔ وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا، اور سبز باغ دکھاتا رہے گا، (مگر یاد رکھو!) شیطان کے جو وعدے ہیں وہ دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔“

قیامت کے دن شیطان مکر جائے گا

﴿ وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ

دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ (ابراھیم : ۲۲)

''جب اور کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا، اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے ان کی خلاف ورزی کی، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں۔ ہاں میں نے تو تمہیں صرف بلایا اور تم نے میری مان لی۔ اب تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچتا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے ہو، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے ہو۔ یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

یعنی اہل ایمان جنت میں اور اہل کفروشرک دوزخ میں چلے جائیں گے تو شیطان جہنمیوں سے کہے گا: اللہ نے جو وعدے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے کیے تھے (کہ نجات میرے پیغمبروں پر ایمان لانے میں ہے) وہ حق تھے ان کے مقابلے میں میرے وعدے تو سراسر دھوکہ اور فریب کے علاوہ کچھ بھی نہ تھے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ ﴾

(النساء ۱۲۰)

''شیطان ان سے وعدے کرتا اور آرزوئیں دلاتا ہے لیکن شیطان کے یہ وعدے محض دھوکہ ہیں۔''

13۔ شیطان صبر وتحمل کے ساتھ گمراہ کرتا ہے

﴿ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاۗؤُكُمْ جَزَاۗءً

مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾﴾ (بنی اسرائیل: ٦٣ تا ٦٥)

''ارشاد ہوا کہ جا، اُن میں سے جو بھی تیرا تابعدار ہوجائے گا تو تم سب کی سزا جہنم ہے جو پورا پورا بدلہ ہے۔ ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا کر لے آ، اور ان کے مال اور اولاد میں ان کا حصہ دار بن اور ان سے وعدے کر۔ ان سے جتنے بھی وعدے شیطان کے ہوتے ہیں، سب کے سب دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں۔ تیرا رب وکیل ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾﴾ (النور: ٢١)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو۔ جو شخص شیطان کے قدموں کی پیروی کرے تو وہ (شیطان) تو بے حیائی اور برے کاموں کا حکم دیتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

14۔ شیطان برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرنے میں ماہر ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ قَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۟ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ۝۳۸﴾

(العنکبوت: ۳۸)

''اور ہم نے عادیوں اور ثمودیوں کو بھی غرق کیا، جن کے بعض مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں، اور شیطان نے انہیں ان کے برے اعمال خوبصورت کر کے دکھائے اور انہیں اصل راہ سے روک دیا، حالانکہ وہ سمجھ دار تھے۔''

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ ۝۴۲ فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝۴۴﴾

(الانعام: ۴۲ تا ۴۴)

''ہم نے تجھ سے پہلے کئی امتوں کی طرف رسول بھیجے، پھر ہم نے ان کو تنگ دستی اور بیماری میں پکڑا تا کہ وہ عاجزی اختیار کریں۔ سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی وہ کیوں نہ گڑگڑائے، بلکہ ان کے قلوب (دل) سخت ہو گئے اور شیطان نے جو کچھ وہ کر رہے تھے ان کے لیے خوش نما بنا دیا۔۔ پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب

اترا گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ ﴾

(النمل: ۲٤)

''میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے مزین کر دیئے ہیں۔ پس انہیں اصل راستے سے روک دیا ہے پس وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔''

﴿ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ ﴾

(النحل: ٦٣)

''واللہ! ہم نے تجھ سے پہلے کی امتوں کی طرف بھی اپنے رسول بھیجے لیکن شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہوں میں مزین وخوش نما کر دیے، وہ شیطان آج بھی ان کا رفیق وساتھی بنا ہوا ہے۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ﴾ (محمد: ٢٥)

''یقیناً جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل اُلٹے پھر گئے اس کے بعد کہ ان کے لیے سیدھا راستہ واضح ہو چکا، شیطان نے ان کے لیے (ان کا عمل) مزین کر دیا اور انہیں ڈھیل دے رکھی ہے۔''

15۔ شیطان لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے

شیطان لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالتا ہے، اور اس طرح انہیں متذبذب کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ ﴾ (الانعام: ١٢١)

''اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ کام نافرمانی کا ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں تا کہ یہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔''

16۔شیطان برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾ ﴾

(البقرہ: ١٦٨، ١٦٩)

''اے لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ پیو۔ اور (ہوشیار رہنا) شیطان کی پیروی نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا۔ اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کے مکر و فریب سے بچائے۔ آمین



باب نمبر 2

شیطان کے دوست

اب ہم شیطان کے دوستوں کا ذکر قرآنی آیات کی روشنی میں کرتے ہیں۔ تاکہ ان سے دوستی نہ کی جائے اور حتی الوسع ان سے اجتناب کیا جائے۔

شیطان کے دوستوں کا انجام

﴿وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾﴾ (النساء: ۱۱۹ تا ۱۲۱)

"اور میں انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور انہیں ضرور آرزوئیں دلاؤں گا اور انہیں ضرور حکم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان کاٹیں اور انہیں ضرور حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت کو بدلیں اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے تو یقیناً اس نے واضح خسارہ اٹھایا۔ وہ انہیں وعدے دیتا ہے، اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں دھوکے کے علاوہ اس کے وعدوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم، اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔"

سجدہ نہ کرنا ابلیس کا کام

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ۝۵۰﴾ (الکھف : ۵۰)

’’اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کے سامنے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جنوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ کیا پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے ایسے ظالموں کے لیے برُا بدلہ ہے۔‘‘

اللہ کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کرنے والا شیطان کا دوست ہے

﴿وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝۴۱ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ۝۴۲ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝۴۳ یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ۝۴۴ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ۝۴۵ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ۝۴۶﴾ (مریم : ۴۱ تا ۴۶)

’’اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کرو، بے شک وہ بڑی سچائی والے پیغمبر تھے جب کہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان! آپ ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں؟

میرے مہربان باپ! آپ دیکھئے، میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا تو آپ میری ہی مانیئے، میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہنمائی کروں گا۔ میرے ابا جان! آپ شیطان کی عبادت نہ کریں، شیطان تو رحم وکرم والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ ابا جی! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الٰہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے بے رغبتی کرنے والا ہے۔ سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مارڈالوں گا۔ اور مجھے چھوڑ جا، اس حال میں کہ تو صحیح سالم ہے۔ کہا: اچھا تم پر سلام ہے۔ میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، بے شک وہ مجھ پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔"

شیطان کے حواریوں سے دوستی کرنے والا گمراہ ہے

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① ﴾

(الممتحنة: ١)

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کا جو تمہارے پاس آچکا ہے انکار کرتے ہیں، پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضامندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو) تم ان کے

پاس محبت کے پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو۔ اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی یہ کام کو کرے گا۔ وہ یقیناً سیدھی راہ سے گمراہ ہو جائے گا۔"

((عن عبد الله بن مسعود، قال: خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا خَطًّا ثُمَّ قَالَ "هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ" ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا، عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ هَذِهِ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو اِلَيْهِ، ثُمَّ تَلَا: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ .)) [1]

"نبی کریم ﷺ نے ایک خط کھینچا، اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے، پھر کچھ خطوط اس کے دائیں بائیں کھینچے اور فرمایا: یہ دوسرے راستے ہیں جن میں سے ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی کہ "یقیناً یہ میرا مستقیم راستہ ہے۔ پس اس کی اتباع کرو۔ اور شیطان کے راستوں کی اتباع نہ کرو۔ وگرنہ وہ تو تم کو اس کے راستے سے ہٹا دے گا۔"



[1] مسند احمد: ۱/۴۳۵۔ مسند دارمی ۱/۷۸، رقم: ۲۰۲۔ سنن ابن ماجہ، مقدمہ، رقم: ۱۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

باب نمبر 3

شیطان کے دوستوں کی نشانیاں

کتاب اللہ سے غفلت اور منہ موڑنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝﴾ (المومنون: ٦٠ تا ٦٧)

''ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ کام نہیں دیتے، ہمارے پاس ایسی کتاب ہے جو حق کے ساتھ بولتی ہے، ان کے اوپر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ بلکہ ان کے دل اس طرف سے غفلت میں ہیں، اور ان کے لیے اس کے سوا بھی بہت سے اعمال ہیں جنہیں وہ کرنے والے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم ان کے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے، اچانک وہ بلبلا رہے ہوں گے۔ آج مت بلبلاؤ، بے شک تمھیں ہماری طرف سے مدد نہ دی جائے گی۔ میری آیتیں تو تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں، پھر بھی تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے بھاگتے

تھے، اکڑتے، اینٹھتے، افسانہ گوئی کرتے اسے چھوڑ دیتے تھے۔"

ان کے برعکس مومنوں کا طرز عمل

((أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ (المومنون: ٦٠) قَالَتْ عَائِشَةُ: أَهُمُ الَّذِينَ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ؟ قَالَ: "لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ، وَلَكِنَّهُمُ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ، وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ".)) [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ڈرنے والے کون ہیں، وہ جو شراب پیتے، بدکاریاں کرتے اور چوریاں کرتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے، روزہ رکھتے صدقہ وخیرات کرتے ہیں لیکن ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ نامقبول نہ ٹھہریں۔

سنی سنائی باتوں کو ہوا دینا۔ جھوٹ بولنا۔ قول فعل میں تضاد

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾ ﴾ (الشعراء: ٢٢١ تا ٢٢٧)

---

[1] سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ٣١٧٥۔ مسند احمد: ٦/١٩٥، ١٦٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں؟ وہ ہر ایک جھوٹے گناہگار پر اترتے ہیں، اچٹتی ہوئی سنی سنائی پہنچادیتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔ شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو بھٹکے ہوئے ہوں۔ کیا آپ نے انہیں دیکھا کہ شاعر ہر ایک وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور انتقام لیا اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا جنہوں نے ظلم کیا، وہ بھی عنقریب جان لیں گے کہ لوٹنے کی کون سی جگہ لوٹ کر جائیں گے۔''

اللہ کے سیدھے راستے سے روکنا

﴿وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ﴿۳۶﴾ وَ اِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ ﴿۳۸﴾ وَ لَنْ یَّنْفَعَكُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾﴾ (الزخرف: ۳۶ تا ۳۹)

''اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے، ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔ اور وہ انہیں اصل راہ سے روکتے ہیں، اور اس خیال میں رہتے ہیں کہ یہ سیدھی راہ پر ہیں، یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا کہے گا: (اپنے ساتھی یعنی شیطان سے کہے گا) کاش! میرے اور تیرے درمیان دو مشرقوں کا فاصلہ ہوتا، تو بڑا برا ساتھی ہے۔ ان سے کہا جائے گا جب کہ تم ظالم ٹھہر چکے ہو تو آج تمہیں (ایسی گفتگو) کچھ نفع نہیں دے سکتی تم سب عذاب میں برابر کے شریک ہو۔''

خالی خولی دعوے کرنا

﴿وَ مَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٦٦﴾ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَ قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّااتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿١٦٧﴾﴾

(آل عمران: ۱۶۶ تا ۱۶۷)

''اور تمہیں جو کچھ اس دن پہنچا جس دن دو جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تھی وہ سب اللہ کے حکم سے تھا اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لے اور منافقوں کو بھی جان لے۔ جن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، کافروں کو ہٹاؤ، تو وہ کہنے لگے: اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور ساتھ دیتے، وہ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر سے بہت قریب تھے، اپنے منہ سے وہ باتیں بناتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں، اور اللہ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔''

آزمائش اور تنبیہ کے بعد بھی عبرت حاصل نہ کرنا اور وحی کو ہلکا سمجھنا

﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ

انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

(التوبہ: ۱۲٤ تا ۱۲۹)

''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو منافقین کہتے ہیں کہ اس سورۃ نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟ سو جو لوگ ایمان دار ہیں، اس سورۃ نے ان کے ایمان میں اضافہ کیا ہے اور خوش ہو رہے ہیں، اور جن کے دلوں میں بیماری ہے، اس سورۃ نے ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھا دی، اور وہ حالت کفر میں ہی مر گئے، اور کیا ان کو نہیں دکھائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں، پھر بھی نہ تو وہ توبہ کرتے ہیں، اور نہ وہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔ اور جب کوئی سورۃ نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں کہ تم کو کوئی دیکھتا تو نہیں، پھر منہ پھیر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا دل پھیر دیا ہے، اس وجہ سے وہ شخص بے سمجھ لوگ ہیں۔ تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا نہایت ان کو تکلیف دیتا ہے۔ جو تمہاری بھلائی کا بڑا خواہش مند رہتا ہے، ایمان داروں پر بہت شفقت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔''

مؤمن جہاد کے لیے فوراً تیار ہو جاتے ہیں

ایک جگہ فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٣٨﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٩﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ ﴾

(التوبہ: ۳۸ تا ۴۱)

’’اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں نکلو تو تم زمین کی طرف بوجھل ہو جاتے ہو، کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے ہو؟ سنو دنیا کی زندگی کا سامان تو آخرت کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑا ہے۔ اگر تم نہ نکلے تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک سزا دے گا اور تمہارے علاوہ اور لوگوں کو لے آئے گا، تم اللہ تعالیٰ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر تم اس کی مدد نہ کرو، تو اللہ ہی نے اس کی مدد کی اس وقت جب کہ کافروں نے نکال دیا۔ دو میں سے دوسرا تھا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس جناب باری نے اپنی طرف کی تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا بھی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی، اور

بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے، اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔ نکل کھڑے ہو جاؤ ہلکے اور بوجھل اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

علامہ شوکانی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"روم کے عیسائی بادشاہ ہرقل کے بارے اطلاع ملی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی کی تیاری کر رہا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے لیے تیاری کا حکم دے دیا، یہ شوال سن ۹ ہجری کا واقعہ ہے۔ موسم سخت گرمی کا تھا، اور سفر بہت لمبا تھا، بعض مسلمانوں اور منافقین پر یہ حکم گراں گزرا جس کا اظہار اس آیت میں کیا گیا ہے اور انہیں زجر و توبیخ کی گئی ہے۔ یہ جنگ تبوک کہلاتی ہے جو حقیقت میں ہوئی نہیں، دو روز مسلمان ملک شام کے قریب تبوک میں رہ کر واپس آ گئے، اس کو "جیش العسرہ" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس لمبے سفر میں اس لشکر کو کافی دقتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ "اثاقلتم" "یعنی سستی کرتے ہو، اور پیچھے رہنا چاہتے ہو" اس کا مظاہرہ بعض لوگوں کی طرف سے ہوا لیکن اس کو منسوب سب کی طرف کر دیا گیا۔ (فتح القدیر، للشوکانی)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر کی مدد اس وقت بھی کی جب اس نے غار میں پناہ لی تھی، اور اپنے ساتھی (ابوبکر) سے کہا تھا: غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے، اس کی تفصیل حدیث میں آتی ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم غار میں تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اگر ان مشرکین نے (جو ہمارے تعاقب میں ہیں) اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا .))[1]

''اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے، یعنی اللہ کی مدد اور اس کی نصرت جن کے شامل حال ہے۔''

دھوکہ دینا، ایمان والوں کا مذاق اڑانا اور باطل کو حق پر ترجیح دینا

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ شیطان کے دوستوں کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَ عَلٰی سَمْعِھِمْ ؕ وَ عَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ ۫ وَّ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۞ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۞ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ۞ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ۚ وَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۢ ۙ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ۞ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۞ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۞ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۞ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ ۞ اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ وَ یَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ۞ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَ مَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ۞ مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَہٗ ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ وَ تَرَکَھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۞

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب ۹، رقم: ٤٦٦٣.

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَ اللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ یَكَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِیْهِ وَ اِذَاۤ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ قَامُوْا وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾ ﴾ (البقرہ: ۷ تا ۲۰)

”اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگادی ہے، اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے، اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھادیا، اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار رہو! یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں، لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بے وقوف لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ! یہی بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔ اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں، اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف ان سے مذاق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی

ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا، اور نہ ہدایت والے ہوئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا، اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، جو نہیں دیکھتے۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں، پس وہ نہیں لوٹتے۔ یا آسمانی بجلی والی موسلا دھار بارش کی طرح جس میں اندھیرے، بجلی اور چمک۔ اور گرجنے والی بجلیوں کی وجہ سے موت کے ڈر سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اُچک لے جائے، جب ان کے لیے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو بے کار کر دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

علامہ شوکانی رحمہ اللہ ان آیات کی روشنی میں رقمطراز ہیں:

"سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو کچھ لوگ مسلمان ہو گئے لیکن جلد ہی منافق ہو گئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اندھیرے میں تھا، اس نے روشنی جلائی جس سے اس کا ماحول روشن ہو گیا۔ بے مقصد اور نقصان دہ چیزیں واضح ہو گئیں، دفعتہً وہ روشنی بجھ گئی اور وہ حسب سابق تاریکیوں میں گھر گیا، یہی حال منافقین کا تھا۔ پہلے وہ شرک کی تاریکی میں تھے، مسلمان ہوئے تو روشنی میں آ گئے، حلال وحرام اور خیر وشر کو پہچان گئے، پھر وہ دوبارہ کفر ونفاق کی طرف لوٹ گئے تو ساری روشنی جاتی رہی۔" (فتح القدیر: ۱/۴۲)

عبادت میں خلل ڈالنا

((عن ابی سعید ، قال: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: اِذَا صَلّٰی اَحَدٌ اِلٰی شَیْئٍ یَسْتُرُہُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ، فَلْیَدْفَعْہُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْہُ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ .))❶

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز ادا کر رہا ہو تو کسی کو سامنے سے نہ گزرنے دے جس حد تک ہو سکتا ہو گزرنے والے کو روکے، اور اگر وہ زبردستی کرے تو اس کے ساتھ جھگڑا کرے کیونکہ گزرنے والے کے ساتھ شیطان ہے۔"



❶ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب منع المارین یدی المصلی، رقم: ۵۰۵.

باب نمبر 4

شیطان کے دوستوں کی سزا

شیطان کے دوستوں کی سزا کیا ہوگی؟ اس کا ذکر بھی قرآن کی متعدد آیاتِ کریمہ میں ہوا ہے۔ ذیل میں ہم اُن آیات مبارکہ کا ذکر کرتے ہیں، جن میں ان کی عبرتناک سزا کا تذکرہ ہے۔

جہنم کا عذاب، اللہ کے دیدار سے محرومی اور نامہ اعمال الٹے ہاتھ میں

﴿ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝١٤ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝١٧ ﴾ (المطففين: ٧ تا ١٧)

”یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین (قیدخانہ) میں ہے۔ تجھے کیا معلوم سجین کیا ہے۔ (یہ تو) لکھی ہوئی کتاب ہے، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے، جو جزا کے دن کو جھٹلاتے رہے۔ اسے صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے نکل جانے والا اور گناہگار ہوتا ہے، جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی

ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔ ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردے میں رکھے جائیں گے، پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔"

آخرت میں جہنم، اور دنیا میں ہلاکت و ذلت اور اللہ کی ناراضگی و غصہ

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾ وَ هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَ وَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَ لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَ لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٤٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَ لَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤١﴾ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ﴿٤٢﴾

اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَ لَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

(فاطر: ٣٦ تا ٤٥)

’’اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے، نہ تو ان کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مر ہی جائیں۔ اور نہ دوزخ کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ایسے ہی ناشکرے کو بدلہ دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ اس میں چلائیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے علاوہ ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے۔ (اللہ کہے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا، اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا۔ سو مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو، بے شک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا، وہی ہے جس نے تم کو زمین میں جانشین بنایا، سو جو شخص کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور کافروں کے لیے ان کا کفران کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھاتا ہے کافروں کے لیے ان کا کفر خسارہ ہی بڑھاتا ہے۔ آپ کہہ دیجیے کیا تم

نے اپنے شریکوں کو دیکھا جن کو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو؟ یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا جزو بنایا ہے، یا ان کا آسمان میں کچھ حصہ ہے، یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی کسی دلیل پر قائم ہیں۔ بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آئے ہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹیں اور اگر وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ سے نہایت بردبار، بے حد بخشنے والا ہے۔ اور ان کفار نے بڑی زوردار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے تو وہ ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں۔ پھر جب ان کے پاس ایک پیغمبر ڈرانے والا آیا تو بس ان کی نفرت ہی میں اضافہ ہوا۔ دنیا میں اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے، اور ان کی بری تدبیروں کی وجہ سے، اور بری تدبیر اپنے کرنے والے ہی کو گھیرتی ہے۔ سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا۔ تو آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے، اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا بھی نہ پائیں گے۔ اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا؟ حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز آسمان اور زمین میں اسے بے بس کردے۔ وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لے جو انہوں نے کیے تو زمین کی پشت پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک مقرر مدت تک مہلت دیتا ہے۔ سو جب ان کا مقرر وقت آجائے

گا تو بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔"

موت کے وقت رسوا کن عذاب کی نوید

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٩٣﴾ ﴾ (الانعام: ۹۳)

"اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں، اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تمہیں ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔"

پچھتاوا، اور دردناک عذاب

﴿ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ

قَبۡلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۲۲﴾ (ابراهیم: ۲۲)

''جب اور کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا، میں نے تم سے وعدے کیے تھے ان کا خلاف کیا، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی۔ پس تم مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریاد رس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے۔ یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ شیطان کے دوستوں کو اللہ تعالیٰ یومِ آخرت عبرتناک، اور رسوا کن عذاب سے دوچار کرے گا۔ اے اللہ! ہم سب کو شیطان کے دوستوں سے بچا۔ آمین)



باب نمبر 5

شیطان مردود سے بچاؤ کے طریقے

انبیاء کے واقعات کو پڑھنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ۝﴾ (ص: ٤١)

''اور ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

دعاء کرنا، اللہ سے پناہ طلب کرنا، ہجرت کرنا، جہاد کرنا، اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور قرآن سے رہنمائی حاصل کرنا:

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝ وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ

رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾
وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ
اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي
الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾
مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ
وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ
اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ
اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا
مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ
مَّا عَمِلَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ
اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ
اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ
لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَ هُمْ
ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ
وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ

فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿١١٦﴾ ﴾ (النحل: ۹۸ تا ۱۱۶)

''جب تم قرآن پڑھوتو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو، ایمان والوں اور اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور نہیں چلتا۔ہاں اس کا غلبہ ان پر تو یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں، اور اسے اللہ کا شریک بنانے والے ہیں۔ اور جب ہم کسی آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں، اور جو کچھ اللہ نازل فرماتا ہے، اسے وہ خوب جانتا ہے۔تو یہ کہتے ہیں کہ تو تُو گھڑنے والا ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں۔ کہہ دیجیے کہ اسے آپ کے رب کی طرف سے جبرائیل حق کے ساتھ لے کر آئے ہیں، تا کہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے، اور مسلمانوں کے لیے راہنمائی اور خوشخبری ہو جائے، ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ کافر کہتے ہیں کہ اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے اس کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کر رہے ہیں عجمی ہے، اور یہ قرآن تو صاف عربی زبان میں ہے۔ یقیناً جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے، انہیں اللہ کی طرف سے بھی راہ نمائی نہیں ہوتی، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہیں۔ جھوٹ وافتراء تو وہی باندھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا۔یہی لوگ جھوٹے ہیں جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو کوئی کھلے دل سے کفر کرے تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے، یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا۔یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر، جن کے کانوں پر

اور جن کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔اور یہی لوگ غافل ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔ جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔ بے شک تیرا پروردگار ان باتوں کے بعد انہیں بخشنے والا، اور رحم کرنے والا ہے۔ جس دن ہر شخص اپنی ذات کے لیے لڑتا جھگڑتا آئے گا اور ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔اور لوگوں پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو امن واطمینان والی تھی، اس کی روزی اس کے پاس کھلی ہر جگہ سے چلی آ رہی تھی۔ پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا اس کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس انہی میں سے رسول پہنچا، پھر بھی انہوں نے اسے جھٹلایا، پس انہیں عذاب نے آ دبوچا، اور وہ تھے ہی گناہگار۔ جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے، اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر صرف مردار، خون، سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے حرام ہیں، پھر بھی اگر کوئی شخص بے بس کر دیا جائے نہ وہ ظالم ہو اور نہ حد سے گزرنے والا ہو، تو یقیناً اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے فلاح نہیں پاتے۔"

شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آنا

﴿وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝﴾ (الاعراف: ۲۰۰)

"اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ

لیا کریں۔ بلاشبہ وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔''

((اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ اَبِی الْعَاصِ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ حَالَ بَیْنِی وَبَیْنَ صَلٰوتِی وَقِرَآئَتِی یَلْبِسُهَا عَلَیَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ذَاكَ شَیْطَانٌ یُقَالُ لَهٗ: خَنْزَبٌ، فَاِذَا اَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَاتْفِلْ عَلَی یَسَارِكَ ثَلَاثًا.)) [1]

''سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یقیناً شیطان میری نماز میں حائل ہوجاتا ہے، اور جب میں قرأت کرتا ہوں تو مجھے شبہ میں ڈال دیتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ شیطان ہے جسے ''خنزب'' کہا جاتا ہے، جب تو اپنے دل میں اس کے وسوسے کو محسوس کرے تو اللہ سے پناہ طلب کر، اور تین بار بائیں طرف تھوک دے۔''

((عن حذیفة قال:.........فقال رسول الله ﷺ: اِنَّ الشَّیْطَانَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَا یُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ.)) [2]

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، اس میں شیطان کی شرکت کا امکان اور جواز پیدا ہوجاتا ہے۔''

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّی جَاءَ الشَّیْطَانُ فَلَبَسَ عَلَیْهِ حَتّٰی لَا یَدْرِیْ كَمْ صَلّٰی،

---

[1] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التعوذ من الشیطان الوسوسة فی الصلاة، رقم: ۲۲۰۳.

[2] صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب واحکامها، رقم: ۲۰۱۷.

فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ .))[1]

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان پہنچ جاتا ہے، اس کو مغالطے میں مبتلا کر دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے خبر ہی نہیں رہتی کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ چنانچہ جب تم میں سے کسی کو ایسی صورت درپیش ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔''

شیطان سے محفوظ رہنے کے مزید طریقے

شیطان سے محفوظ رہنے کے مندرجہ ذیل بھی طریقے ہیں:

1۔ تعلق باللہ (اللہ کے ساتھ مضبوط رشتہ)

2۔ قرآن وسنت کا علم، اس پر عمل اور اس کو مضبوطی سے پکڑنا۔

3۔ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جانا۔

4۔ جب وسوسے آئیں تو سجدے میں گر جائیں۔

5۔ ذکر الٰہی میں مشغول ہونا۔

6۔ سورۃ فلق اور سورۃ الناس کا پڑھنا۔

7۔ اچھے لوگوں کے ساتھ وابستہ رہنا۔

8۔ آیۃ الکرسی پڑھنا۔

9۔ جمائی کا روکنا اور آواز نہ نکالنا۔

10۔ شک وشبہ کا ازالہ کرنا۔

11۔ توبہ اور استغفار کرنا۔

12۔ لغویات سے پرہیز کرنا۔

13۔ غفلت اور اللہ سے غافل لوگوں سے دوری اختیار کرنا۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب السهو، باب السهو فی الفرض، رقم: ۳۲

14۔ اخلاص۔

15۔ اتباعِ رسول ﷺ

16۔ ایمان باللہ۔

17۔ توکل۔

18۔ تقویٰ۔

19۔ تلاوتِ قرآن حکیم۔

20۔ انسان پر غلبہ پانے والے شیطانی عوامل سے اجتناب۔



باب نمبر 6

انسانوں کے روپ میں شیطان کے دوست

1، 2۔ فرعون وہامان

فرعون اور ہامان انسان کے روپ میں شیطان کے دوست تھے۔ ان دونوں نے اللہ کی زمین کو فتنہ وفساد سے بھر دیا۔ فرعون نے تو خدائی کا بھی دعویٰ کیا۔ ان دونوں کا ذکر قرآن مجید میں ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآىِٕفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑤ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑥ ﴾

(القصص: ١ تا ٦)

"طٰسٓمٓ۔ یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی، ہم آپ کے سامنے موسیٰ اور فرعون کا صحیح واقعہ بیان کرتے ہیں، ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔ یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی، اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا، اور ان کے

ایک فرقہ کو کمزور بنا رکھا تھا، اوران کے لڑکوں کوتو ذبح کرڈالتا تھا اوران کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا، بلاشبہ وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ پھر ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کردیا گیا، اورانہیں پیشوا بنائیں اور ہم انہیں وارث بنائیں۔ اور یہ بھی کہ ہم انہیں زمین میں قدرت واختیار دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھائیں جس سے وہ ڈرتے ہیں۔''

ایک جگہ فرعون کے دعویٔ خدائی کا ذکر یوں ہے:

﴿فَحَشَرَ فَنَادٰی ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ﴿۲۴﴾﴾

(النازعات: ۲۳ تا ۲۴)

''پھر سب کو جمع کر کے بآواز بلند کہنے لگا کہ تم سب کا رب میں ہی ہوں۔''

ایک مقام پر فرعون کی سرکشی کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

﴿اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤی اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۙ۬ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی ﴿۴۰﴾ وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَ لَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَاۤ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ اَرٰی ﴿۴۶﴾﴾

(طٰہٰ: ۴۰ تا ۴۶)

''(یاد کرو) جب کہ تیری بہن چل رہی تھی اور کہہ رہی تھی: کیا میں تمہیں اس کا پتہ

بتادوں جو اس کی پرورش کرے، اس تدبیر سے ہم نے تجھے پھر تیری ماں کے پاس پہنچایا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمگین نہ ہو۔ اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا، اس پر بھی ہم نے تجھے غم سے بچالیا، غرض ہم نے تجھے اچھی طرح آزمالیا۔ پھر تو کئی سال تک مدین کے لوگوں میں ٹھہرا رہا، پھر تقدیر الٰہی کے مطابق اے موسیٰ تو آیا، اور میں نے تجھے خاص اپنی ذات کے لیے پسند فرمالیا، اب تو اپنے بھائی سمیت میری نشانیاں ہمراہ لیے ہوئے جا، خبردار! میرے ذکر میں سستی نہ کرنا، تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، اس نے بڑی سرکشی کی ہے، اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے؟ جواب ملا کہ تم خوف نہ کرو میں تم دونوں کے ساتھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔"

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰی ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰی ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًی ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَ اَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی ﴿۵۹﴾﴾

(طٰهٰ: ٥٦ تا ٥٩)

"ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھادیں لیکن پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کردیا کہنے لگا: اے موسیٰ! کیا تو اسی لیے آیا ہے کہ ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے باہر نکال دے۔ اچھا ہم بھی تیرے مقابلے میں اسی جیسا جادو ضرور لائیں گے۔ پس تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدے کا وقت

مقرر کر لے کہ نہ ہم اس کا خلاف کریں اور نہ تو صاف میدان میں مقابلہ ہو۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ زینت اور جشن کے دن کا وعدہ ہے، اور یہ کہ لوگ دن چڑھے ہی جمع ہو جائیں گے۔''

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾﴾ (یونس: ۸۸ تا ۸۹)

''اور موسیٰ نے عرض کیا: اے ہمارے رب! تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیئے۔ اے ہمارے رب (اسی واسطے دیئے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں۔ اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے، سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی، سو تم ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔''

نیز اس کے متعلق فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَ

مَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ (طٰہٰ: ٧٧ تا ٧٩)

''ہم نے موسیٰ کی طرف وحی نازل فرمائی کہ تو راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور ان کے لیے دریا میں خشک راستہ بنالے، پھر نہ تجھے کسی کے آ پکڑنے کا خطرہ ہوگا نہ ڈر۔ فرعون نے اپنے لشکروں سمیت ان کا تعاقب کیا، پھر دریا ان سب پر چھا گیا جیسا کہ چھا جانے والا تھا۔ فرعون نے اپنی تمام قوم کو گمراہی میں ڈال دیا اور سیدھا راستہ نہ دکھایا۔''

قرآن مجید ایک مقام پر اس کے سمندر میں غرق ہونے کا تذکرہ کرتا ہے:

﴿وَ لَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿١٧﴾ اَنْ اَدُّوْۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿١٨﴾ وَّ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّیْۤ اٰتِیْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿١٩﴾ وَ اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿٢٠﴾ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَ اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾﴾ (الدخان: ١٧ تا ٢٤)

''یقیناً ان سے پہلے ہم قوم فرعون کو بھی آزما چکے ہیں جن کے پاس اللہ کا باعزت رسول آیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کردو، یقین مانو کہ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی نہ کرو، میں تمہارے پاس واضح دلیل لانے والا ہوں اور میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کردو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہی رہو۔ پھر انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ سب گناہگار لوگ ہیں ہم نے کہہ دیا کہ راتوں رات تو میرے بندوں کو لے کر نکل، یقیناً تمہارا

پیچھا کیا جائے گا تو دریا کو اپنے حال پر ٹھہرا ہوا چھوڑ کر چلا جا، بلاشبہ اس کا لشکر غرق کر دیا جائے گا۔"

مزید ایک مقام پر فرمایا:

﴿ وَجٰوَزْنَا بِبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِىٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ ﴾

(یونس: ۹۰ تا ۹۲)

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا، پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور زیادتی کے ارادے سے چلا، یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔ سو آج ہم صرف تیری لاش کو نجات دیں گے تا کہ تو ان کے لیے نشانی بنے جو تیرے بعد ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔"

﴿ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ﴾

(المومن: ۸۴ تا ۸۵)

"ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے ہیں اور جن کو ہم

اس کا شریک بنا رہے تھے، ہم نے ان سب سے انکار کیا لیکن ہمارے عذاب کو دیکھنے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔ یہ اللہ کا طریقہ ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور اس موقع پر کافر خسارے میں رہے۔"

3۔قارون

قارون سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے دور میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے بہت دولت سے نوازا تھا۔ اس کے خزانوں کی چابیاں اونٹوں کی جماعت پر اٹھائی جاتیں تھیں۔ لیکن یہ اللہ کا شکر کرنے کی بجائے سرکشی میں مبتلا ہو کر شیطان کا دوست بن گیا۔ اس کا ذکر بھی قرآن میں ہے:

﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ ابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ اَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ

یَقُوۡلُوۡنَ وَیۡكَاَنَّ اللّٰهَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَ یَقۡدِرُ ۚ لَوۡ لَاۤ اَنۡ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیۡنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَیۡكَاَنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾ تِلۡكَ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ نَجۡعَلُهَا لِلَّذِیۡنَ لَا یُرِیۡدُوۡنَ عُلُوًّا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۸۳﴾ ﴾ (القصص: ۷۶ تا ۸۳)

’’قارون تھا تو قومِ موسیٰ (علیہ السلام) میں سے، لیکن ان پر ظلم کرنے لگا تھا، ہم نے اسے اس قدر خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقتور لوگ بمشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اِترا مت، اللہ تعالیٰ اِترانے والوں سے محبت نہیں رکھتا، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ، اور اپنے دنیاوی حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو، یقین مان کہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ قارون نے کہا: یہ سب کچھ مجھے میرے علم کی بناء پر ہی دیا گیا ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سے بستی والوں کو غارت کر دیا جو اس سے بہت زیادہ قوت والے اور بہت بڑی جمع پونجی والے تھے۔ اور گناہگاروں سے ان کے گناہوں کی باز پُرس ایسے وقت نہیں کی جاتی۔ پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا، تو ان لوگوں نے کہا جو دنیا کی زندگی چاہتے تھے: اے کاش کہ ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے، یہ تو بڑا نصیب والا ہے۔ ذی علم لوگ انہیں سمجھانے لگے کہ افسوس بہتر چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انہیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔ یہ بات ان کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر کرنے والے ہوں۔ (آخر کار) ہم نے اسے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا، پھر اس کے لیے

کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی، اور نہ یہ خود اپنا بچاؤ کرنے والوں میں سے تھا۔ اور جو لوگ کل اس کے مرتبہ پر پہنچنے کی آرزومندیاں کر رہے تھے، وہ آج کہنے لگے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی، اگر اللہ تعالیٰ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ناشکروں کو کبھی کامیابی نہیں ہوتی، آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی، بڑائی اور فخر نہیں کرتے، نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں۔ پرہیزگاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔"

ایک اور مقام پر قرآن سب کا تذکرہ کچھ یوں کرتا ہے:

﴿وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝٣٩ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٤٠﴾

(العنکبوت: ۳۹ تا ۴۰)

"اور قارون، فرعون اور ہامان کو بھی، ان کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) کھلے کھلے معجزے لے کر آئے تھے پھر بھی انہوں نے زمین میں تکبر کیا، لیکن ہم سے آگے بڑھنے والے نہ ہو سکے، پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کر لیا ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا۔ اور ان میں سے بعض کو زوردار سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور ان

میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔“

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”﴿وَمَا كَانُوا سٰبِقِيْنَ﴾ ”وہ اللہ سے بھاگ کر کہیں جا نہ سکے“ اور انہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا پڑا۔ ﴿فَكُلًّا﴾ ”پس سب کو“ یعنی انبیاء کی تکذیب کرنے والی ان تمام قوموں کو ﴿اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ﴾ ”ہم نے ان کے گناہ کی مقدار اور اس گناہ سے مناسبت والی سزا کے ذریعے سے پکڑ لیا۔“ (تفسیر السعدی)

4۔ نمرود

اسے بھی اللہ نے بڑی بادشاہت سے نوازا تھا۔ لیکن یہ بھی سرکشی میں مبتلا ہو کر شیطان کا دوست بن گیا۔ حتیٰ کہ اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا والوں کے لیے عبرت بنا دیا اس طرح کہ اس کو مچھر کے ذریعے ہلاک کیا۔ قرآن میں متعدد مقام پر اس کا ذکر کرتے ہیں۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَ اُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥٨﴾﴾

(البقرہ: ۲۵۸)

”کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا اس لیے کہ اللہ نے اسے حکومت دی تھی، جب ابراہیم نے کہا کہ

میرا رب تو وہ ہے جو زندگی بخشتا اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی زندگی بخشتا اور مارتا ہوں، ابراہیم نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔ اب تو وہ کافر جرت سے لاجواب ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّہٖٓ﴾ "کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا۔" یعنی کیا آپ نے اس کی جرأت، تجاہل، عناد اور ناقابل شک حقیقت کے بارے میں جھگڑے کا مشاہدہ نہیں فرمایا؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی ﴿اَنْ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الْمُلْكَ﴾ "کہ اسے اللہ نے حکومت دی تھی" تو وہ سرکشی اور بغاوت پر اُتر آیا اس نے دیکھا کہ وہ رعیت کا حکمران بن گیا ہے تو اتنی جرأت کی کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے اللہ کی ربوبیت کے بارے میں بحث کرنے لگا، اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ جیسے کام کر سکتا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ﴿رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ﴾ "میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔" یعنی ہر کام کا اختیار اس کو حاصل ہے، آپ نے زندہ کرنے اور مارنے کا خاص طور پر ذکر فرمایا کیونکہ یہ سب سے عظیم تدبیر ہے۔ اور اس لیے بھی کہ زندگی بخشنا دنیا کی زندگی کی ابتداء ہے، اور موت دینا آخرت کے معاملات کی ابتداء ہے اس کے جواب میں اس نے کہا ﴿اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ﴾ "میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔" اس نے یہ نہیں کہا "میں ہی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔" کیونکہ اس کا دعویٰ مستقل تصرف کا نہیں تھا بلکہ وہ کہتا تھا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ جیسے کام کر سکتا ہے اس کا کہنا تھا کہ وہ ایک آدمی کو قتل کر دیتا ہے تو گویا

اسے موت دے دی اور ایک آدمی کو زندہ رہنے دیتا ہے تو گویا اسے زندگی بخش دی۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شخص بحث میں مغالطہ سے کام لیتا ہے۔ اور ایسی باتیں کہتا ہے جو دلیل تو درکنار شبہ بننے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتیں تو ایک دوسری دلیل پیش کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ﴾ ''اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے۔'' یہ حقیقت ہر شخص تسلیم کرتا ہے حتیٰ کہ وہ کافر بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ ﴿فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ﴾ ''پس تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔'' یہ الزامی دلیل ہے۔ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تو یہ اس کے موافق ہو جاتی۔ جب آپ نے ایسی بات فرما دی جس میں شبہ پیدا کرنے کی کوئی گنجائش نہ تھی نہ اس کے پاس اس دلیل کا کوئی توڑ موجود تھا۔ ﴿فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ﴾ ''اس لیے وہ کافر حیران رہ گیا۔'' یعنی حیرت زدہ ہو گیا اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اس کی دلیل غلط ثابت ہو گئی، اور اس کا پیش کردہ شبہ کالعدم ہو گیا۔ جو بھی جھوٹ، ضد اور عناد کے ذریعے سے حق کا مقابلہ کرنا چاہے وہ اسی طرح مغلوب اور شکست خوردہ ہو جایا کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' بلکہ انہیں کفر و ضلالت میں مبتلا رہنے دیتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے لیے خود یہ چیز پسند کر لی ہوتی ہے۔ اگر ان کا مقصد ہدایت کا حصول ہوتا تو اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے دیتا، اور ہدایت تک پہنچنے کے اسباب مہیا کر دیتا یہ آیت ایک قطعی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے، اور وہی مختار کل ہے، اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عبادت اور ہر حال میں توکل اسی کا حق ہے، ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اس مناظرہ میں ایک باریک نکتہ ہے کہ دنیا میں شرک کا دارو مدار

ستاروں اور قبروں کی عبادت پر ہے اور بعد میں انہی کے نام سے بت تراشے گئے ۔سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جو دلائل پیش کیے ہیں ان میں سب کی الوہیت کی اجمالاً تردید موجود ہے۔ کیونکہ اللہ وحدہ لاشریک ہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے۔ وہ زندہ جو مر جانے والا ہے وہ زندگی میں معبود بننے کی اہلیت رکھتا ہے نہ مرنے کے بعد کیونکہ اس کا ایک رب ہے جو قادر ہے، زبردست ہے وہ اس کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرتا ہے۔ جو ایسا مجبور ہو وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کی صورت کا بت بنایا جائے اور اس کی پوجا کی جائے۔ اسی طرح ستاروں کا حال ہے۔ان میں سے بڑا نظر آنے والا سورج ہے یہ بھی حکم کا پابند ہے اپنے بارے میں آزادی سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کا خالق و مالک ہی اسے مشرق سے لاتا ہے تو وہ اس کے حکم اور مرضی کے مطابق اطاعت کرتا ہے یعنی یہ بھی مربوب اور مسخر یعنی حکم کا پابند غلام ہے معبود نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے۔'' [1]



[1] مفتاح دار السعاده: ۳/ ۲۱۰۔۲۱۱.

باب نمبر 7

شیطان کے گمراہ کرنے کے طریقے

شیطان کے گمراہ کرنے کے متعدد طریقے ہیں۔ ذیل میں ہم ان طریقوں میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں کیونکہ جب تک انسان کے جسم میں جان ہے اس وقت تک وہ انسان کو گمراہ کرنے کی قسم کھا چکا ہے، جیسا کہ حدیث رسول ﷺ میں ہے۔ ملاحظہ کریں۔

((عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول الله ﷺ يَقُوْلُ: انَّ اِبْلِيْسَ قَالَ لِرَبِّهِ بِعِزَّتِكَ وَجَلالِكَ لا اَبْرَحُ أُغْوِىْ بَنِى آدَمَ مَا دَامَتِ الْاَرْوَاحُ فِيْهِمْ فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ فَبِعِزَّتِى وَجَلَالِى لا اَبْرَحُ اَغْفِرُلَهُمْ وَمَاسْتَغْفِرُوْنِى.)) [1]

"نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے کہا تھا: اے پروردگار! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں ان کو مسلسل بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔"

1۔ وسوسہ ڈالنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] مسند احمد: ۲۹/۳۔ مستدرك حاكم و صححه: ۲۶۱/۴۔ صحيح الجامع الصغير: ۷۲/۲.

﴿ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ ﴾ (الناس: ٤ تا ٦)

''وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں سے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: ٢٠١)

''یقیناً جو لوگ ڈرتے ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی (برا) خیال چھو جائے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں، پھر اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔''

((عن علی بن حسین، عن صفية بنت حيي قالت...... قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِیْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرٰی الدَّم .)) [1]

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ...... شیطان انسانوں کی رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جیسے رگوں میں خون گردش کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل میں کچھ ڈال نہ دے۔''

2۔ بھلانا

شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ انسان کو کوئی چیز بھلا دیتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس و جنوده، رقم: ٣٢٨١.

الشَّيْطٰنِ ۚ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٩﴾

(المجادلہ : ۱۹)

''شیطان ان پر غالب آ گیا ہے سو اس نے انہیں اللہ کی یاد بھلا دی۔ یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو، بے شک شیطان کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿٦٣﴾﴾

(الکہف : ٦٣)

''اس نے جواب دیا کہ کیا آپ نے دیکھا بھی؟ جب کہ ہم پتھر سے ٹیک لگا کر آرام کر رہے تھے وہیں میں مچھلی بھول گیا تھا، دراصل شیطان نے ہی مجھے بھلا دیا تھا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں۔ اس مچھلی نے ایک انوکھے طور پر دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔''

ایک جگہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿٤٢﴾﴾

(یوسف : ٤٢)

''اور جس کی نسبت یوسف کا گمان تھا کہ ان دونوں میں سے یہ رہا ہونے والا ہے، اس سے کہا کہ اپنے بادشاہ سے میرا ذکر بھی کر دینا، پھر اسے شیطان نے اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا بھلا دیا اور یوسف کئی سال قید خانے میں ہی رہے۔''

3۔امیدیں اور جھوٹے وعدے

شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ بندوں کو لمبی لمبی امیدوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔لوگ لمبی لمبی امیدیں لگا بیٹھتے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝۱۱۸ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝۱۱۹ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲۰ ﴾ (النساء: ۱۱۸ تا ۱۲۰)

”جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس نے کہا کہ میں تیرے بندوں سے مقرر حصہ لے کر رہوں گا۔اور انہیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا، اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں، اور ان سے کہوں گا کہ اللہ کی بنائی صورت کو بگاڑ دیں، سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا، یقیناً اس نے واضح خسارہ اٹھالیا، وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا، اور سبز باغ دکھاتا رہے گا، (مگر یاد رکھو!) شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر دھوکہ ہیں۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۲ ﴾ (ابراهيم: ۲۲)

''اور جب کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا، اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے تو میں نے ان کے خلاف کیا، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں میں نے تمھیں پکارا اور تم نے میری مان لی۔ پس تم مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے۔ یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

4۔ فقر و فاقہ اور محتاجی کا ڈر

شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ شیطان انسان کو فقر و فاقہ اور محتاجی سے ڈراتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن یوں کرتا ہے:

﴿ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَ اللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴾ (البقرة: ٢٦٨)

''شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے، اور تمھیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''اپنے دشمن یعنی شیطان کی پیروی ہرگز نہ کرنا، جو تمہیں بخل کا حکم دیتا ہے، اور تم کو ڈراتا ہے کہ خرچ کرنے سے مفلس ہو جاؤ گے، وہ تمہاری خیر خواہی کے طور پر یہ مشورہ نہیں دیتا، بلکہ یہ اس کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔ ﴿اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ﴾ (فاطر: ٦) ''وہ اپنی جماعت کو (گناہ کی طرف) بلاتا ہے تاکہ وہ بھی جہنمی بن جائیں۔'' بلکہ اپنے رب کا حکم مانو جو تمہیں ایسے انداز سے خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے جو تمہارے لیے آسان ہو

اور جس میں تمہارا کوئی نقصان نہ ہو اس کے ساتھ ﴿يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ﴾ ''وہ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی بخشش کا۔'' یعنی تمہیں گناہوں سے پاک کرنے کا ﴿وَفَضْلًا﴾ ''اور فضل کا'' جس سے دنیا اور آخرت میں تمہارا بھلا ہوگا یعنی جو خرچ کرتے ہوں ویسا ہی جلد ہی (دنیا میں) تمہیں دے گا دلوں کو خوشی اور سکون اور قبر میں راحت حاصل ہوگی، قیامت کے دن اس کا پورا پور اثواب بھی ملے گا اور اللہ تعالیٰ کے لیے اتنا زیادہ اجر وثواب اور انعام دینا مشکل نہیں۔'' (تفسیر السعدی: ۱/ ۳۱۹)

5۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے ڈرانا

اس کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ غیر اللہ کا ڈر انسانوں کے دلوں میں بٹھا دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُۥ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٥﴾﴾ (آل عمران: ۱۷۵)

''یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو، اگر تم مومن ہو۔''

6۔ بُرے اعمال کو مزین کر کے دکھانا

گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ یہ انسان کے بُرے اعمال کو مزین کر کے اس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَوْلَآ إِذْ جَآءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا۟ وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَٰنُ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾﴾ (الانعام: ۴۳)

''سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہ اختیار کی؟ لیکن

ان کے قلوب سخت ہوگئے، اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کردیا۔"

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾﴾

(النمل: ٢٤)

"میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا شیطان نے ان کے کام ان کے لیے مزین کردیئے ہیں، اور انہیں صحیح راہ سے روک دیا ہے، پس وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿٣٨﴾﴾

(العنکبوت: ٣٨)

"اور ہم نے عادیوں اور ثمودیوں کو بھی غارت کیا، جن کے بعض مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں اور شیطان نے انہیں ان کی بداعمالیاں آراستہ کردکھائی تھیں، اور انہیں اصل راہ سے روک دیا تھا، حالانکہ وہ سمجھ دار تھے۔"

7۔صراط مستقیم میں رکاوٹ ڈالنا

اس کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ انسان کو راہِ راست پر آنے سے ان کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿٣٦﴾

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٣٧﴾

(الزخرف: ٣٦، ٣٧)

''اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے، ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے، اور وہ انہیں اصل راہ سے روکتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ سیدھی راہ پر ہیں۔''

8۔ اللہ کی یاد سے غافل کرنا

شیطان انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر کے اسے اللہ سے دور کردیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴿٩١﴾ (المائدہ: ٩١)

''شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روک دے، کیا تم باز آنے والے ہو؟''

9۔ آپس پھوٹ ڈالنا

((عن جابر، قال: سمعت النبی ﷺ یقول: "اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْاَیِسَ اَنْ یَعْبُدَہُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ، وَلٰکِنْ فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَھُمْ.))[1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً شیطان مایوس ہوگیا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی

[1] صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان......الخ، رقم: ٢٨١٢۔ مسند احمد: ١٢٦/٤.

اس کی عبادت کریں لیکن ان کے مابین فساد انگیزی کے لیے کوشاں ہے۔''

اس امر کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝﴾

(بنی اسرائیل: ۵۳)

''اور میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف و کرم ہے کہ اس نے انہیں بہتر اخلاق و اعمال اور اقوال کا حکم دیا ہے جو دنیا و آخرت کی سعادت کے موجب ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ ''کہہ دو میرے بندوں سے بات وہی کہیں جو اچھی ہو۔'' یہ ہر اس کلام کے بارے میں حکم ہے جو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ ہے مثلاً قراءتِ قرآن، ذکرِ الٰہی، حصولِ علم، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور لوگوں کے ساتھ ان کے حسب مراتب اور حسب منزلت شیریں کلامی وغیرہ اگر وہ اچھے اُمور درپیش ہوں اور ان دونوں میں جمع و تطبیق ممکن نہ ہو تو ان میں جو بہتر ہو اس کو ترجیح دی جائے اور اچھی بات ہمیشہ خُلقِ جمیل اور عملِ صالح کو دعوت دیتی ہے اس لیے جسے اپنی زبان پر اختیار ہے اس کے تمام معاملات اس کے اختیار میں ہیں۔ ﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ﴾ ''بے شک شیطان ان کے درمیان جھڑپ کرواتا ہے۔'' یعنی شیطان بندوں کے دین و دنیا کو خراب کر کے ان کے درمیان فساد پھیلانا چاہتا ہے اور اس فساد کی دوا یہ ہے کہ وہ بُری باتوں میں شیطان کی پیروی نہ کریں

جن کی طرف شیطان دعوت دیتا رہتا ہے، اور آپس میں نرم رویہ اختیار کریں تاکہ شیطان کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع ہو جو ان کے درمیان فساد کا بیج بوتا رہتا ہے، اس لیے شیطان ان کا حقیقی دشمن ہے اور ان پر لازم ہے کہ وہ شیطان کے خلاف مصروف جنگ رہیں۔ اس لیے کہ وہ تو انہیں دعوت دیتا رہتا ہے۔ ﴿لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحٰبِ السَّعِيرِ﴾ (فاطر : ۶) ''تاکہ وہ جہنم والے بن جائیں۔'' اگرچہ شیطان ان کے درمیان فساد اور عداوت ڈالنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے، لیکن اس بارے میں کامل عزم و احتیاط یہ ہے کہ اپنے دشمن شیطان کی مخالفت کی جائے نفس امارہ کا قلع قمع کیا جائے جس کے راستے سے شیطان داخل ہوتا ہے اس طرح وہ اپنے رب کی اطاعت کر سکیں گے ان کا معاملہ درست رہے گا اور راہِ ہدایت پالیں گے۔'' (تفسیر السعدی : ۲/ ۱٤٦٨)

ایک مقام پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿وَ لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَ مَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝﴾

(حم السجدہ : ۳٤،۳۵)

''نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرو، پھر تیرا دشمن ایسا ہو جائے گا جیسے ولی دوست اور یہ بات انہی کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔''

10۔ شکوک و شبہات پیدا کرنا

شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ انسان کو شکوک و شبہات کے لق و دق صحرا میں بھٹکا دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾﴾ (الحج: ۵۲،۵۳)

''ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا، شیطان نے اس آرزو میں کچھ ملا دیا، پس شیطان کی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے، پھر اپنی باتیں پکی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دانا، حکمت والا ہے۔ یہ اس لیے کہ شیطانی ملاوٹ کو اللہ ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنادے جن کے دلوں میں بیماری ہے، اور جن کے دل سخت ہیں۔ بے شک ظالم لوگ دور دراز کی مخالفت میں ہیں۔''

11۔خواہشات کے پیچھے چلاتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿١٧٦﴾﴾

(الاعراف: ۱۷۵،۱۷۶)

''اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں

پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا، سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہوگیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہوگیا، اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے لگا۔ سو اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی کہ اگر تو اس پر کچھ لادے تب بھی ہانپے، یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجیے شاید وہ لوگ غور وفکر کریں۔"

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"پس اُس کتاب کو چھوڑ دیا اور ان اخلاق کو دُور پھینک دیا جن کا حکم کتاب اللہ دیتی تھی اور ان اخلاق کو اس طرح (اپنی ذات سے) اُتار دیا جس طرح لباس اُتارا جاتا ہے۔ جب وہ آیات الٰہی سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگ گیا۔ اور جب وہ مضبوط پناہ گاہ سے نکل بھاگا تو شیطان اس پر مسلط ہوگیا۔ اور یوں وہ ادنیٰ ترین لوگوں میں شامل ہوگیا۔ شیطان نے اسے گناہوں پر آمادہ کیا (اور وہ گناہوں میں گھر گیا) ﴿فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾ "پس وہ گمراہوں میں سے ہوگیا۔" جب کہ وہ ہدیت یافتہ لوگوں میں سے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے حال پر چھوڑ کر اس کے نفس کے حوالے کر دیا تھا۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا﴾ "اور اگر ہم چاہتے تو اس کا رتبہ ان آیتوں کی بدولت بلند کر دیتے۔" یعنی ہم اسے آیاتِ الٰہی پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرتے اور یوں وہ دنیا و آخرت میں بلند درجات پاتا اور اپنے دشمنوں سے محفوظ ہو جاتا۔ ﴿وَلٰكِنَّهٗٓ﴾ مگر اس نے ایسے افعال سر انجام دیے جو اس بات کا تقاضا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی توفیق سے محروم کر دے۔ ﴿اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ "وہ ہو رہا زمین کا۔" یعنی وہ سفلی

جذبات و خواہشات اور دنیاوی مقاصد کی طرف مائل ہو گیا۔ ﴿وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ﴾ اور خواہشات نفس کے پیچھے لگ گیا اور اپنے آقا و مولیٰ کی اطاعت چھوڑ دی۔ ﴿فَمَثَلُهٗ﴾ ''تو اس کی مثال'' پس دنیا کی حرص کی شدت اور اس کی طرف میلان میں اس کی حالت یہ ہو گئی ﴿كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ﴾ ''جیسے کتا ہوتا ہے اس پر تو بوجھ لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے۔'' یعنی وہ ہر حال میں (حرص کی وجہ سے) زبان باہر نکالے رکھتا ہے، سخت لالچی بنا رہتا ہے اس میں ایسی حرص ہے جس نے اس کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا ہے دنیا کی کوئی چیز اس کی محتاجی کو دُور نہیں کر سکتی۔'' (تفسیر السعدی)

12۔ برائی اور بے حیائی کا حکم دینا

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٦٨﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَاۗءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٩﴾﴾

(البقرہ: ١٦٨، ١٦٩)

''لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ اور پیو۔ اور شیطانی راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔''

عبدالرحمٰن بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''﴿اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ﴾ ''وہ شر کا حکم دیتا ہے۔'' یعنی ایسے شر کا جو اپنے مرتکب کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے، پس تمام معاصی اس میں آ جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَالْفَحْشَاۗءِ﴾ خاص کا عطف عام پر کے باب میں

سے ہوگا کیونکہ فواحش بھی معاصی میں شمار ہوتے ہیں جن کی قباحت انتہا کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے، مثلاً زنا، شراب نوشی، قتل ناحق، تہمت اور بخل وغیرہ یہ سب ان کاموں میں سے ہیں جن کو ہر عقل مند برا سمجھتا ہے۔" (تفسیر السعدی: ۱/ ۲۱۰)

اسی امر کو قرآن مجید دوسرے مقام پر یوں بیان کرتا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۱ ﴾ (النور: ۲۱)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو۔ جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے۔ اور اگر اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"



باب نمبر 8

کراماتِ اولیاء

کسی نیک اور صالح شخص کے ہاتھوں خارق اور خلاف عادت کام کا ظہور یعنی فطرت کے عام معمولات سے ہٹ کر کسی بات کا معرض وجود میں آنا کرامت کہلاتا ہے۔

اور کرامت کے معنی عزت و بزرگی کے ہیں، اس لیے کہ وہ صاحب کرامت کی عزت و بزرگی کا سبب ہوتی ہے۔ مگر کرامت، ولایت کے لیے شرط نہیں ہے کہ ولی وہی ہوسکتا ہے جس سے کوئی کرامت ظاہر ہو، بلکہ بسا اوقات اکثر صالحین سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوتی، مگر ان کے ظاہری اعمال اور تقویٰ ان کے ولی ہونے کے ثبوت ہوتے ہیں۔

اور کرامت، ولایت کی اس لیے بھی شرط نہیں ہے کہ کرامت ولی اللہ کے اختیار میں نہیں ہوتی۔

بلکہ جیسے انبیاء علیہم السلام کے معجزات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں تھے، اسی طرح کرامات بھی اللہ کے اختیار میں ہیں، اللہ تعالیٰ جب چاہے اپنے کسی صالح بندے کے ذریعہ اس کا ظہور کر دے۔

بلاشبہ اولیاء اللہ سے سرزد ایسی کرامات کو ہم (جو صحیح نقل و سند کے ساتھ ثابت ہوں) تسلیم کرتے ہیں، مگر کرامات کو کتاب و سنت کے ترازو میں تولتے ہیں۔ اگر وہ عقیدہ اسلام کے موافق ہو تو قابل قبول، ورنہ ہم اسے شعبدہ بازی، کذب سحر و جادو، فریب و دھوکۂ شیطان پر محمول کریں گے۔

کیونکہ خرقِ عادت بات کا ظہور صرف اولیاء اللہ سے ہی نہیں ہوتا ہے، بلکہ جو لوگ جنات کو مسخر و تابع کرتے ہیں، اور جن کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے۔ خرق عادت باتوں کا ظہور

ان سے بھی ہوتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز تصنیف لطیف ''الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان'' میں لکھتے ہیں:

((وَمِنْهُمْ مَنْ يَطِيْرُبِهِمُ الجِنَّ اِلٰی مَكَّةَ اَوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ اَوَ غَيْرِهِمَا.)) (ص: ۷۹)

''کہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں جنات اڑا کر مکہ یا بیت المقدس یا ان کے علاوہ دوسری جگہوں پر لے جاتے ہیں۔''

کیونکہ خبیث جن، خبیث انسانوں کے دوست ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے سے مختلف فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ان کے اس عمل کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ۱۲۸ و ۱۲۹)

''جس دن اللہ سب لوگوں کو اکٹھا کرے گا (تو فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ! تم نے بہت سے آدمیوں کو اپنا تابع بنا رکھا تھا، اور انسانوں میں سے جو ایسے جنوں کے دوست ہوں گے وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم دونوں نے ہی ایک دوسرے سے خوب فائدہ اٹھایا، یہاں تک کہ وہ وقت آ پہنچا جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اچھا! تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں تم ہمیشہ رہو گے مگر جتنی مدت اللہ بچانا چاہے گا بچالے گا۔ بلاشبہ آپ کا رب بہت دانا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس طرح ہم ظالموں کو ایک

دوسرے کا ساتھی بنا دیں گے کیونکہ وہ (مل کر ہی) ایسے کام کیا کرتے تھے۔"

یعنی جن اور انسان مل کر لوگوں کو خرق عادت معاملات دکھا کر گمراہ کر سکتے ہیں، کیونکہ جنوں کی کچھ خصوصیات ہیں ان میں ایک یہ کہ جن ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (البقرہ: ۲۷۵)

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ یوں کھڑے ہوں گے جیسے شیطان نے کسی شخص کو چھو کر اسے مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔"

اسی طرح ایوب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿وَ اذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ﴿۴۱﴾﴾ (ص: ۴۱)

"اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجیے جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھے سخت تکلیف و عذاب میں ڈال دیا ہے۔"

اسی طرح احادیث میں بھی اس طرح کے واقعات موجود ہیں، طوالت سے بچنے کے لیے ہم اس پر اختصار کرتے ہیں۔

ثابت یہ ہوا کہ خرق عادت بات کا ظہور ولایت کی نشانی نہیں ہو سکتی۔

کیا دعاؤں کی قبولیت ولایت کی نشانی ہے؟

ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا دعا کی قبولیت ولایت کی دلیل ہے کہ نہیں؟ اس میں کیا شک ہے کہ اولیاء اللہ مستجاب الدعوات (جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں) ہوتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث مبارکہ ہے، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ .))[1]

''اے اللہ سعد کی دعاؤں کو قبول فرما۔''

مگر وہ رب ولیوں کا ہی نہیں، بلکہ گناہ گاروں، سیاہ کاروں کا بھی ہے۔ انس کا بھی اور جنوں کا بھی ہے۔ جانداروں کا بھی ہے اور غیر جانداروں کا بھی ہے۔ وہ تو سب کا رب، سب کی سنتا ہے، حتیٰ کہ قرآن بیان کرتا ہے۔

﴿قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۞ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۞ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۞﴾ (الاعراف: ۱۳-۱۵)

''اللہ نے فرمایا ہے اتر یہاں سے تیرا حق نہ تھا کہ تو یہاں تکبر کرتا، لہٰذا نکل جا، تو ان لوگوں سے ہو گیا جنہیں ذلیل ہو کر رہنا پڑتا ہے۔ ابلیس کہنے لگا، اچھا پھر مجھے روزِ محشر تک مہلت دے دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے یہ مہلت دے دی جاتی ہے۔''

دیکھئے ابلیس نے دعاء مانگی کہ اے اللہ! مجھے قیامت تک مہلت دے دے، اور مانگی بھی اس وقت جب وہ راندہ درگاہ ہو چکا ہے، اور کیا مانگتا ہے کہ تیرے نبی دنیا سے رخصت ہو جائیں، ولی فوت ہو جائیں، صالحین قبروں میں جا سوئیں، لیکن میں زندہ رہوں۔

فرمایا، جاؤ، تمہاری دعا قبول کی جاتی ہے۔ جاؤ تمہیں مہلت دی جاتی ہے، پھر جب شیطان کی دعا بھی قبول ہوئی، اور عکرمہ بن ابی جہل بھاگ کر کشتی میں جا کر سوار ہوئے تو اس وقت ان کی بھی دعا قبول ہوئی حالانکہ وہ اس وقت ایمان دار نہ تھے۔ تو معلوم ہوا دعا کی قبولیت ولایت کی نشانی و دلیل نہیں ہو سکتی۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۵۱۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کیا کشف ولایت کی دلیل ہے؟

جس طرح کرامت قرآن وسنت سے ثابت ہے، اس طرح کشف بھی قرآن وسنت سے ثابت ہے، جو ان کا انکار کرے گا گویا وہ قرآن وسنت کا انکار کرتا ہے۔

لیکن یہ بات یاد رکھو کہ کشف بھی ولایت کی نشانی نہیں۔ کشف کا انکار نہیں کرتے، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ بعض تابعین کو کشف ہوتا تھا، اولیاء کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ بعض اولیاء کو کشف ہوتا تھا۔ وہ شخص روحانی اعتبار سے اندھا ہے جو کشف کا انکار کرتا ہے۔

بلکہ بخاری شریف میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ:

((قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَسَلَّمَ الرَّجُلَ، فَإِذَا ضَبَابَةٌ، أَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِقْرَأْ فُلَانُ! فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ.)) [1]

"ایک آدمی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) نے سورہ کہف پڑھی اور گھر میں ایک جانور بندھا ہوا تھا، وہ بدکنا شروع ہوگیا، تو انہوں نے سلام پھیرا تو کیا دیکھتے ہیں، ایک سائبان یا بادل ہے جس نے اس کو ڈھانپ لیا ہے، اور سایہ کیے ہوئے ہے (اور اس میں روشنیاں تھیں)، انہوں نے آ کر یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: تم پڑھتے رہتے، یہ سکینت و فرشتے تھے جو تیری قرأت کی آواز سن رہے تھے۔"

کیا فرشتے اسید بن حضیر پر منکشف نہ ہوئے تھے، اور کیا خود نبی ﷺ نے اس بات کی گواہی نہ دی تھی، اور اس طرح تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جبریل علیہ السلام کو انسانی شکل میں دیکھا۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ٣٦١٤۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وباب نزول السکینة......، رقم: ٧٩٥.

پس جو شخص کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کو کشف نہیں ہوتا، اور نہ ہی ہوسکتا ہے، تو وہ حدیث رسول کا منکر ہے۔

لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ کشف صرف اولیاء کو ہوتا ہے، بلکہ اولیاء کے سوا اوروں کو بھی ہوتا ہے حتیٰ کہ کاہنوں اور شیطانوں کو بھی ہوتا ہے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے اترے، وہ اللہ کے لشکر جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو خطاب فرما کر کہتا ہے:

﴿وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ (التوبہ: ۲۶)

''اس نے ایسے لشکر اتارے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے۔''

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ (التوبہ: ۴۰)

''کہ اللہ نے نبی کی مدد ایسے لشکروں سے کی ہے جو تمہیں نظر نہیں آتے۔''

جبکہ سورہ انفال میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

﴿اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ﴾ (الانفال: ۴۸)

''میرا تمہارا کوئی واسطہ نہیں جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر فرشتے منکشف نہ ہوئے اور شیطان پر ہوگئے۔ جب کشف شیطان کو بھی ہوا ہے تو کشف ولایت کی دلیل کیوں کر ہوسکتی ہے اور کسی کے تقرب اور بلندی مدارج ومراتب کی دلیل کیسے ٹھہرایا جاسکتا ہے؟

اس سے بڑھ کر یہ بات کہ کشف تو جانوروں کو بھی ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ذیشان ہے:

''جب جنازہ کو رکھ دیا جاتا ہے، اور تو آدمی اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں، اگر وہ مرنے والا نیک ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے جلدی آگے لے چلو، مجھے آگے

کرو۔ اور اگر وہ نیک نہ ہو تو وہ کہتا ہے، ہائے ہلاکت! مجھے کہاں لے جا رہے ہو
''یَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ''
اس آواز کو انسانوں کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔''[1]

اور یہ کشف صوتی ہے، جب کشف صوتی جانوروں کو بھی ہو تو یہ دلیل ولایت ہو سکتی ہے؟

اور ذرا غور کیجئے کہ سورہ کہف میں مذکور ہے جناب خضر علیہ السلام کو کشف سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ہوتا تھا، مگر سب کا اتفاق ہے کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقام بلند تر ہے، اور ان کا شمار اولو العزم پیغمبروں میں ہوتا ہے۔ پس کشف کی زیادتی سے کسی کی ولایت کو ماپنا صریحاً گمراہی ہے۔

جب کشف ولایت کی دلیل نہیں۔ خرق عادت کا ظہور ولایت کی کسوٹی نہیں۔ تصرف و تسخیر ولایت کی نشانی نہیں۔ حتیٰ کہ دعاء کی قبولیت بھی معیار ولایت نہیں۔ تو پھر ولایت کیا ہے، ولی کون ہے، اولیاء اللہ کسے کہتے ہیں؟ جو جتنا بڑا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہوگا وہ اتنا ہی محبوب الٰہ العالمین ہوگا۔ جو جتنی زیادہ بندگانی بجالاتا ہوگا، وہ اتنا ہی مقرب خالق کائنات ہوگا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ ﴾ (آل عمران : ۳۱)

''آپ کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) میری پیروی و اتباع کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے۔''

نہ کہ ولایت اس بات سے حاصل ہوتی ہے کہ گھروں کو چھوڑ کر جنگلوں، غاروں، قبرستانوں اور ویرانوں میں جا کر عبادات کی جائیں۔

ولایت اس بات سے بھی نہیں ملتی کہ طبلے و سارنگی کی تھاپ پر ناچا جائے، بانسریوں کی

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنازہ دون النساء، رقم: ۱۳۱۴۔

سروں پر سر دھنا جائے۔ اور نہ ہی اولیاء اللہ ان کو کہا جا سکتا ہے کہ جو قرأت و سماع قرآن چھوڑ کر نماز کو پس پشت ڈال کر سانپ کھائیں، بھڑوں کو ہڑپ کر جائیں، گوبر کو تناول کریں، کیڑوں مکوڑوں کو اپنی غذا بنائیں، خون پئیں اور غیر محرم عورتوں کے ساتھ دھمالیں ڈالیں۔ بے ریش لڑکوں کی صحبت میں سکون محسوس کریں۔ سیٹیاں، تالیاں، ڈھول، تاشے، طبلے و سارنگی، بانسری و گٹار اور طنبورے کی آواز کو سن کر وجد میں آ جائیں، اور نماز ترک کریں۔ بلکہ یہ تو شیطان کے ساتھی و دوست ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶﴾

(الزخرف : ٣٦)

’’جو رحمٰن کی یاد سے غافل ہوتا ہے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ اور وہی اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔‘‘

کیونکہ یہ افعال شیطانیہ ہیں نہ کہ صفات رحمانیہ۔ اور اگر گلوں میں مالائیں ڈال کر، ہاتھوں میں کشکول پکڑ کر، بھنگ اور چرس کے کش لگا کر گلیوں میں بھیک مانگنا ولایت ہے تو پھر گنج کرا کر گلوں میں رسیاں ڈال کر بھیک مانگنے والوں کو بدھ مت کے بھکشو کہنا زیادتی ہو گی۔

اور جنگلوں میں جا کر، آبادیوں کو چھوڑ کر اپنی طرف سے عبادتیں و ریاضتیں بجالانے والوں کو سادھو کہنا ناانصافی ہو گی۔

اور کھنڈروں صحراؤں پہاڑوں کے باغات اور غیر آباد علاقوں میں معتکف ہونے والوں اور عبادت کی ایک ہیئت و کیفیت اختیار کر کے اسی حالت عبادت میں یہاں تک رہنا کہ موت کے بعد بھی اس حالت میں لاش پڑی ہونا ان کو سونا (Monusticism) طریقہ عبادت کا پیروکار قرار دے کر اس پر رہبانیت کا لیبل لگا اور

﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ﴾

(الحدید : ۲۷)

"اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کرلی تھی ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی مگر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے انہوں نے ایسا کیا۔"

کا حکم لگا کر عیسائی کہہ دینا بھی صحیح نہیں ہوگا۔

ہاں! یہ ساری باتیں کہنا اس وقت صحیح ہوگا کہ جب تم خود ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ کی زندہ تعبیر و بن کر جس قدر حبیب رب العالمین ﷺ کا جس قدر روپ دھارو گے، اس قدر اللہ کو تم پر پیار آئے گا۔ اس بات کو پلے باندھو کہ ولایت اور قرب الٰہی کے تمام درجات اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔

﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾﴾ (النساء: ٦٩)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہیں صدیقیت، اور شہادت کے مقاموں سے نوازا جاتا ہے، اور صلحاء اولیاء کے سب درجات و مراتب کا انحصار اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر ہی ہے۔"

ورنہ ولی تم بھی اور تم میں سے بھی کوئی نہیں ہوسکتا، ہاں! اگر کردار ہو جائے تو پھر ان پر تمہارے وہ سارے حکم صحیح ہوں گے، اور اس وقت تمہارا تعارف یوں ہوگا۔

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾﴾ (یونس: ٦٢و٦٣)

"غور سے سنو! جو لوگ اللہ کے ولی و دوست ہیں، ان کو قیامت کے دن ڈر اور غم نہ ہوگا۔ یہ (ولی و دوست) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، اور پرہیزگاری و تقویٰ کو اختیار کرلیا۔"

اور مزید برآں۔

﴿وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا
خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا
وَّ قِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ
عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَ الَّذِيْنَ
اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَ
الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾
يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ
تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا
فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا
مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ
اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ
يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ﴿٧٥﴾﴾

(الفرقان: ۶۳ تا ۷۵)

”اللہ کے نیک بندے (اولیاء اللہ) وہ ہیں جو عاجزی کے ساتھ (یا آہستگی اور
وقار کے ساتھ) زمین پر چلتے ہیں۔ اور جب جاہل لوگ ان سے بھڑ جاتے ہیں تو
کہتے ہیں (اچھا صاحب) سلام۔ اور جو راتوں کو اپنے مالک کے آگے سجدے

اور قیام میں رہتے ہیں (یعنی شب بیدار، تہجد گزار)۔ اور جو یوں دعا مانگتے ہیں، اے ہمارے رب! دوزخ کا عذاب ہم پر سے ٹال دے، کیونکہ وہ دوزخ کا عذاب (کافروں اور گناہ گار کے لیے اٹل ہے) وہ ہر طرح بری ہے، وہاں تھوڑی دیر رہنا ہو یا ہمیشہ رہنا ہو۔ اور جو خرچ کرتے وقت بیکار (اپنا پیسہ اُڑاتے اور نہ تنگی کرتے ہیں (کہ ضرورت میں بھی نہ اٹھائیں)۔ اور میانہ روی میں ان کا خرچ رہتا ہے۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے (اس کی عبادت کرتے ہیں)۔ اور جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو نہیں مارتے مگر حق پر (جیسے خون کے بدلہ خون)۔ اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے گا (زنا) تو وہ (اپنے کیے کا) بدلہ پائے گا، اور قیامت کے دن دگنا عذاب ہوگا اور وہ اس میں ذلیل ہوکر ہمیشہ رہے گا۔ مگر جو شخص (دنیا ہی میں ان گناہوں سے) توبہ کرے، اور ایمان لائے، اور نیک کام کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو کوئی گناہ سے توبہ کرے، اور نیک کام کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پورا ابھر آتا ہے۔ اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے، (یا جھوٹ فریب نہیں کرتے) اور جب بیہودہ کام پر آنکلیں (اتفاق سے اس پر گزر ہو) تو عزت بچا کر چل دیتے ہیں۔ اور جس کو ان کے مالک کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہوکر ان پر نہیں گزرتے (بلکہ انہیں وہ نہایت غور وفکر سے سنتے اور ان سے متاثر ہوتے ہیں)۔

اور جو یہ دعا کرتے ہیں، اے ہمارے رب کریم! ہم کو ایسی بی بیاں (بیویاں) اور اولاد عطا فرما جن کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم کو پرہیزگاروں کا سردار بنا۔ اور ان لوگوں کو بہشت کے بالاخانوں ان کے صبر کے بدلے میں ملیں گے، اور ان کا دعاء وسلام سے استقبال کیا جائے گا، وہ ہمیشہ اس میں رہیں

گے، اچھا ٹھکانہ اور بہترین رہنے کا مقام ہے۔"

پس ولایت کی کسوٹی قرآن وحدیث اور محمد ﷺ کی غلامی ہے، جو جتنا ان کے قریب ہوا، وہ اتنا بڑا ولی ہوا، اور اولیاء اللہ تو واجب الادب اور واجب التعظیم ہوتے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کا نام ادب سے نہ لے، اور روح کی گہرائیوں سے ان کی تعظیم نہ کرے، وہ بھی کوئی انسان ہے۔ اسے اصطبل میں باندھو۔

ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی موجب حرماں و بدبختی ہے، اور سُدّہ مجاری فیض ہے۔ اور یہ بات حدث قدسی میں ہے:

((مَنْ عَادَیٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذنته بالحرب .))[1]

"جو میرے کسی دوست سے دشمنی کرتا ہے میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں اپنے اولیاء وصلحاء میں شامل فرمائے۔ آمین

کرامات اولیاء

اب ہم آپ کے سامنے چند ایک کرامات رکھتے ہیں:

(1) مریم علیہا السلام کی کرامت

مریم علیہا السلام نبی نہیں ہیں، بلکہ اللہ کی ولی ومحبوب بندی، اور ایک پرہیزگار ماں باپ کی متقی و راست باز اولاد ہیں، جنہیں اللہ نے ان کے ماں باپ کے اخلاص کو قبول کرتے ہوئے ایک ایسے پیغمبر کی ماں بنا دیا جو صرف پیغمبر نہیں، بلکہ اللہ کے کلمات میں سے ایک کلمہ، اور نشانی قدرت بھی ہیں۔ لہٰذا ہم ان کی کرامت کو بیان کرنا مناسب سمجھیں گے۔

﴿وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ٦٥٠٢.

يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ (آل عمران: ٣٧)

"جب بھی زکریا مریم کے کمرہ میں داخل ہوتے تو اس کے ہاں کوئی کھانے پینے کی چیز موجود پاتے، اور پوچھتے "مریم یہ تجھے کہاں سے ملا؟ وہ کہہ دیتیں اللہ کے ہاں سے۔ یقیناً اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔"

اس میں مریم علیہا السلام کی کرامت یہ ہے کہ جس جگہ مریم علیہا السلام مصروف عبادت ہوتی تھیں، اس کمرہ میں سیّدنا زکریا علیہ السلام کے علاوہ سب کا داخلہ ممنوع تھا، سیّدہ مریم علیہا السلام کے لیے سامان خوردونوش بھی سیّدنا زکریا علیہ السلام ہی وہاں پہنچایا کرتے تھے، پھر بارہا ایسا بھی ہوا کہ سیّدنا زکریا علیہ السلام خوراک دینے کے لیے اس کمرہ میں داخل ہوئے تو سیّدہ مریم علیہا السلام کے پاس پہلے ہی سے کھانے پینے کا سامان پڑا دیکھا، وہ اس بات پر حیران ہوکر پوچھتے ہیں کہ میرے بغیر یہاں کوئی آتا بھی نہیں، اور اس کے پاس پھل بھی ایسے ہیں جن کا موسم بھی نہیں تو اس حیرانی میں پوچھا مریم علیہا السلام یہ تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ تو انہوں نے بلاتکلف فرمادیا اللہ کے ہاں سے۔

(2) سیّدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بخاری رحمہ اللہ ایک طویل حدیث میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے مشرکین مکہ کے ہاتھوں قید ہوجانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں، اور اس واقعہ میں خبیب جس کے ہاں قید تھے ان کے گھر کی ایک عورت بنت الحارث کہتی ہیں:

((وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ اَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِيْ يَدِهِ وَاِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ، وَكَانَتْ تَقُوْلُ: اِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللّٰهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا.))[1]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الجهاد والسير، رقم: ٣٠٤٥.

''بنت الحارث کہتی ہیں کہ میں نے خبیب سے بہتر، اچھا اور معزز قیدی نہیں دیکھا کہ وہ انگور کے خوشوں سے انگور کھا رہے تھے (حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ایک تو وہ) بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے (اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات یہ تھی کہ) مکہ میں ان دنوں سرے سے انگور تھے ہی نہیں۔ وہ کہا کرتی تھیں، یقیناً وہ اللہ کی عطاء تھی کہ اللہ نے اپنے ولی کو رزق پہنچایا۔''

(3) خادم رسول (ﷺ) سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

ان کا نام باختلاف روایات: رومان یا مھران تھا، لیکن ایک دفعہ ایک جنگ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو سفینہ کہہ دیا تو انہوں نے اپنا یہی نام رکھ لیا، اور اپنا اصل نام کسی کو نہ بتایا بلکہ کہتے کہ میں سفینہ ہی ہوں۔ (مستدرک حاکم، رقم:٦٦٠٧)

ان کی کرامت یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ میں سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختے پر سوار ہو گیا اور سمندر کی موجوں نے مجھے گہرے گھنے جنگل کی جھاڑیوں میں ڈال دیا، اور وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیر موجود ہے، میں پہلے تو اس سے گھبرایا، پھر میں نے اس سے کہا:

((یا ابا الحارث انا مولیٰ رسول الله ﷺ فطأطأ رأسه واقبل الی فدفعنی منکبه حتی اخرجنی من الاجمة ووضعنی علی الطریق وهمهم فظننت انه یودّعنی فکان ذلك آخر عهدی به.)) [1]

''اے ابوالحارث (شیر کے باپ) میں رسول اللہ ﷺ کا خادمہ ہوں (یہ سنتے ہی اس نے) سر جھکا لیا، اور میری طرف متوجہ ہوا، اور اپنے کندھے کے ساتھ مجھے اشارہ کیا (اور اس وقت تک اپنے کندھے کے دھکے سے اشارہ کرتا رہا

[1] مستدرك حاكم: ٣/٦٠٥، رقم: ٦٦٠٩ و ٢/٦١٨، رقم: ٤٢٩٣۔ حاکم نے اسے ''صحیح علی شرط مسلم'' کہا ہے۔

یہاں تک کہ اس نے مجھے جھاڑیوں سے نکال کر سیدھے راستے پر پہنچادیا، اور
اس کے بعد چھنکاڑا میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کر رہا ہے۔"

اگر کرامات کے باب کو پھیلایا جائے تو اس پر ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے، لیکن اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مطلوب ومقصود کو حاصل کرنے کے لیے ہم اس بات کو یہیں ختم کرتے ہیں، اور دعاء کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں صفات اولیاء کا حامل بنا، اور صفات شیطانیہ سے تو آپ ہی ہماری حفاظت فرما۔ (آمین یارب العالمین)



باب نمبر 9

کیا عرس، میلہ تقدس ہے......؟

تحریر: حافظ حامد محمود الخضری
رفیق: انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

اللہ رب العزت کی وحدانیت کا عقیدہ ایمان کا جزو اعظم، اور دین حنیف کی جان ہے۔ عبادات و معاملات اور اعمال و اخلاق کی فلک بوس عمارت اسی اساس پہ قائم ہے، اگر یہ بنیادی عقیدہ صحیح ہو تو تمام عبادات و اعمال عند اللہ مقبول اور موجب اجر و ثواب ہوں گے لیکن اگر اس بنیادی عقیدہ میں خرابی ہو تو تمام عبادات و اعمال مردود اور رائیگاں ہوں گے۔ یہ عقیدہ جس قدر اہم اور ناگزیر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی نشر و اشاعت اور افہام و تفہیم کا اسی قدر زیادہ اہتمام فرمایا ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء و رسل اور سینکڑوں صحائف و کتب اس عقیدہ کی تبلیغ و تبیین کے لیے بھیجے۔ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر چونکہ سلسلہ نبوت ختم کرنا تھا، اس لیے آپ کی بعثت اور تنزیل قران سے سارے دین اسلام کی عموماً اور اسلام کے اس اساسی عقیدے کی خصوصاً تکمیل فرما دی۔

آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے لے کر آج تک علماء اہل حق اس مسئلہ کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف چلے آ رہے ہیں۔

لیکن اس کے برعکس علماء سوء اور شیطان کے چیلوں نے اپنی طمع نفسانی اور دنیا طلبی کی غرض سے سادہ لوح عوام کو اپنے مکر و فریب کے جال میں پھانس کر توحید پر خوب پردہ ڈالا،

اور شرک و کفر کو اس طرح چمکانے کی کوشش کی کہ اپنے زعم باطل میں توحید کے آفتاب کو اس کے سامنے مدہم بنادیا۔ معبود حقیقی کی صفات غیر اللہ میں منوانے کے لیے بڑے حربے استعمال کیے۔ نتیجہ یہ کہ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان بزرگوں کو کرنی والے (اِلٰہ) جاننے لگے، اور لاکھوں قبروں کے پجاری اور لاکھوں مجاور مزاروں کے بیوپاری بن بیٹھے۔ ؎

اب آگر آہ نکل جائے تو مجبور ہوں میں

قیصر و کسریٰ کی مملکتوں سے خراج وصول کرنے والے اب بزرگوں کی قبروں کی کمائی پر جینے لگے، اور ہزار ہا ایسی آیات و احادیث جو ان لغویات سے روکتی اور ان کی مذمت کرتی، انہیں شرک و کفر اور بدعت قرار دیتی ہیں۔ کی موجودگی کے باوجود اپنے ان افعال قبیحہ و مذمومہ سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنا گوارہ نہیں کرتے۔ ذرا سوچئے کہ وہ اسلام جسے نبی اکرم ﷺ نے گھر بار چھوڑ کر، پیٹ پر پتھر باندھ کر طرح طرح کے مصائب جھیل کر پھیلایا تھا، اور جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے بچوں کے خون سے پالا تھا، آج لغویات اور خرافات کو اس دین سے کیا نسبت ہے؟

چہ نسبت خاک را با عالم پاک؟

اسی بناء پر کسی نے کہا ہے کہ ؎

دل صنم خانہ بنا ہے یاد غیر اللہ سے
بت بھی کہنے لگے "مسلم نما کافر" ہمیں

آمدم برسر مطلب!

۲۷ جیٹھ بروز جمعتہ المبارک ۲۰۰۰-۶-۹م کو رسول نگر جو کہ علی پور چٹھہ کے شمال مغرب میں واقع ہے جانے کا اتفاق ہوا۔ اڈہ پر بس سے اترنے کے بعد ہم سفر ساتھی جو کہ بریلوی العقیدہ تھا نے بتایا کہ یہاں قریب ہی بابا گلاب شاہ کا دربار ہے، جہاں جو کوئی بھی جاتا ہے دل کی مراد پاتا ہے، اس کی تمام حاجات پوری ہو جاتی ہیں، دنیاوی کسی قسم کی کمی نہیں رہتی، راقم

الحروف اور میرا ہم سفر ساتھی شفقت شاہ مذکورہ دربار تک پہنچے تو ہمیں وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر نظر آیا جس میں بوڑھے، جوان، بچے، بچیاں اور بوڑھی و جوان عورتیں سبھی شامل تھے، اور جو بیک زبان بآواز بلند پکار رہے تھے ؂

ولی اللہ دے ویکھ ویکھ کے بھردے بھانڈے نے

ایک ڈھول بجانے والا بھی جب یہی شعر پڑھتا تو جواباً سبھی ''حضرت بابا گلاب شاہ سخی سرکار'' کا نعرہ بلند کرتے، اسی ڈھول بجانے والے نے ایک دوسرا شعر یوں بلند کیا ہے ؂

اولیاء اللہ، اللہ، اولیاء وچ فرق ر میاں نہوروا

اس ہجوم سے ذرا تھوڑی دور کچھ ملنگ، پیر اور بابے سبز چوغے پہنے ہوئے بیٹھے تھے کہ مرد و زن اُن کی خدمت میں مصروف تھے۔ کوئی ان کو دبا رہا تھا تو کوئی ان کے پاؤں پر سر رکھے ہوئے تھا، بعض قوالی کر رہے تھے، اور کئی لوگ ان کے پاس یہ نعرہ بلند کر رہے تھے ؂

پیر کامل صورت ظل اللہ

یعنی دیدہ پیر دید کبریاء

فنعوذ باللہ من هذه الخز عبلات!

چند اوباش نوجوان سروں پر ٹوپیاں رکھے ہوئے بڑے مؤدب ہوکر یہاں دعائیں کرنے میں مصروف تھے، اور چند عورتیں بھی اس دربار پر کچھ تو دربار کی مٹی اور دیواریں چاٹ رہی تھیں، دیئے کا تیل اپنے کانوں کی بالیوں وغیرہ کو لگا رہی تھیں۔ کچھ ان پرانے درختوں میں بیٹھی تھیں جہاں کبھی بابا گلاب شاہ بیٹھا کرتے تھے، کچھ لوگ ایک ڈولی نما ٹوکری جسے خاص اصطلاح میں گھڑولی کہتے ہیں لے کر آتے اور گلاب شاہ کی قبر پر چڑھا دیتے ہیں، ان گھڑولیوں میں گلاب شاہ کی قبر کا نمونہ ہوتا، اور بڑی مہارت سے اور محنت سے انہیں سجایا ہوتا۔ یہ گھڑولیاں جب دربار میں لائی جاتی تو لوگ انہیں سجدہ کرتے۔ مشہور یہ ہے کہ جو آدمی تین سال مسلسل یہ گھڑولی لائے گا اس کی ہر حاجت پوری ہوگی۔

ان گھڑولیوں کے متعلق ہم نے ایک آدمی ''محمد اعظم آف علی پور چٹھہ'' جو کہ عرصہ آٹھ سال سے ازراہ عقیدت اس مزار پر آتا ہے سوال کیا کہ ان گھڑولیوں کی حقیقت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، کچھ بھی نہیں۔ایک تو بدعت ہے، شریعت میں تو اس کا تصور تک نہیں ملتا، دوسرا بابا گلاب شاہ صاحب نے بھی اس کا کہا اور نہ ہی حکم فرمایا ہے۔

یہ تھیں بدعات وخرافات۔اب باباجی کی کرامات کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

کرامات بابا گلاب شاہ اور ان کی حقیقت

1: جنگ 65ء میں بھارتی فوجی جب بھی رسول نگر اور اس کے گردونواح میں بم وغیرہ پھینکتے تو باباجی ان کو یہاں نہ گرنے دیتے، ان کی قبر سے ایک روشنی اٹھتی جو بم کو فضا میں اچک لیتی، اور پھر اسے قریبی دریا چناب میں پھینک دیتی۔

2: ایک عورت سے ان کو عشق ہوگیا، ایک دفعہ وہ وزیرآباد سے آتے چند ڈاکوؤں کے ہتھے چڑھ گئی، اس نے باباجی کو آواز لگائی تو اس کے اندر سے آواز آئی، میرا عشق سچا ہے، میں تیرے اندر رہتا ہوں، اور اس کو ڈاکوؤں سے بچالیا۔

کرامات کی حقیقت

1: جہاں تک علاقہ محفوظ رکھنے کی بات ہے کسی کو نقصان پہنچانا یا نفع دینا، تنگی یا تکلیف میں مبتلا کرنا، یا اسے دور کرنا تو صرف اللہ تعالیٰ کے لائق ہے، اسی طرح رازق بھی وہی ہے، مشکل کشا بھی وہی، اور حاجت روا بھی وہی ہے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ﴾

(یونس: ۱۰۷)

''اگر آپ کو اللہ تکلیف دے تو اس کو کوئی اور ٹالنے والا نہیں، اور اگر تمہارے

ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو پھر کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں۔"

((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ .)) [1]

"یعنی اللہ عزیز و حکیم کے علاوہ کوئی کسی کو نفع یا نقصان نہیں دے سکتا۔"

غور فرمایئے! نبی ﷺ بھی اللہ کو نفع یا نقصان کا مالک تسلیم کریں، لیکن یہاں پر یہی اختیار فوت شدہ کو تفویض کیا جا رہا ہے، جو منوں مٹی تلے مدفون ہے۔

حقیقت خرافات میں کھوگئی

2: قارئین کرام! حالانکہ نبی ﷺ نے غیر محرم سے علیحدگی اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن لوگ اسی غلط چیز کو کرامت قرار دے رہے ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر غیر محرم مرد اور عورت ایک دوسرے کی چاہت میں شرم و حیا کی حدود پھلانگ دیں، تنہائی میں ملاقات کریں تو یہ چاہت جسے عشق کہا جاتا ہے۔ یہ اگر سچا عشق ہے، اسے کرنے والا عاشق صادق ہوتا ہے تو پھر جھوٹا عشق کس بلا کا نام ہے؟

قارئین کرام! یہ لوگ اس قدر بے وقوف ہیں کہ جن اشیاء میں نقصان ہی نقصان ہے فائدہ کچھ بھی نہیں، انہیں تو انہوں نے اپنے معمولات میں شامل کر رکھا ہے، اور احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تو دور یہ لوگ اللہ کا نام بھی نہیں لیتے، فقط ہر وقت "پیر سائیں، بابا جی" کا ورد کرتے ہیں، انہی کا پڑھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہیں، انہی کی دی ہوئی تعلیم کے گن گاتے ہیں۔ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا رہے ہیں۔ بقول اقبال ؒ

حقیقت خرافات میں کھوگئی
یہ امت روایات میں کھوگئی

اسلام اور قبروں کے عرس

عربی لغت کی رو سے "ع رس" کا مادہ شادی اور اس کے متعلقات میں عام طور پر

---

[1] صحيح مسلم، رقم: ٢٧٠٩٨.

مستعمل ہے، مگر مروجہ تصوف میں ''عرس'' اس میلے کو کہتے ہیں جو حقیقی اور فرضی قبروں پر سال بہ سال رچایا جاتا ہے۔

شرک اور مشرکین کی تاریخ شاہد ہے کہ امم سابقہ کی گمراہی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب مردوں کی تعظیم میں غلو اور قبروں کا ناجائز اعزاز بھی تھا۔ تاریخ انگلستان سے پتا چلتا ہے کہ عیسائیوں کے پاپوں نے اجتماعات مقرر کر رکھے تھے، خانقاہوں کے نام جاگیریں اور اوقاف کثرت سے تھے، جن پر پاپائے اعظم کے چیلے قابض رہتے تھے، جو زائرین سے ہدایا، نذرانے وصول کر کے انہیں معافی نامے لکھ دیتے تھے۔ اور معافی نامے لینے والوں کو پورا یقین دیا جاتا تھا کہ ان معافی ناموں کی بدولت انہیں مرنے کے بعد برے افعال کی سزا بھگتے بغیر نجات ابدی حاصل ہو جائے گی، بدچلن مجاوروں کی وجہ سے خانقاہیں بدچلنی اور سیاہ کاری کا مرکز بن گئیں، اور عیسائی مذہب کا تصور صرف اس حد تک محدود ہو گیا کہ ''ان خدائی اڈوں'' پر کسی نہ کسی صورت میں پہنچ کر سند نجات حاصل کر لینا ہی سعادت کی کھلی دلیل ہے۔

اسی طرح اہل ہند میں قدیم الایام سے یہ رسم موجود ہے کہ وہ حصول مغفرت، اور تحصیل مقاصد اور دیگر اغراض کے لیے ایک دفعہ مزعومہ مقامات میں سے کسی ایک مقام پر پہنچ جانے کو فلاح و کامیابی کی ضمانت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہنود اسی غرض سے آج بھی گنگا جمنا وغیرہ پر ہر سال جمع ہوتے ہیں، نذریں اور نیازیں دیتے ہیں اور سادھوؤں کے حضور میں نذرانے پیش کر کے سند نجات حاصل کرتے ہیں، اور ایسے موقع پر وہاں اس قدر اناج وغیرہ جمع ہو جاتے ہیں کہ کسی متمول حکومت کا ''خزانہ عامرہ'' بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

بالکل یہی کیفیت نام نہاد مسلمانوں کی ہے، بلکہ یہ لوگ اس سے بھی زیادہ التزام و انتظام اور عقیدت کے ساتھ قبروں پر اجتماعات کرتے ہیں، اور چاروں اطراف سے ان درگاہوں پر پہنچنے کے لیے شدر حال کرتے ہیں، پھر جب یہ لوگ ان مزاروں پہ پہنچتے ہیں تو وہ سب کچھ کرتے ہیں جو ہندو میلہ گاہوں پر جا کر بجا لاتے ہیں، اور روضوں کے کلس دیکھتے ہی

احرام باندھ لیتے ہیں، زمین نیاز پر جھک جاتے ہیں، لبیک لبیک کی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں کوئی دہلیز پر جھکتا ہے تو کوئی سیڑھیوں پر ناک رگڑنے لگتا ہے، کوئی طواف میں مصروف ہے، تو کوئی اعتکاف کی حالت میں بیٹھا ہے، کوئی قربانی کے بکرے مجاورین قبر کے حوالے کر رہا ہے، تو کوئی شمع و زینت اور درہم و دنانیر کی صورت میں اپنی نذر پوری کر رہا ہے۔ الغرض ان میلوں اور اجتماعات میں رسوم مشرکانہ کی ایسی نمائش ہوتی ہے کہ جسے دیکھ کر انسان لرز اٹھتا ہے، اور انسانی خودی کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یاد رکھئے! نبی کریم ﷺ نے ایسا اجتماع خود اپنی قبر کے لیے بھی جائز نہیں رکھا۔ آپ نے وصیت فرمائی:

((لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِی عِیْدًا))[1]

''خبردار! میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا۔''

عید میں تین چیزیں ضروری ہیں، ایک اجتماع، دوسرے: تعین وقت، تیسرے: فرحت، تو ممانعت کا خلاصہ یہ ہوا کہ میری قبر پر کسی یوم معین میں سامان فرحت کے ساتھ اجتماع نہ کرنا، پس رسول کریم ﷺ کی قبر مبارک پر ایسا پُر تکلف اجتماع جائز نہیں، تو دوسروں کی قبروں پر ایسا اجتماع کیونکر جائز ہوگا۔

شارحین حدیث نے اس کے متعدد معانی بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

"لا تجتمعوا للزيارة اجتماعكم للعيد."

''یعنی، تم زیارت کے لیے ایسے نہ جمع ہو جیسے کہ تم عید کے لیے جمع ہوتے ہو۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقمطراز ہیں:

"لا تجعلوا زيارة قبرى عيدا، بقول هذا اشارة الى سدمدخل التحريف كما فعل اليهود والنصارى بقبور انبيائهم، وجعلوها عيدا وموسما بمنزلة الحج." (حجة الله: ۲/۷۷.)

---

[1] مسند احمد: ۲/۳٦۷۔ سنن ابوداؤد، كتاب المناسك، رقم: ۲۰٤۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''میں کہتا ہوں آنحضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا، اس میں تحریف کا دروازہ بند کرنے کی طرف اشارہ ہے، جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے قبور انبیاء کو عید، اور موسم حج کی طرح بنا دیا تھا۔''

تفہیمات الٰہیہ (۲/۶۴) پر لکھتے ہیں:

"ومن اعظم البدع ما اخترعوا في امر القبور، واتخذوها عيدا."

''بڑی بدعات میں سے یہ بھی ہے جو انہوں نے قبور اولیاء کے متعلق اختراع کر رکھا ہے، اور انہیں میلہ گاہ بنالیا ہے۔''

شاہ عبدالعزیز ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں:

"جمع شدن برقبور که مرد ماں يك روز معين نموده و لباسهائے فاخره و نفيس پوشيده مثل روز عيد شادماں شده برقبرها جمع مے شوند رقص و مزامير وديگر بدعات ممنوعه مثل سجود برائے قبور و طواف كردن قبور مے نمايند حرام و ممنوع است بلكه بعضے سجد كفر مے رسند و هميں است محمل ايں دو حديث "لا تجعلوا قبرى عيدا، واللهم لا تجعل قبرى وثنا يعبد الخ." (ملخصا فتاوى عزيزيه ۱/ ٤٠)

''یعنی قبروں پر سالانہ اکٹھ کرنا اور اس پر عید کی طرح لباس فاخرہ پہن کر جانا، اس میں ناچ ڈھول ڈھمکے، ان پر سجدے میں طواف سب حرام ہیں، بلکہ ان کے ارتکاب میں کفر تک کا خدشہ ہے۔''

اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی مشہور حنفی وصوفی عالم فرماتے ہیں:

"لا يجوز ما يفعله الجهال لقبور الاولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذا السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالاعياد ويسمونه عرسا." (تفسير مظهرى: ۲/ ٦٥)

''اور یہ جو جاہل (پیر و اور مفاد پرست گدی نشین) قبروں پر چراغاں کرتے ہیں، اور سجدہ طواف بجالاتے ہیں، اور وہاں مسجدیں بنواتے ہیں، اور سال بہ سال ان کی قبروں پر عرس کرواتے ہیں، یہ قطعاً ناجائز ہے۔''

مولانا شاہ محمد اسحاق لکھتے ہیں:

''مقرر کردن روز عرس جائز نیست۔'' (اربعین مسائل، ص: ۲۸)

''یعنی عرس کرنے جائز نہیں۔''

یا رب عطا کر ان کو بصارت بھی بصیرت بھی
کہ مسلمان جا کے لٹتے ہیں سواد خانقاہی میں

پس شریعت اسلامیہ کی رو سے عرس کرنا نہ فرض ہے نہ واجب، نہ سنت ہے نہ مستحب، بلکہ قرآن مجید سے اشارۃً اور حدیث نبوی ﷺ سے صراحتاً ممانعت ثابت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک تو مشرکین کے ساتھ مشابہت ہے، دوسرا یہ رسم شرک کا زبردست ذریعہ ہے۔ نیز اس میں بے شمار سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی نقصانات بھی ہیں، جن کی تفصیل کے لیے یہاں گنجائش نہیں ہے۔ تعجب یہ ہے کہ ان فعال شنیعہ کا ارتکاب کرنے والے تمام حضرات صوفیہ کا نام لیتے، اور حنفی مکتب کی تقلید کا دم بھرتے ہیں۔ حالانکہ صوفیاء کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ تصوف کا چشمہ ان بدعات سے آلودہ نہ ہو، اور اصحاب علم و تحقیق حنفیہ کرام واشگاف طور پر مشرکانہ رسوم و عادات کی تردید کرتے رہے ہیں، جس طرح ہم نے ان کے اقوال ذکر کیے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہے۔ چنانچہ خواجہ نقشبندی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے:

تا کے بہ زیارت مقابر
عمرے گذارنی اے افسردہ
یک گربہ زندہ پیش عارف
بہتر از ہزار شیر مردہ

''اے پریشان حال تو کب تک قبروں پر حاضری دے کر عمر ضائع کرتا رہے گا،
عارفوں کے نزدیک مرے ہوئے ہزار شیر سے ایک زندہ بلی بہتر ہے۔''
(بحوالہ تذکرہ غوثیہ)

حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تو یہاں تک کہہ دیا۔

"وهذا مرض......بعض الغلاة من منافقى امة محمدى ﷺ يومنا هذا." (حجة الله البالغه (۱/۶۱)

''اور یہ وہ بیماری ہے جس میں امت محمدیہ کے بعض غالی قسم کے منافق مبتلا ہیں۔'' (وفي هذا كفاية لمن له دراية)

آخری گزارش

معزز قارئین! قرآن کی تعلیمات کا لب لباب توحید حق ہے، اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے خم خانہ لم یزل سے وہ انقلاب برآمد ہوا جس نے ارباب من دون اللہ کے تمام بت پاش پاش کر دیئے، جس نے بندوں پر بندوں کی خدائی ختم کر کے وحدت الٰہیہ، وحدت قوم اور وحدت نصب العین کا وہ دل پذیر عقیدہ دیا جس نے اسود واحمر کے امتیاز ختم کر دیئے۔

معزز قارئین! افسوس آج کلمہ توحید پڑھنے والے توحید کے دشمن ہو رہے ہیں، اور شرک وکفر کے انہی تاریک غاروں میں گھس کر، جن میں گر کر اگلی قومیں تباہ و برباد ہوگئی تھیں، انہی بزرگوں کے بارے ایسے عقیدے رکھتے اور ان کی قبروں پر ایسے کام کرتے ہیں جو بت پرست اپنے بتوں کے مزاروں میں کرتے تھے۔ سخت حیرت اور بے حد تعجب کا مقام ہے کہ شرک کو اسلام اور کفر کو ایمان سمجھ لیا گیا تھا۔ طاقوں، تعزیوں، مقبروں، چبوتروں اور تھان ونشان پر سر جھکنے لگے، لیکن مساجد خالی اور بے رونق ہوگئیں۔

ذرا سوچئے! یہ تغیر کیونکر رونما ہوا، یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟

جبکہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہی یہ ہے کہ مسلمان شرک سے بچے اور توحید پر قائم رہے۔

اگر آدمی توحید پر مضبوط رہا، اس کے اعمال حسنہ اللہ رب العزت کے ہاں مقبول ہوں گے ورنہ سب مردود وا کارت گئے۔

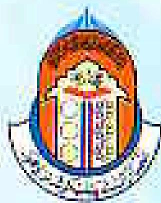
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مشرکین کو توحید جیسی نعمت عظمیٰ سے مالا مال فرما کر اعلان وحدت الٰہی کا علمبردار بنائے۔ آمین! [1]



[1] بشکریہ مؤقر مجلّہ ''اہل حدیث'' جلد:۳۱، شمارہ:۲۵۔۱ تا ۷ جولائی ۲۰۰۲ء، یکم ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ.

مطبوعات ادارہ

۱۔ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت کے تقاضے
۲۔ ہم پر نبی کریم ﷺ کے حقوق
۳۔ مسنون وظائف واذکار اور شرعی طریقہ علاج
۴۔ خوف الٰہی سے بہنے والے آنسو
۵۔ توبہ مگر کیسے؟ حقیقت، فضائل، شروط اور طریقہ کار
۶۔ شرک کے چور دروازے
۷۔ نبی کریم ﷺ کی نماز
۸۔ خواتین اسلام کے لیے نبی رحمت ﷺ کی پانچ سو نصیحتیں
۹۔ منہج سلف صالحین
۱۰۔ شمائل مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام
۱۱۔ ریاکاری کی ہلاکتیں
۱۲۔ گناہ اور توبہ
۱۳۔ محبت، کیوں، کس سے اور کیسے
۱۴۔ علم اور تقویٰ
۱۵۔ دعوت اسلامی کو عام کرنے کے لیے صحیح فضائل اعمال
۱۶۔ اللہ عزوجل کی پہچان
۱۷۔ عقیدہ اہل سنت والجماعت
۱۸۔ ایمان اور عمل صالح
۱۹۔ سنت نبوی ﷺ اور ہم
۲۰۔ شان صحابہ رضی اللہ عنہم بزبان مصطفیٰ ﷺ
۲۱۔ اولیاء اللہ کی پہچان
۲۲۔ مصائب و مشکلات اور ان کا موثر حل
۲۳۔ اسلام کا نظام حقوق و فرائض
۲۴۔ اسلام کا نظام اخلاق و ادب
۲۵۔ نیکی اور برائی



انصار السنہ
پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی
الفضل مارکیٹ، 17۔ اردو بازار لاہور
فون 042-7357587